یا اللہ جل جلالہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النحل ۴۳)

اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تم علم نہیں رکھتے۔

من الظلمات إلى النور

تاریکی سے روشنی کی طرف

تبلیغی جماعت کی سچی داستان

باہتمام

فقیر سید احمد علی شاہ حنفی ترمذی سیفی غفرلہ ولوالدیہ

فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، نوشہرہ، پاکستان

ساکن شاپلین ضلع سوات

حال فقیر کالونی کراچی

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

پس خادم الاولیاءوالعلماء حقانی سید احمد علی شاہ سیفی صاحب عرض پرداز ہے کہ یہ بات اظہر من الشمس معلوم ہے کہ امت مرحومہ اصحاب کرام کے زمانے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق ''ستفرق امتی'' ہر دور میں ایسے بہت سے فرقے پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اسلامی جمعیت کا شیرازہ بکھیرنے کی بے انتہا کوششیں کیں اور اسلام کی مضبوط عمارت کو تباہ کرنے کی مساعی کیں اور بہت سے نیم خواندہ مسلمانوں کے عقائد متزلزل کئے۔ اسی بناء پر ہر زمانے میں اہل سنت وجماعت حقانی علماء نے ان باطل فرقوں کی عملی، تقریری، تحریری تردید کمال وجہ سے کی اور ان کے باطل عقائد پر تمام امت کو خبر دار کیا۔

اسی طرح ہمارے زمانے میں شیخ نجدی کے باطل عقائد کی اشاعت کا غلبہ پیدا ہوا ہے۔ اولیائے کرام تو درکنار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس روضہ کی زیارت کو جانے کو بھی شرک کہتے ہیں، درود شریف پڑھنے کو جو کہ قرآن کریم کا منصوصی حکم ہے گناہ بلکہ زنا سے بھی بدتر کہتے ہیں۔ سلف صالحین اور آئمہ اربعہ کی تقلید کو بھی شرک کہتے ہیں۔ دعا کو خصوصًا دعا بعد الصلاۃ کو لغو اور بے فائدہ کہتے ہیں۔ گویا کہ ان کو خدا سے کوئی احتیاج نہیں ہے اور اللہ پاک سے سوال کرنے سے اپنے آپ کو مستغنی جانتے ہیں۔ قرآن پاک میں مشرکین کے متعلق جتنی آیتیں نازل ہوئی ہیں، وہ مسلمانوں پر منطبق اور چسپاں کرتے ہیں۔

جیسا کہ بخاری شریف میں خوارج کے باب میں ذکر ہوا ہے:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔

خوارج وہ آیتیں جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں، یعنی خوارج، زنادقہ، مرجیہ اور جبریہ وہ لوگ ہیں کہ جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں وہ مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

خوارج وہابیوں کے حق میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا ہے:

الْخَوَارِجُ هُمْ كِلَابُ النَّارِ۔

ترجمہ: یعنی خوارج جہنم کے کتے ہیں۔[1]

أهل البدع شر الخلق والخليقة۔

ترجمہ: بدمذہب تمام مخلوق اور تمام جانوروں سے بدتر ہیں۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ان بدمذہبوں کے بارے میں فرما چکے ہیں:

إن مرضوا فلا تعودوهم، وإن ماتوا فلا تشهدوهم، ولا تناكحوهم ولا توارثوهم ولا تسلموا عليهم ولا تصلوا عليهم۔

---

[1](مسند احمد، ج ۱۳، ص ۴۷۴، الناشر: مؤسسة الرسالة)

[2](المعجم الأوسط، ج ۴، ص ۱۹۶، الناشر: دار الحرمين - القاهرة)

ترجمہ: اگر بدمذہب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت پر نہ جاؤ، اور اگر وہ مر جائے تو اس کے مؤمن ہونے کی گواہی مت دو، اور اگر ملاقات ہو جائے تو ان سے سلام مت کرو، اور ان کے ساتھ مت بیٹھو، نہ ہی ان کے ساتھ پیئو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ اور نہ ہی ان کے ساتھ نکاح کرو، نہ ہی ان کی نمازِ جنازہ پڑھو، نہ ہی ان کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔[1]

تنقیح الحامدیہ میں ہے:

أَنَّ هَؤُلَاءِ الْكَفَرَةَ وَالْبُغَاةَ الْفَجَرَةَ جَمَعُوا بَيْنَ أَصْنَافِ الْكُفْرِ وَالْبَغْيِ وَالْعِنَادِ وَأَنْوَاعِ الْفِسْقِ وَالزَّنْدَقَةِ وَالْإِلْحَادِ وَمَنْ تَوَقَّفَ فِي كُفْرِهِمْ وَإِلْحَادِهِمْ وَوُجُوبِ قِتَالِهِمْ وَجَوَازِ قَتْلِهِمْ فَهُوَ كَافِرٌ مِثْلُهُمْ۔

ترجمہ: کہ یہی کافر، باغی اور نافرمانوں نے جمع کیا ہے اقسام کفر، بغاوت اور بدنیتی کے اور اقسام فسق اور زندیق والوں کے اور کفر کے اور جو کوئی شک کرتا ہے ان کے کفر میں تو وہ بھی کافر ہے اور ان کے دین سے نکلنے میں اور ان کے وجوبِ قتل میں وہ بھی کافر ہے بمثل ان کے۔[2]

مفتی صوبۂ سرحد قاطع النجدیت والوہابیت حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب نے الانتقام التحقیق میں ذکر کیا ہے کہ ابن تیمیہ اور محمد بن عبد الوہاب نجدی دونوں زندیق ہیں، تو لازم ہوا ان کے اوپر حکم زندیقیت کا۔

---

[1] (کنز العمال، ج ۱۱، ص ۵۴۲، الناشر: مؤسسة الرسالة)

[2] (تنقيح الحامدية، ج ۲، ص ۱۷۵)

صحیح البخاری میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے زندیقوں کو آگ میں جلایا تھا،یعنی(زندیقوں کو)آگ کے کنویں میں پھینک دیا تھا۔[1]

یہ وہابی بہت وجوہ سے کافر ہیں۔

تنقیح الحامدیہ میں ہے:

فَمِنْ وُجُوهٍ مِنْهَا أَنَّهُمْ يَسْتَخِفُّونَ بِالدِّينِ وَيَسْتَهْزِئُونَ بِالشَّرْعِ الْمُبِينِ۔

ترجمہ: اور بعض وجوہ ان کے کفر کی یہ ہیں کہ توہین کرتے ہیں دین کے ساتھ اور مسخریاں کرتے ہیں شرح واضح کے ساتھ(یعنی احکامِ دین اور شرح کے ساتھ)جیسا کہ صدقہ مردوں کے لئے بہ نیت ثواب اور دورۂ اسقاط۔اور جہراً درود وسلام کے ساتھ وغیرہ وغیرہ۔[2]

تنقیح الحامدیہ میں ہے:

وَمِنْهَا أَنَّهُمْ يَسْتَحِلُّونَ الْمُحَرَّمَاتِ وَيَهْتِكُونَ الْحُرُمَاتِ۔

ترجمہ: خدا کی حرام کی ہوئی اشیاء کو حلال کہتے ہیں اور قابلِ احترام اشیاء کی اہانت کرتے ہیں(جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کے تبرکات)۔[3]

---

[1](بخاری شریف،ص ۱۰۲۳،بحوالہ الانتقام الحقیق،ص ۱۹،۲۴،۱۳۵)
[2](تنقیح الحامدیۃ،ج ۲،ص ۱۷۶،بحوالہ اثبات الاغراض،ص ۳۷)
[3](تنقیح الحامدیۃ،ج ۲،ص ۱۷۶،بحوالہ اثبات الاغراض،ص ۳۷)

الفتاویٰ الحدیثیہ میں ہے:

وَقَوله بالجِسمِّية والجهة والانتقال، وَأَنه بقَدَر العَرْش لَاأصْغَر وَلَاأكبر تَعَالَى الله عَن هَذَا الافتراء الشنيع القَبِيح، وَالكُفْر البراح الصَّرِيح۔

ترجمہ: اور کی وجوہاتِ کفر میں سے ایک ابن تیمیہ کا اللہ تعالیٰ کی جسمیت پر قول ہے۔ [1]

محبوب علی خان صاحب تقریباً بارہ سال تک تحریک رائیونڈ میں رائیونڈیوں کے ساتھ منسلک رہے۔ لیکن جب ان کی تقدیر کا ستارہ چمکا تو انہوں نے ایک پیرِ کامل، مکمل انسان سے بیعت کی جو دورِ حاضر کے مجدد اور رہنما ہیں اور خواجہ ٔخواجگان پیر ارچی وخراسانی الحاج حضرت خواجہ سیف الرحمٰن اخندزادہ پیر ارچی کے نام سے موصوف ہیں۔ جن کی مبارک زندگی اسوۂ حسنہ کی آئینہ دار، قرآن مجید کی علمی تفسیر اور احادیث نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی صحیح تشریح ہے۔ جن کی خداداد صلاحیت عمل واخلاص نے کئی لاکھ مردہ دل زندہ کیئے۔ سینکڑوں فاسق، فاجر، جابر اور ظالم قسم کے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کر دیا۔ اس کے علاوہ سینکڑوں جید جید علماء نے فیض حاصل کرکے راہِ سلوک اختیار کرلی ہے۔ تہہ دل سے دعاہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی کو حیاتِ خضری عطافرمائے، آمین۔

---

[1](الفتاوی الحدیثیۃ لإبن حجر، ج ۱، ص ۸۵، الناشر: دارالفکر-لایوجد)

محبوب علی خان بھی ان سے چاروں طریقوں میں فیض یاب ہوئے ہیں۔ دورِ حاضر میں حضرت محبوب علی صاحب اہل سنت وجماعت کے بے مثال اور مخلص مبلغ ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے پتنگے اور شیدا ہیں جبکہ وہابیوں اور رائیونڈیوں کے لئے آسمانی بجلی کی مانند ہیں۔

تمام اہل سنت وجماعت سے التماس ہے کہ جو بھی رائیونڈیوں کے احوال وکردار معلوم کرنا چاہے اس کے لئے اس رسالہ کی ورق گردانی ضروری ہے۔

و اللہ یهدي من یشاء إلی صراط مستقیم

حررہ:

فقیر سید احمد علی شاہ حنفی ترمذی سیفی

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

نحمدہ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

امّا بعد!

پس عرض کرتا ہے خادم الاولیاء والعلماء فقیر محبوب علی خان ولد فضل معبود خان کہ ۱۹۶۸ء میں ہمارے گاؤں میں رائے ونڈ سے جاری شدہ تحریک کی ایک جماعت آئی۔ یہ لوگ اپنے آپ کو مبلغین ظاہر کرتے تھے۔ ہمارے گاؤں والوں کے لئے اس تحریک کے لوگوں سے ملنے کا یہ پہلا موقع تھا۔ اس سے پہلے ہمارے گاؤں کے لوگ اس تحریک کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ اس وجہ سے تمام لوگ ان کے گرد جمع ہوگئے۔ اور بہت شوق سے ان کی باتیں سننے لگے۔ میں بھی ان لوگوں میں سے ایک تھا۔ انہوں نے جو کچھ کہاوہ میں نے بھی سنا، اس وقت میری عمر تقریباً چودہ برس کی تھی اور میرا ذہن اتنا پختہ نہیں تھا کہ ان کی باتوں سے حق وباطل کی تمیز و تفریق کرتا۔ اور گاؤں کے علماء نے ان کی جانب کوئی توجہ نہ دی۔ اور نہ ہی ان کے صحیح ہونے کے بارے میں اہل گاؤں کو کوئی رائے دی۔

ہمارے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ یہ لباسِ خضر میں ابلیس ہونگے۔ یہ تو بعد میں معلوم ہوا۔ مگر اس وقت ان کی وضع قطع اور ان کا انداز تبلیغ میرے دل پر اثر انداز ہوا۔ ویسے بھی بچپن سے مجھے مذہب کے ساتھ لگاؤ تھا اس لئے میں نے ان کے ساتھ جانے کا ارادہ کر لیا۔ میرے اسکول کا ماسٹر بھی تحریک سے تعلق رکھتا تھا۔ اس لئے میں اپنے ماسٹر صاحب کے ساتھ شب جمعہ کو مرکز میں چلا گیا۔ وہاں پر انہوں نے مجھے مزید تین دن لگانے کے لئے مجبور کیا۔ اور مجھے ایک جماعت کے ساتھ بٹ خیلہ سے نیچے ''خار'' گاؤں میں بھیج دیا۔ اس سہ روزہ میں مجھے کچھ بھی سمجھ

نہ آیا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں اور ان کا کیا مقصد ہے۔ کچھ دنوں کے بعد میں پھر ان کے ساتھ تین دن کے لئے چلا گیا۔ اس مرتبہ سوات کے گاؤں ''برہ دُر شخیلہ'' بھیجا گیا، تو اس وقت اتنی بات سمجھ میں آئی کہ ان کے اس کام میں یہ چھ باتیں یا چھ نمبر نہایت ضروری ہیں: -

(۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز (۳) علم وذکر

(۴) اکرام مسلم (۵) صحیح نیت (۶) تبلیغ

یہ لوگ ہر نمبر کا مقصد اور فضیلت بیان کرتے ہیں لیکن ان تین دن میں یہ بھی یاد نہ ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد غالباً ۱۹۷۰ء میں کالو خان نامی گاؤں جو کہ ضلع مردان میں واقع ہے میں اجتماع کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اس اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے چھوٹی چھوٹی کئی جماعتیں ارد گرد کے دیہاتوں میں بھیجی گئیں۔ مجھے دس دن کے لئے ''تولاندی'' نامی گاؤں میں بھیجا گیا۔ میں نے ان دنوں میں ان کے چھ نمبر یاد کر لئے تھے۔ یہ چھ نمبر ایک تقریر ہے، جو ہر رائیونڈی کو یاد ہوتی ہے۔ دوران تقریر انہی نمبروں کو دھراتے رہتے ہیں۔ رائے ونڈی بزرگوں کا یہ کہنا ہے کہ بیان میں یہی نمبر ہمارا ٹارگٹ ہونگے اگر ان سے ہٹ کر کچھ بیان کروگے تو غرق ہو جانے کا خطرہ ہے اس کے لئے وہ ریل گاڑی کی مثال پیش کرتے ہیں:

کہتے ہیں کہ جب ریل گاڑی پٹڑی پر جارہی ہوتی ہے تو وہ منزل تک پہنچ جاتی ہے۔ اور جب پٹڑی سے اتر جاتی ہے تو خود بھی تباہ ہو جاتی ہے اور مسافروں کو بھی ساتھ تباہ کر دیتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رائے ونڈی چاہے نیا ہو یا پرانا، اس کے بیان کی گاڑی انہی چھ نمبروں کے گرد گھومتی ہے۔کالو خان کے اجتماع سے واپسی کے بعد ایک طویل عرصہ تک میں ان کے ساتھ نہ جاسکا اس وقت تک تبلیغی جماعت سے مجھے نہ کوئی شکایت تھی نہ اختلاف،بس سستی اور کاہلی کے سبب ان کے ساتھ نہ جاسکا۔ہاں تحریک کے لوگ مجھ سے ملتے رہتے تھے۔

پھر ایک دفع تیمر گرہ ضلع دیر میں ان کا اجتماع ہورہا تھا۔ میرے گاؤں کے رائے ونڈی میرے پیچھے پڑ گئے اور اصرار کر کے مجھے تیمر گرہ ضلع دیر کے اجتماع میں لے گئے۔

*** اجتماع تیمر گرہ ضلع دیر ***

یہ اجتماع ۱۹۷۸ء میں تیمر گرہ کے مقام پر ہوا۔ ان دنوں رائے ونڈی تحریک عروج پر تھی۔ تقریباً ہر کان تک ان کی آواز پہنچ چکی تھی۔ اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے انہوں نے ہر گاؤں میں کچھ بندے مقرر کر دیئے تھے۔ہمارے گاؤں میں بھی چند آدمیوں کا تقرر کیا گیا تھا، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اجتماع میں آسکیں۔ اس اجتماع میں کثیر لوگوں نے شرکت کی۔رائے ونڈ کے بزرگ بھی اس اجتماع میں آئے تھے۔اس کے علاوہ کوئٹہ کے ایک قاری صاحب اور شوہ گاؤں کے مولوی صاحب بھی تھے۔

یہ اجتماع تین دن جاری رہا۔ ان تین دنوں میں مجھے اس تحریک کے بارے میں جو اندازہ ہوا وہ یہ ہے کہ پہلے پہل یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس تحریک کو سمجھنے کے لئے چارماہ کا عرصہ درکار ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے چار ماہ زندگی میں ایک دفعہ لگائیں۔ اور دعوت کا کام

سیکھیں۔ جو شخص چار ماہ ان کے ساتھ گزارے تو پھر یہ اس سے چالیس دن لگانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور چالیس دن کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ انسان چالیس دن تک رحم مادر میں ہوتا ہے، اور دوسرے چالیس دن خون کا قطرہ رہتا ہے، اور تیسرے چالیس دن کے بعد انسان کی شکل بن جاتی ہے اور اسی طرح مزید چالیس دن کی توجیہیں کرتے رہتے ہیں۔ اور آدمی کو اپنے ساتھ لگائے رکھتے ہیں۔ تاوقتیکہ وہ پختہ ہو جائے اور ان کے عقائدِ باطلہ کو تسلیم کرنے لگ جائے۔ کیونکہ اپنے خاص عقائد تو یہ بعد میں بتاتے ہیں۔ ابتداءً سیدھی سادھی باتیں کر کے یہ بندے کو پھنساتے ہیں۔ علماء کے لئے نو مہینے لکھے ہیں۔ اس لئے کہ جس طرح نو مہینے میں مادر رحم میں مکمل انسان بن جاتا ہے۔ اسی طرح عالم جب ہمارے ساتھ نو مہینے صرف کرتا ہے تو اس سے مکمل انسان بن جاتا ہے۔ اور آدمی چار مہینوں میں صرف انسانی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

ان کی سمجھ دار باتوں نے میرے دل میں بھی چالیس دن لگانے کی رغبت پیدا کر دی۔ مگر والدین کی اجازت کے بغیر میں ان کے ساتھ نہیں جا سکتا تھا۔ اور مجھے والدین نے ان کے ساتھ جانے کی اجازت نہ دی۔ اس لئے میں واپس اپنے گاؤں آگیا۔ اور والدین کے ساتھ گھریلو کام کاج میں ہاتھ بٹانے لگا۔

مگر اس کے ساتھ ساتھ تحریک کے مقامی معاملات میں بھی شریک ہوتا رہا یعنی گشت تعلیم شب جمعہ اور مشورہ وغیرہ اور کتابوں کا مطالعہ بھی کرتا رہا۔ خصوصاً تبلیغی نصاب جس کا نام اب تبدیل کر کے فضائل اعمال رکھا گیا ہے۔

یہ کتاب چند رسائل پر مشتمل ہے:

(۱) فضائلِ تبلیغ (۲) حکایاتِ صحابہ کرامؓ (۳) فضائلِ ذکر

(۴) فضائلِ قرآن (۵) فضائلِ رمضان (٦) فضائل درود شریف

ابھی فضائلِ درود شریف کو اس کتاب سے نکال دیا گیا ہے۔

پھر کچھ دنوں کے بعد والدین سے اجازت لے کر چالیس دن کے لئے ان کے ساتھ چلا گیا۔ یہاں یہ لوگ جو بات بھی کرتے تھے رائے ونڈی بزرگوں کی طرف منسوب کرتے تھے۔

رائے ونڈی بزرگوں اور رائے ونڈی مرکز کی یہ لوگ ہمیشہ ہر جگہ تعریف کرتے۔ اس لئے میرے ذہن میں رائے ونڈ مرکز اور وہاں مقیم لوگوں کا ایک اچھا خاکہ بنا ہوا تھا اور رائے ونڈ جانے کی بڑی خواہش تھی۔ جو آخرکار پوری ہو گئی۔

٭٭٭ رائے ونڈ کا مرکز ٭٭٭

صبح کا وقت تھا۔ جب ہم رائے ونڈ مرکز میں پہنچے۔ اپنے بستے ایک جگہ پر رکھ دیئے۔ تھوڑی دیر بعد دو آدمی آئے اور ہمیں کہنے لگے ہمارے ساتھ چلو۔ وہ ہمیں ایک آدمی کے پاس لے گئے۔ یہ آدمی مسجد کے برآمدے کے بائیں جانب بیٹھا تھا۔ ہمارے ساتھ جو پرانے رائے ونڈی تھے وہ اس شخص سے بڑے ادب و احترام سے ملے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں تو اس نے جواب دیا کہ یہ شاہ جہاں صاحب

ہیں۔ جنہوں نے تمام عمر اللہ کے راستے میں وقف کر رکھی ہے۔ اور بڑا جان نثار آدمی ہے۔شاہ جہاں صاحب نے ہمیں رائے ونڈ مرکز میں وقت گزارنے کے طریقے بتلائے۔ کہ یہاں پر فضول وقت نہ گزاریں، شیطان کے بہکاوے میں نہ آئیں، شیطان بہت کوشش کرتا ہے کہ تمہارا وقت خراب کرے تم تو یہاں پیسے خرچ کر کے آتے ہو اور شیطان بغیر پیسے خرچ کرے یہاں آتا ہے اس لئے تمام لوگوں کو اپنا اور اپنے وقت کا خیال کرنا چاہئے۔ ابھی بھی اندر بیان شروع ہے۔ تم لوگ جاؤ اور بیان سنو۔ ہم اسی وقت بیان سننے کے لئے چلے گئے۔ پھر جب دوپہر کے کھانے کا وقت ہوا تو میں لنگر خانے میں چلا گیا۔ لنگر خانے میں پہنچ کر مجھے حیرت ہوئی کہ وہ لوگ جنہیں میں نہایت خوش اخلاق اور مہذب سمجھتا تھا جو گھنٹوں دین کی تبلیغ کرتے اور لوگوں کو انسانیت سکھاتے تھے۔ ان کا یہ حال تھا کہ ایک ایک روٹی کے لئے لڑ رہے تھے۔ ایک دوسرے پر جھپٹ رہے تھے، ہر شخص دوسرے سے پہلے روٹی حاصل کرنے کی دوڑ میں لگا ہوا تھا۔ کسی شخص کو بھی تہذیب وشرافت کا پاس نہ تھا۔

عشاء کی نماز کے بعد مولوی ظاہر شاہ صاحب نے حکایتِ صحابہؓ سے پڑھ کر سنانا شروع کیا۔ ہم لوگ بیٹھے ہوئے بیان سن رہے تھے کہ پرانے ساتھیوں نے اپنے بستر بچھانا شروع کر دیئے اور مسجد میں سونے کی جگھوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اپنے گاؤں والوں سے پوچھا کہ یہ لوگ مولوی صاحب کا بیان کیوں نہیں سن رہے۔ مولوی صاحب کا بیان ہو رہا ہے اور یہ لوگ جگہ گھیرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

جواب میں مجھے کہا گیا کہ:

یہ لوگ تبلیغ کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں، ہمارا اصول یہ نہیں ہے۔ تو میں سمجھ گیا کہ یہ سارے اصول نئے لوگوں کے لئے ہیں، پرانے لوگ جو چاہیں کرتے پھریں۔ میرے ساتھی سمجھ گئے کہ مجھے یہ بات پسند نہیں آئی، تو فوراً مجھ سے کہنے لگے کہ دیکھو میاں یہاں نئے آدمی کو شیطان بہت وسوسے ڈالتا ہے، اور اپنے تبلیغی ساتھیوں کے عیوب دکھاتا ہے تاکہ یہ نیا شخص اس عظیم کام سے محروم ہو جائے۔ ان کی اس تسلی سے میں خاموش ہو گیا۔ چونکہ میں نیا آدمی تھا، اور ان کی وہ باتیں سمجھنے سے قاصر تھا جو کہ اہل سنّت والجماعت کے خلاف تھیں لیکن ظاہری اور عام غلطیوں کو سمجھتا تھا جیسا کہ کوئٹہ (بلوچستان) میں ہم مسجدِ توبہ گئے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ وہاں کے ایک مقامی عالم جو کہ قاری صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ قرآن پاک کا درس دے رہے تھے۔

ہمارے امیر صاحب کو ان کا درس بڑا ناگوار گزرا۔ فوراً دو آدمی کوئٹہ کے مرکز صدیقیہ مسجد میں بھیج دیئے کہ ہم کیا کریں؟ یہاں تو درسِ قرآن ہو رہا ہے، ہم درسِ قرآن میں بیٹھیں یا کہ دوسری مسجد میں چلے جائیں۔ تو مرکز والوں نے جواب دیا کہ قاری صاحب کے درسِ قرآن میں نہ بیٹھیں بلکہ دوسری مسجد چلے جائیں۔ آج امت کو درسِ قرآن شریف کی نہیں، بلکہ دعوت کے کام کی اشد ضرورت ہے۔ میرے یہ چالیس دن جیسے بھی تھے گزر گئے۔ مگر میں اس دوران تبلیغ کی حقیقت کو نہ سمجھ سکا۔ میرے ذہن میں اس تبلیغی کام کا جو نقشہ تھا، اس کے خلاف ہی پایا۔

وہ چھ نمبر جن کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں، چالیس دن تک انہی چھ نمبروں کو سنتا رہا۔ اور اس عرصہ میں اتنا سمجھ میں آگیا کہ یہ اوپر سے نیچے تک سب جاہل ہیں۔ اور ان کا ظاہر کچھ اور ہے اور باطن کچھ اور ہے۔

چالیس دن لگانے کے بعد جب میں گھر واپس آگیا تو یہ لوگ میرے پیچھے لگ گئے کہ تم اپنی مسجد میں تعلیم اور گشت کا سلسلہ شروع کرو۔ ہمارے محلّے کی مسجد میں پہلے یہ رائے ونڈی تبلیغ منع تھی۔ اسی وجہ سے یہ لوگ کوشش کر رہے تھے کہ یہ کام میرے ذریعے یہاں شروع ہو جائے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ میں نے فضائل اعمال سے تعلیم شروع کی اور اس مسجد میں ہفتہ وار ''گشت'' بھی میں نے ہی شروع کیا۔ جو آج بھی جاری ہے۔ لیکن دوسری طرف میں نے مولانا زکریا کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ کتابوں کے مطالعہ سے مجھے ایک بات سمجھ آئی اور وہ یہ کہ جو کام یہ لوگ عملی طور پر کر رہے ہیں، یا کرنا چاہتے ہیں تو ان کا ثبوت یا اشارہ کتابوں سے نہیں ملتا۔ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔

ایک طرف یہ سوچ میرے اندر پیدا ہو رہی تھی اور دوسری طرف ان کے کام میں برابر شریک تھا۔ وجہ یہ تھی کہ مجھے کوئی دوسرا راستہ معلوم نہ تھا اور یہ لوگ بھی مجھے کہتے رہے کہ آج کے دور میں دوسرا راستہ ہے ہی نہیں سوائے دعوتِ تبلیغ کے!

٭٭٭''چار مہینے''٭٭٭

۱۹۷۹ء میں میں ان کے ساتھ چار مہینے کے لئے چلا گیا۔ ان چار مہینوں میں انہوں نے میری تشکیل مختلف علاقوں میں کی۔ پہلی تشکیل صوبہ سندھ میں سکّھر شہر میں ہوئی۔ دوسری تشکیل صوبہ بلوچستان میں مستونگ شہر میں ہوئی۔

چنیوٹ صوبہ پنجاب میں تیسری تشکیل ہوئی۔ آخری بیس دن مقیمین کی خدمت میں گزارے۔(رائے ونڈ مرکز کے سیدھے ہاتھ کی طرف بہت بڑا کمرہ ہے۔ اس کو مقیمین کا کمرہ کہتے ہیں۔ مقیمین وہ بزرگ ہیں جو ایک مہینہ رائیونڈ میں گزارتے ہیں اور دوسرا مہینہ گھر پر گزارتے ہیں۔) یہاں مجھے بتایا گیا کہ ان کی خدمت کرو۔ خدمت کرنے سے خدا ملتا ہے۔اور پھر بزرگوں کی خدمت پر کہتے تھے'' سبحان اللہ تم بہت خوش قسمت ہو کہ ان کی خدمت کا موقع ہاتھ آیا''۔ ان کی خدمت میں ہاتھ یا پاؤں دبانا بہت زیادہ تھا۔اور یہی کام میرے لئے بہت مشکل تھا۔ لیکن میں کیا کرتا، رائے ونڈی جو تھا، اور یہ ہمارے بزرگ جو تھے۔ فجر کی اذان سے پہلے روزانہ دودھ پیتے تھے، ان کے لئے مطبخ سے میں دودھ لایا کرتا تھا۔ اور ان میں تقسیم کیا کرتا تھا۔روزانہ مجھے صبح دس ۱۰ بجے رائے ونڈ شہر کے ڈاک خانے بھیجتے تاکہ ان کے نام آئے خطوط کو لے آؤں۔ اس ڈاک میں زیادہ تر منی آرڈر اور خطوط ہوا کرتے تھے۔ اسی کمرہ میں راولپنڈی کا ایک آدمی تھا جس کا نام خواجہ صفدر تھا۔ پورا دن لکھائی کا کام کرتا تھا۔ مختلف نقشے اس کے پاس تھے۔ بعض اوقات ان کے مطالعہ میں مصروف رہتا تھا۔ ان سے اور بڑے بزرگ دوسرے کمرے میں تھے ان کے کمرے میں میرا جانا منع تھا۔وہاں صرف خاص لوگ جاتے تھے۔ اس کمرہ میں جو بزرگ تھے ان کے نام عبدالوہاب، مشتاق جمشید اور احسان وغیرہ تھے۔ قریب ہی ایک اور کمرہ تھا کہ جس میں آنے والی جماعتوں کی کارگزاری سنائی جاتی تھی۔

اس مسجد کے بائیں طرف دوسرا ہال تھا۔ اس میں بیرونی ممالک کے باشندے رہتے تھے۔ یہ مسجد اور اس کے کمرے اور ہال کچھ اس انداز سے بنائے گئے تھے کہ یہاں نیا شخص تو درکنار، پرانے رائے ونڈی بھی اس کے مکمل احاطے سے واقف نہیں تھے۔ اور نہ ہی کوئی واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہے۔

۱۹۷۹ء میں کعبہ پر حملہ!

جب میں چار مہینے گزارنے کے بعد گھر واپس آگیا تو چند دنوں بعد مسجد حرام پر حملہ کر کے قبضہ کیا گیا۔ ان میں سے ایک نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ مسجد حرام بائیس (۲۲) دن بند رہی۔ اس دوران نہ کسی نے مسجد حرام میں نماز ادا کی، اور نہ کسی نے کعبہ شریف کا طواف کیا۔ یہ تو درکنار یہ لوگ حرم شریف میں اجابت بھی کرتے تھے۔ یہ دنیا کی تاریخ میں پہلا موقع تھا کہ مسجد حرام کی اس طرح بے حرمتی ہوئی۔

یہ کس نے کیا؟

یہ حملہ کرنے والے رائے ونڈی ہی تھے جن سے آج سادہ لوح عوام دھوکا کھا رہے ہیں۔ اس بات سے کوئی بھی رائے ونڈی انکار نہیں کر سکتا کہ مکہ مکرمہ میں فاروق صاحب اور مدینہ منورہ میں مسجد نور کے امام مولوی سید خان کو سعودی حکومت نے گرفتار کیا اور بھی بہت سے غیر معروف آدمی گرفتار ہوئے۔ جن آدمیوں کا حکومت نے جسمانی ریمانڈ دیا، وہ آدمی ریمانڈ کے بعد پولیس والوں کو الفائز مسجد میں لے گئے۔ اور کہا کہ ہمارے دوسرے ساتھی یہ ہیں۔ الفائز مسجد سے شب جمعہ کو تمام لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ اور پولیس نے ان سے تبلیغی نصاب کے چند نسخے

بھی اپنی تحویل میں لے لئے۔ جس پر سعودی حکومت نے پابندی عائد کر دی۔ اسی وجہ سے تبلیغی نصاب کا نام تبدیل کر کے انہوں نے اس کا نام فضائل اعمال رکھ دیا۔

کعبہ شریف پر حملہ اتنا منظم اور خفیہ تھا کہ آج تک بہت سے رائے ونڈی اس سے بے خبر تھے۔

اس سال جو لوگ حج کرنے گئے تھے اور ان کے ساتھ تھوڑا بہت تعلق رکھ لیا تھا، ان سب کو معلوم ہے کہ اس سال رائے ونڈی تحریک کے اکثر اکابرین حج کے بہانے پہنچ چکے تھے۔ یہاں تک کہ دنیا کے امیر مولوی انعام الحسن جن کو رائے ونڈی ''حضرت جی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں، مکہ مکرمہ پہنچ چکے تھے اس لئے کہ اس حملے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ان کا موجود ہونا ضروری تھا۔ لیکن جب حملہ ناکام ہوا تو انہوں نے واپس آنے میں دیر نہیں کی۔ اور آتے ہی یہ بات مشہور کر دی کہ آج مسلمان دعوت کا کام چھوڑ گئے ہیں۔ اس لئے کعبۃ اللہ پر حملے ہو رہے ہیں۔ اس طرح یہ راز صرف خاص الخاص رائے ونڈیوں کے سینوں میں رہ گیا اور عام رائے ونڈی اس راز کو نہ جان سکے۔ بعض رائے ونڈیوں کو شبہ ہوا تو خاص الخاص رائے ونڈیوں نے ان کو ہدایت کی کہ ان باتوں میں نہ پڑو۔ ورنہ دعوت کے کام کی خیر و برکت سے محروم ہو جاؤ گے۔

*** ٹنڈو آدم میں میری تشکیل ***

کچھ ہی عرصہ بعد میں پھر ان کے ساتھ چالیس دن کے لئے چلا گیا۔ رائے ونڈ والوں نے میری تشکیل صوبہ سندھ کے شہر ٹنڈو آدم میں کر دی۔ اور جماعت کا امیر بھی مجھے مقرر کر دیا۔ ایک رات کچھ ساتھی نماز تہجد کے لئے اٹھے۔ پنجاب کا ایک آدمی جو ہمارا ساتھی تھا، اس پر اچانک

جذب کی کیفیت طاری ہوگئی اور اس کے منہ سے بے اختیار ''اللہ ھو۔ اللہ ھو'' کی صدائیں نکلنا شروع ہو گئیں۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ شاید میں بزرگ بن گیا ہوں کہ میری امارت میں یہ نیا آدمی کمال تک پہنچ گیا ہے۔ لیکن بزرگی کا یہ خیال زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا اس لئے کہ اس آدمی کے دوسرے ساتھی نے کہا کہ یہ آدمی ایک پیر صاحب کا مرید ہے، اور یہ کیفیت اس کے دوسرے پیر بھائیوں پر بھی طاری ہوتی رہتی ہے۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ ذکر کم کیا کریں۔ اس کی یہ بات سنتے ہی میں سوچ میں پڑ گیا۔ اس لئے کہ میں نے اپنی زندگی میں پیر کا نام تک نہ سنا تھا، اور نہ ہی پیری مریدی کی باتیں سنی تھیں۔ اور نہ ہی میرا یہ خیال تھا کہ رائے ونڈ کے علاوہ اور بھی کوئی راستہ ہو گا۔ اور پھر ایسا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں انسان مست ہو جائے، اسی وقت میرے دل میں پیر طریقت کی تلاش کا خیال پیدا ہو گیا۔

*** لکی مروت ***

ایک سال بعد ۱۹۸۱ء میں میں پھر چالیس دن کے لئے رائے ونڈ چلا گیا۔ انہوں نے پھر مجھے جماعت کا امیر مقرر کر دیا۔ اور لکی مروت بھیج دیا۔ وہاں ہم جس گاؤں میں گئے وہاں تمام حضرات اہل سنت والجماعت کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اور پیر ان صاحبان کی باتیں کیا کرتے تھے۔ ان کی یہ باتیں اچھی لگتی تھیں۔ اسی علاقے میں میں نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ مولوی صاحب! کیا پیر صاحب سے بیعت کرنا ضروری ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ جس کا پیر نہ ہو تو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔ اس بات نے مجھے اور حیران کر دیا۔ کہ ہم تمام رائے ونڈی تو شیطان کے مرید ہیں!

*** اجتماع کا میدان ***

لکی مروت سے جب میں رائے ونڈ پہنچا تو سالانہ اجتماع کی تیاریاں شروع تھیں۔ رائے ونڈ والوں نے مجھے اسی میدان کی خدمت کے لئے بھیجا۔ تو وہاں جا کر میں حیران رہ گیا۔ اس لئے کہ اس میدان کے ہر کونے میں بجلی کا ٹرانسفارمر لگایا گیا تھا اور اس کے لئے بجلی کی اسپیشل لائن بچھائی گئی تھی۔ لاکھوں گز کپڑا اور بے حساب بانس لائے گئے۔ سینکڑوں لیٹرین بنائے گئے۔ اس میدان کے اندر جگہ جگہ شامیانے نصب ہو گئے اور اکابرین رائے ونڈ یعنی بزرگوں کے لئے الگ الگ خیمے لگا دیئے گئے۔ الغرض یہ پروگرام فنڈ کے برداشت کرنے کی بات نہ تھی، اور پاکستان کی حکومت کو اتنی فرصت نہیں کہ ہر سال ان کے سالانہ جلسہ پر لاکھوں روپیہ خرچ کرے۔ اور یہ لوگ چندہ بھی جمع نہیں کرتے، نہ عوام سے نہ خواص سے۔ ظاہر بات یہ ہے کہ برطانوی امداد ان کے ساتھ ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ملک انگریزوں کا غلام تھا اور جب انگریز یہاں سے گئے تو بہت سے فتنے چھوڑ گئے، کچھ تو ایسے ہیں جن کو ہر شخص سمجھتا ہے اور کچھ ایسے ہیں جن پر خواص کی ہی نظر رہتی ہے، عوام اس کو نہیں سمجھتے۔ اور ان فتنوں میں سے ایک فتنہ رائے ونڈ کا ہے۔ اگر رائے ونڈ کی تحریک کی تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو عین اس وقت اس تحریک کی ابتداء ہوئی جب انگریز برطانیہ جا رہے تھے۔ اجتماع کے اختتام پر میں گھر واپس آ گیا۔

کتاب کا کہنا کچھ اور، رائے ونڈیوں کا عمل کچھ اور!

ان کی کتاب ”فضائل اعمال“ میں مولوی زکریا صاحب نے تصوف اور پیر کامل سے بیعت کرنے پر بہت بحث کی ہے۔نمونے کے طور پر اس کا کچھ حصہ بیان کرناچاہتا ہوں۔

مولوی زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ ناظرین کی خدمت میں ایک اہم درخواست ہے وہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوستوں سے ربط و تعلق، ان کی خدمت میں حاضری، ان کی مجالس میں اٹھنا بیٹھنا، دینی کاموں میں تقویت اور خیر وبرکت کا سبب ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی مِلَاکِ ھٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ تُصِیْبُ بِہٖ خَیْرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ عَلَیْکَ بِمَجَالِسِ اَھْلِ الذِّکْرِ“.

”کیا تجھے دین کی نہایت تقویت دینے والی چیز نہ بتاؤں جس سے تو دین ودنیا دونوں کی فلاح کو پہنچے، وہ اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے والوں کی مجالس ہیں“۔[1]

[1](مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۹، بحوالہ فضائل اعمال ص ۲۲۸، فضائل تبلیغ، فصل سابع، ص ۳۶)

’’فضائل اعمال‘‘ میں اس سے چند سطر آگے لکھا ہے کہ ’’ اس تمام تحقیق کا خلاصہ یہ ہے پس اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ آدمی اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہے تو گویا ان سے زیادہ تعلق رکھنا ان کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ حاضری دینا اور ان کے علوم سے فائدہ حاصل کرنا دین کی ترقی کا سبب ہے۔

نبی کریم ﷺ کا حکم بھی یہی ہے اور ارشاد عالی ہے: ’’جب جنت کے باغات میں سے گزرا کرو تو کچھ حاصل بھی کر لیا کرو۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ، یہ جنت کے باغات کیا چیز ہیں؟ تو محبوب خدا احمد مجتبیٰ ﷺ نے فرمایا کہ وہ علمی مجالس ہیں۔‘‘ دوسری حدیث مبارک میں فرمایا کہ ذکر کے حلقے (ذکر کی مجالس) ہیں اور حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ لقمان حکیمؒ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ عالموں کی خدمت میں بیٹھنا ضروری سمجھو۔ اور حکمائے امت کے ارشادات مبارک غور سے سنو۔ کہ اللہ تعالیٰ حکمت کی روشنی سے مردہ دلوں کو ایسا زندہ کرتا ہے جیسے مردہ زمین بارش سے زندگی پاتی ہے۔ حکمائے دین جاننے والے ہیں نہ کہ دوسرے لوگ۔

نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ بہترین ہم نشین ہمارے لوگوں کے لئے کون ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد پیدا ہو جائے۔ اور جس کی باتوں سے علم میں ترقی ہوتی ہو۔ اور جس کے عمل سے آخرت کی یاد آجائے۔

اور پھر آگے یہ لکھتے ہیں کہ صادقین سے مراد یہاں مشائخ عظام اور صوفیائے کرام ہیں۔

اللہ تعالیٰ ربّ العزّت کا ارشاد گرامی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (التوبة ۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔

مفسّرین کرام لکھتے ہیں کہ صادقین سے مراد یہاں مشائخ عظام اور صوفیائے کرام ہیں۔ جب کوئی ان کے خادموں میں شمار ہو جاتا ہے تو ان کی تربیت اور قوتِ ولایت کی برکت سے بڑے بڑے مراتب تک ترقی ہو جاتی ہے۔

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب تک تمہارے کام دوسرے کی مرضی کے تابع نہیں ہو جاتے تب تک تم اپنے نفس کی خواہشات کے خلاف نہیں کر سکتے۔ اگرچہ تمام عمر مجاہدہ کرتے رہو۔

اسی وجہ سے جب کبھی تم کو ایسا بندہ نظر آ جائے جس کا احترام تمہارا دل کرے تو اس کی خدمت کیا کرو اور اس کے سامنے مردے کی طرح سے رہو کہ وہ جس طرح سے چاہے تم میں تصرف کرے اور تمہاری اپنی کوئی ذاتی خواہش باقی نہ رہ جائے۔ اس کے حکم ماننے میں جلدی کرو۔ تاخیر ہرگز نہ ہو۔ اور جس سے وہ منع کرے، اس سے بچتے رہو۔ اگر کسبِ حلال کا حکم دے تو وہ پیشہ اختیار کرو لیکن ان کے حکم کے مطابق نہ کہ

اپنی رائے سے۔ اگر بیٹھنے کا حکم کریں تو فوراً بیٹھ جاؤ۔ اسی وجہ سے ضروری ہے کہ شیخ کامل کی تلاش میں کوشش کریں تا کہ وہ تیری ذات اللہ تعالیٰ کی ذات میں پیوست کریں۔ [1]

ایک دوسری جگہ پر لکھتے ہیں کہ آج خانقاہوں میں بیٹھنے والوں پر ہر طرف سے الزام ہے اور ان کو بدراہ کہا جاتا ہے جتنا تیرا دل چاہے آج ان کی برائی کر اور ان کی توہین کر لیکن کل جب آنکھیں کھل جائیں گی تو اس وقت حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ مسجد کی ان دریوں پر بیٹھنے والوں نے کیا کچھ کمایا ہے اور جب یہ منبر اور بالا خانوں میں ہوتے ہیں تو ہنسی اور مذاق اور گالی گلوچ کرنے والوں نے کیا کچھ کمایا ہے۔

فسوف ترا اذا انکشف الغبار!

افرس تحت رجلک ام حمار!

ترجمہ: ''پس جب گرد اٹھ جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ سوار گھوڑے پر تھا یا گدھے پر''۔

ان خانقاہوں کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی قدر و منزلت ہے جن کو آج گالیاں دی جارہی ہیں۔ یہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن میں ان کی فضیلت ذکر ہوئی ہے۔ [2]

---

[1] (فضائل اعمال، فضائل تبلیغ فصل سابع)

[2] (فضائل اعمال، رسالہ فضائل ذکر)

اگر میں ان کی کتابوں میں پیر و مرشد کے متعلق باتیں نکالنے لگوں تو ان کی ساری کتاب نقل ہو جائے گی۔ لیکن نمونہ کے لئے بس یہی کافی ہے۔

ان کی کتابوں میں تو یہ لکھا ہے لیکن ان کا عمل یہ ہے کہ پیر طریقت کا نام ہی ان کو برا لگتا ہے۔مجھے ان کی کتاب سے یہی راستہ نظر آیا اور ان کی کتاب ہی ان کی اصلاح کے لئے تصوّف کا راستہ دکھاتی ہے، اس میں کسی جگہ بھی یہ رائے ونڈ اور بسترے کی تبلیغ نہیں ہے۔

عوام کا تو یہ خیال ہے کہ یہ بات ان کی کتابوں میں ہوگی۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ کتاب میں اور ان کے عمل میں تضاد پایا جاتا ہے۔یہ رائے ونڈی لوگ شیوخ طریقت کو بہت گھٹیا سمجھتے ہیں۔ اور ثبوت یہ ہے کہ رائے ونڈی کبھی بھی کسی پیر طریقت کا مرید نہیں ہو گا۔ اپنے آپ کو بہت اونچا تصور کرتے ہیں۔کہتے ہیں کہ ہم پیغمبری والا کام کرتے ہیں۔ ہمارا یہ تبلیغ کا کام نبیّوں والا ہے۔

ہمارے گاؤں میں ایک رائے ونڈی اپنی تعریف کر رہا تھا۔ کہ ایک شخص نے کہا آپ تو بہت ہی بڑے آدمی بن گئے ہیں۔رائے ونڈی نے کہا بڑا آدمی کیا ہوتا ہے؟ نبوت اور پیغمبری کی بات کرو!

بات تصوّف کی ہو رہی تھی کہ تصوّف کی طرف میری طبیعت آہستہ آہستہ مائل ہوتی رہی آخر کار میں نے کسی پیر کامل کی تلاش کا ارادہ کر لیا۔کیونکہ میرا مقصود اللہ تبارک وتعالیٰ تھا:"لا مقصود الا اللہ"

کسی ایک پارٹی کے ساتھ ہونا خواہ مخواہ اپنے جہل پر کھڑا ہونا اچھی بات نہیں ہے۔ جیسا کہ ابو جہل کی طرح یہ رائے ونڈی کھڑے ہیں۔ ان کی جہالت کی ایک مثال میں پیش کرتا ہوں۔ کہ کسی بھی مسئلہ میں قرآن پاک کی دلیل پیش کی جائے تو یہ لوگ نہیں مانتے۔ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم نا سمجھ ہیں۔ ہمیں جو کچھ بزرگوں نے بتایا ہے اور سکھایا ہے وہی کرتے ہیں۔ ایک طرف قرآن مجید اور دوسری طرف ان کے بزرگ! فیصلہ آپ خود کرلیں۔

صوبہ سندھ کے باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر میری بیعت

یہ باباجی صوبہ سندھ ضلع خیرپور کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں مقیم تھے۔ یہ گاؤں ان کے والد صاحب کے نام سے (ولی محمد گوٹھ) مشہور تھا، لیکن بعد میں باباجیؒ نے اس گاؤں کا نام بدل کر ''فیض پور'' رکھ دیا۔ باباجیؒ کا اپنا نام حضرت خواجہ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ لاڑکانہ کے حضرت خواجہ عبدالغفار پیر میٹھا رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر مبارک سے طریقہ نقشبندیہ میں فیضیاب ہوئے تھے۔ یہ باباجیؒ ہر سال سوات تشریف لایا کرتے تھے۔ ہمارے گاؤں تو تانو بانڈہ کے پیچھے پہاڑوں میں ان کے مرید رہتے تھے۔ یہ لوگ باباجیؒ کے ہاتھ پر کراچی میں بیعت کرچکے تھے۔ ان کا ایک مرید ہمارے گاؤں میں بھی تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں کسی پیر طریقت سے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اس وقت ہمارے پیر صاحبؒ سوات میں موجود ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو ان سے بیعت کرلیں۔ اور کل وہ ہمارے گاؤں میں تشریف لارہے ہیں۔ میں بہت خوش ہوا، اس لئے کہ جو بات میرے دل میں گھوم رہی تھی، اور جس کی مجھے طلب تھی،

جس پر میں سوچتا رہاتھا، وہ تصدیق پذیر ہو رہی تھی۔ میں نے عرض کیا کل اگر باباجیؒ صاحب ہمارے گاؤں میں تشریف لائے تو ان کو ضرور ہمارے گھر لے آیئے گا۔ اور اس نے مجھ سے وعدہ کیا اور کہا فکر نہ کریں۔

اگلے دن تقریباً ۱۰ بجے کا وقت تھا میں اپنے حجرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ ''اللہ اللہ'' کی صدائیں میرے کانوں میں گونج اٹھیں۔ تو میں سمجھ گیا کہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آرہے ہیں۔ ان کی عادت مبارک یہ تھی کہ جہاں کہیں جاتے تھے تو ساتھ مریدین محترم ذکر بالجہر کیا کرتے تھے۔ میری روح اس وقت بہت بے قرار تھی۔ یہ اندازہ وہ آدمی ہی لگا سکتا ہے جو روحانی بھوک اور پیاس رکھتا ہو۔ میں ان کے استقبال کے لئے باہر چلا گیا۔ انہوں نے میرے ساتھ بڑی محبت اور پیار سے معانقہ کیا۔ اور میرے ساتھ میرے غریب خانہ اپنے مبارک قدم اٹھا کر چلے گئے۔

میں پیر و مرشد کے آداب سے ناواقف تھا۔ بلکہ میں نے پہلے کسی پیر طریقت سے ملاقات ہی نہیں کی تھی۔ بیعت کرنا اور ذکر لینا تو درکنار!

میں نے اشارتاً اپنے گاؤں والے سے پوچھا کہ میں کیا کروں؟ تو اس نے باباجی رحمۃ اللہ علیہ سے میری بیعت لینے کے بارے میں عرض کیا۔ اس مہربان اور شفیق انسان نے بغیر کسی تردّد کے مجھے مرید بنالیا۔ اور طریقہ نقشبندیہ میں ذکر کی تلقین کی۔

اس پیر مبارک کی توجہ اتنی تیز تھی کہ میرا قلب اسی وقت ذاکر ہو کر ''اللہ اللہ'' کہنے لگا۔ پھر انہوں نے فرمایا میں نے پشاور میں کسی سے وعدہ کیا ہے اس وجہ سے میں تم لوگوں سے رخصت ہو کر جارہا ہوں۔ پھر کبھی اللہ تعالیٰ کی رضا ہوئی تو ملاقات ہو جائے گی۔ اور مجھے اپنا پتہ دے دیا اور فرمایا کہ اس پر خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھو۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ رخصت ہوئے اور میرا دل ان کے تصوّر سے مامور ہو گیا۔ میں حیران تھا

کہ ایک اجنبی نا آشنا شخص کے ساتھ اتنے کم وقت میں مجھے اتنی محبت کس طرح ہو گئی۔ جتنی محبت زیادہ ہوتی جاتی تھی ذکر میں بھی اتنی ہی ترقی ہوتی جاتی تھی۔ پچھلی زندگی جس میں میں رائے ونڈی امیر بھی رہ چکا تھا اور رائے ونڈی مجھے بزرگ سمجھنے لگے تھے اور خود میرا نفس بزرگی کا دعویٰ کرتا تھا، یہ سب کچھ مجھے بے معنی نظر آنے لگا۔ میں گمراہ شخص تھا۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے میری دنیا یکسر بدل ڈالی۔

ایک دن باباجی رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے خط میں یہ شعر لکھا:

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتادو قاعدہ

اے اسیرانِ قفس میں تو گرفتاروں میں ہوں

اور پھر جب مجھے ان سے مزید فیض حاصل ہوا تو پھر میں اپنے خط کے سرنامے پر یہ شعر لکھا کرتا تھا:

فیض پور کے پیر نے بخشا ہے مجھ کو ایسا فیض

کہ ہر وقت حاضر ہے دل ذکر خدا کے واسطے

٭٭ الہ ڈنڈ ڈھیری والے باباجی سے ملاقات ٭٭

میں نے سندھ کے باباجی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تو کی مگر رائے ونڈیوں کے ساتھ پھر بھی گھومتا رہا۔ ایک بار منگورہ کے مرکز والوں نے تین دن کی جماعت کا امیر بنا کر الا ڈنڈ ڈھیری بھیج دیا۔ اس گاؤں میں بھی ایک صاحبِ طریقت بزرگ رہتے تھے۔ میں فجر کی نماز کے بعد ان سے ملنے

کے لئے چلا گیا۔ وہ صاحب مسجد میں تشریف فرماتھے اور قرآن عظیم کی تلاوت فرمارہے تھے۔ میں بیٹھ گیا۔ جب وہ فارغ ہوئے تو میرے ساتھ مصافحہ کیا، پھر پوچھا اے جوان تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے عرض کی کہ سوات تو تانو بانڈہ سے آیا ہوں۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ رات کس کے ہاں گزاری۔ میں نے کہا کہ میں تبلیغی ہوں اور تبلیغیوں کے ساتھ آیا ہوں اور دوسری مسجد میں رات گزاری ہے لیکن آپ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ تاکہ آپ میرے لئے دعا کریں۔ میری ان باتوں پر یہ صاحب بہت غصہ ہوئے انہوں نے فرمایا کہ یہ رائے ونڈی جو چلے لگاتے ہیں اور بستر بہ کمر دربدر گاؤں، گاؤں پھرتے ہیں، یہ کون سی کتاب میں ہے؟ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے تو غار میں چلہ کیا تھا۔ یہ اگر پیغمبری طریقہ کے دعویٰ دار ہیں تو ایک چلہ ایسا کر کے بھی دکھلائیں۔ دوسری بات یہ کہ ان کی تحریک جہاد کے خلاف ہے، وہ یہ لوگ اپنے کام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور یہ رائے ونڈی اس تبلیغ کو اتنا بڑا کام سمجھتے ہیں کہ باقی سارا دین اس کے سامنے کوئی بھی اہمیت نہیں رکھتا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ تبلیغی جماعت کشتیٔ نوح کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہو گیا وہ بچ گیا۔ اور جو نہ سوار ہوا وہ ڈوب گیا۔

ان صاحب کی باتوں نے میرے دل پر اثر کیا۔ اس لئے کہ انہوں نے حقیقت بیان کی تھی کہ جس سے میں آگاہ تھا اور میں نے پہلی دفعہ کوئی شخص دیکھا جو اس طرح تبلیغی جماعت کے خلاف بول رہا تھا۔

شام کے وقت سوات سے ایک بڑا رائے ونڈی الہ ڈنڈ پہنچا، نماز مغرب کے بعد اس نے تقریر شروع کی جو تمام تنقید پر مبنی تھی۔ اہل طریقت صوفیائے کرام کے خلاف بہت سی باتیں کیں اپنے اور اپنے کام کی بہت زیادہ تعریف کی۔ اس کی اس تقریر نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ ایک

طرف تو اپنی چھ نمبری تقریر میں ذکر کے نمبر میں وضاحت سے بیان کرتے ہیں، کہ جس نے باشریعت پیر سے وظیفہ لیا ہو اسے پابندی سے پڑھا کریں۔دوسری طرف پیروں کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔

** دوسری تین روزہ تشکیل **

میں تین دن کے لئے ایک جماعت کے ساتھ چلا گیا۔امیر دوسرا آدمی تھا۔اس امیر نے راستے میں کرامات کی باتیں شروع کردیں۔اس نے کہا کہ یہ پیر طریقت کرامات کے دعوے کرتے ہیں حالانکہ فرعون ان سے بڑا پیر تھا۔اس لئے کہ اس کی زبان سے بڑے بڑے کام ہوتے تھے۔اس رائے ونڈی کے کہنے کے مطابق فرعون جب پانی کو حکم دیتا تو پانی نیچے سے اوپر پہاڑ پر چڑھ جاتا۔ابھی کوئی پیر ایسی کرامت دکھائے تو ہم مان جائیں گے۔

میں نے کچھ تردید نہیں کی۔اس لئے کہ اس وقت میں بھی رائے ونڈی تھا۔یعنی یہ بے غیرتی کی چادر میرے سر پر بھی تھی۔کہ امیر کے ساتھ اختلاف نہیں کریں گے۔لیکن یہاں مجھے اچھی طرح معلوم ہوا کہ یہ فرقہ فرعونی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ فرعونی فرقہ کے خلاف موسیٰ علیہ السلام کے فرقہ کو تلاش کرنا چاہیئے۔ہم جس گاؤں میں پہنچے اس کی مسجد کے امام صاحب نے نماز کے بعد اجتماعی دعا کی۔ہمارے امیر صاحب نے کہا کہ یہ دعا کرنا غلط ہے۔اگر یہ دعا ہوتی تو ہمارے رائے ونڈ کے بزرگ بھی کرتے۔جو کام ہمارے رائے ونڈ کے بزرگ نہیں کرتے وہ دین میں نہیں ہوتا ہے۔لہٰذا یہ لوگ تو بدعتی اور مشرک ہیں۔

** سندھ کے باباجی کا سوات آنا **

میری بیعت کے ایک سال بعد باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سوات میں تشریف لائے۔ ایک دن ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے، زیادہ باتیں اس طرح کی تھیں کہ میں سوال کرتا اور وہ جواب دیتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ ہمارے کام میں اور رائے ونڈ والوں کے کام میں کیا فرق ہے؟ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے کام میں اور رائے ونڈ والوں کے کام میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ میرا خیال یہ تھا کہ باباجی کا مقصد کام کی ترتیب کی طرف ہے۔ باباجی سمجھ گئے اور فرمایا کہ ان کا کام ہدایت کے بجائے بندے کو گمراہی کی طرف لے جاتا ہے اور ہمارا کام انسان کو ہدایت کی طرف لاتا ہے، انسان اللہ تعالیٰ کا ولی اور دوست بن جاتا ہے۔ میں نے باباجی کو یہ بات کبھی نہیں بتائی تھی کہ میں رائے ونڈی ہوں۔ یہ بات میں نے چھپا کر رکھی تھی لیکن وہ سمجھ گئے کیونکہ میرے ساتھ اکثر رائے ونڈیوں سے متعلق باتیں کیا کرتے تھے۔

** رائے ونڈ والوں کے ساتھ ایک سال کا سفر **

میں نے ۱۹۸۲ء میں ان کے ساتھ ایک سال کے سفر کا ارادہ کیا اور سوات کا امیر مجھے رائے ونڈیوں کے بزرگ کے پاس لے گیا۔ تاکہ وہ مجھے دیکھ لیں کہ میں بیرونی ممالک میں جانے کے قابل ہوں یا نہیں۔ رائے ونڈ کے بزرگ نے پرتگال پیدل جانے والی جماعت کے لئے مجھے منتخب کیا۔ اور کہا کہ اب گھر چلے جاؤ۔ رقم اور پاسپورٹ کا بندوبست کر لینا۔ رقم راولپنڈی کے مسعود احمد زبیری صاحب کے نام ڈرافٹ کرنا، ڈرافٹ کا کاغذ بمعہ پاسپورٹ خود یہاں رائے ونڈ لے آنا۔ میں ان سے رخصت ہو کر سوات چلا گیا۔ پاسپورٹ بنوایا اور روپے ان کے بتائے ہوئے آدمی

کے نام ڈرافٹ کئے اور ڈرافٹ کا کاغذ رائے ونڈ کے بزرگوں کو لا کر دے دیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع کے لئے آؤ گے تو گھر سے رخصت لے کر آنا۔ اجتماع سے ہم جماعتوں کو بھیجیں گے۔ اجتماع کو چند دن ہی باقی تھے، میں نے دل میں سوچا کہ سندھ چلا جاؤں، بابا جی سے رخصت لے لوں کیونکہ دن کم ہیں پھر کیا معلوم موقع ملے بھی یا نہیں!

** رخصت کے لئے بابا جی کے پاس جانا! **

رائے ونڈ کے مرکز سے نکل کر خیر پور کی گاڑی میں سوار ہوا۔ راستہ میں مجھے بڑی تکلیف تھی کیونکہ میں تنہا تھا اور پہلی دفعہ میں اکیلے سفر کر رہا تھا۔ راستہ میں پتہ چلا کہ یہ گاڑی خیر پور نہیں بلکہ سکھر جا رہی ہے۔ ساتھ بیٹھے ہوئے مسافروں سے میں نے پوچھا کہ سکھر سے خیر پور کیسے جایا جائے گا۔ ایک مسافر تھا جو کہ روہڑی کے اسٹیشن سے اترنے والا تھا۔ اس نے مجھے کافی تسلی دی۔ اور کہا کہ گھبراؤ نہیں۔ بہت آسانی سے اپنے مرشد تک پہنچ جاؤ گے۔ رات کو سکھر پہنچ گیا۔ رات اسٹیشن پر گزاری۔ صبح بابا جی کے گاؤں روانہ ہو گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ بابا جی کراچی گئے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر میں بہت پریشان ہوا اور اسی وقت واپسی کا ارادہ کر لیا۔ بابا جی کا ایک بیٹا محمد شبیر جو اس وقت کم سن تھا۔ کہنے لگا رات یہاں گزارو، تھکے ہوئے ہو، آرام کر لینا۔ لیکن میں نے کہا کہ میں جا رہا ہوں۔ اور بابا جی کے نام ایک رقعہ لکھ کر اسے دے دیا۔ اس میں تمام احوال لکھ دیا کہ میں رائے ونڈ کی طرف سے غیر ممالک میں تبلیغ کے لئے جا رہا ہوں اور فیض پور سے روانہ ہو کر سید ھا سوات چلا گیا۔

٭٭ باباجی کا خط! ٭٭

میرے جانے میں ابھی چند دن باقی تھے۔ اپنے رشتہ داروں سے الوداعی ملاقاتیں کر رہا تھا اور سامانِ سفر کی تیاری کر رہا تھا۔ تقریباً جانے سے ایک روز قبل باباجی کا خط موصول ہوا۔ جسے دیکھ کر میں بہت خوش ہوا۔ مگر خط پڑھنے کے بعد میں سوچ میں پڑ گیا کیونکہ باباجی نے تبلیغ پر جانے سے منع فرمایا تھا۔ ایک طرف سفر کی تیاری مکمّل کر چکا تھا۔ اور دوسری طرف باباجی کی ناراضگی تھی۔ میں اس شش و پنج میں پڑ گیا۔ کہ اب کیا کروں؟ کہ نہ رہ سکتا ہوں اور نہ ہی جا سکتا ہوں۔ بالآخر میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ باباجی کو بعد میں راضی کر لیں گے فی الحال چلے جانا چاہیئے اس لئے کہ بہت سے لوگوں کو میں بتا چکا ہوں۔ کہ میں جا رہا ہوں اور اب اگر نہ گیا تو ان کے قسم قسم کے سوالوں کے جواب دینا پڑیں گے۔

٭٭ باباجی کے خط کا متن! ٭٭

محترمی میاں محبوب علی **سلّمکم اللہ تعالیٰ**! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا خط ملا۔ حالات معلوم ہوئے۔ کراچی سے واپس آتے ہی جب آپ کے رقعہ کے ذریعے "جانا" معلوم ہوا تو بہت افسوس ہوا۔ آپ کو نفس اور شیطان نے دھوکا دیا ہے۔ افسوس تو یہی ہے کہ آپ کو معلوم نہ ہوا اور نہ معلوم ہو گا۔ جب تک اس منزل پر نہ پہنچو گے۔ آپ کو کیا پتہ کہ شیطان کس کس طریقہ سے انسان کو دھوکا دیتا ہے۔ افسوس تو یہی ہے کہ آپ کو مرشد کی صحبت اور دیدار کے لئے نفس اور شیطان نے ایک منٹ بھی رہنے نہ دیا۔ جس سے حقیقی محبت اور اخلاص پیدا ہوتی

ہے۔ لیکن باہر جانے کے لئے ایک سال کے لمبے سفر کے لئے تم تیار ہو چکے ہو۔ جو کہ مرشد کی صحبت کے مقابلے میں ایک معمولی کام ہے۔ اس بات کا آپ کو کیا پتہ کہ مرشد کی صحبت آپ کے لئے اس سفر سے بہت زیادہ بہتر ہے۔

اللہ والوں نے فرمایا، ”بیت“:

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ترجمہ: اللہ والوں کی صحبت میں تھوڑا وقت گزارنا سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

گر تو خواہی ہم نشینی با خدا!

او نشیند در حضورِ اولیاء

ترجمہ: اگر آپ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور میں بیٹھوں، تو جاؤ کسی ولی اللہ کے حضور میں بیٹھ جاؤ۔

** میرے پیارے! **

آپ خوب سمجھ لو اور سوچ لو۔ اگر آپ کو سلوک کرنا ہے اور اخلاص حاصل کرنا ہے، تو مرشد کے مشورے اور اجازت کے بغیر آپ کو کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر آپ تماشائی مذبذب ہیں تو پھر آپ اپنی مرضی پر چل سکتے ہیں، اس عاجز کا آپ سے کوئی رابطہ اور واسطہ نہیں ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ وہی ہوا جو کہ خدا کو منظور تھا لیکن آپ کا یہ خیال غلط ہے اس لئے کہ خدا نے تو کرم فرما کر آپ کو مرشد کی خدمت میں بھیج دیا۔ لیکن نفس اور شیطان نے آپ کو یہاں ایک منٹ بھی نہ رہنے دیا۔ اور بے قرار ہو کر واپس چلے گئے۔ شیطان کو یہ پتہ ہے کہ مرشد کی صحبت میں طالب کو کیا ملتا ہے۔ اس لئے شیطان نے آپ کے اندر اپنا کام شروع کر دیا۔ اور فوراًواپس کر دیا۔ تبلیغ میں ایک سال تک جانے کو تیار ہو گئے اور کوئی فکر نہیں ہے۔

** عزیز! **

تبلیغ رائے ونڈ میں سو سال جاؤ۔ اور پیر کی صحبت میں ایک ساعت بیٹھو تو یہ ایک ساعت بہتر ہے اس سو سال سے۔

اس کے متعلق قرآن پاک اور حدیث مبارکہ کا حوالہ لکھوں تو یہ خط بہت ہی طویل ہو جائے گا۔ اس لئے مختصر عبارت ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائے۔ کہ یہ بات آپ کی سمجھ میں آجائے! آمین ثم آمین۔

من جانب: فقیر محمد علی غفاری

میں ساری رات سوچتا رہا۔ رات گزر گئی۔ صبح ہو گئی اور میں رائے ونڈیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ دل میں ارادہ کیا کہ رائے ونڈ سے بابا جی کے ساتھ خط و کتابت کر کے راضی کر لوں گا۔ اور اجازت بھی حاصل کر لوں گا۔

** رائے ونڈ کے مرکز میں چند دن ! **

جب میں رائے ونڈ پہنچا تو سالانہ اجتماع میں دو چار روز باقی تھے۔ اجتماع تک میں اسی مرکز میں رہا اور پھر اجتماع کے میدان میں بھیج دیا گیا۔ تین دن تک اجتماع رہا۔ اسی اجتماع میں مجھے انہوں نے ایک جماعت کے ساتھ شامل کر دیا۔ اور ہماری تشکیل یورپ کے لئے کر دی گئی۔ اور ہمیں یہیں بتادیا گیا کہ ان ان ملکوں میں جانا ہے:

انگلینڈ(England)	فرانس(France)
سپین(Spain)	پرتگال(Portugal)
اٹلی(Italy)	یوگوسلاویہ(Yugoslavia)
بلغاریہ(Bulgaria)	ترک(Turkey)
شام (Syria)	اردن(Jordan)

سعودی عرب(Saudi Arabia)

ہماری جماعت کو پرتگال پیدل جماعت کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اجتماع کے آخری دن، دعاء کے بعد مولوی انعام الحسن صاحب اسٹیج پر بیٹھ گئے۔ اور غیر ممالک جانے والی جماعتوں سے ملاقات کرنے لگے۔ مولوی جمشید صاحب باری باری لاؤڈ سپیکر پر ہر جماعت کا نام پکارتے اور وہ

جماعت اسٹیج پر آتی اور مولوی انعام الحسن صاحب سے مصافحہ کرتی اور اسی طرح ہمارا نمبر آیا۔ مولوی جمشید صاحب لاؤڈ سپیکر پر آواز دے کر کہنے لگے کہ ایک جماعت ہے جو پرتگال سے پیدل حجاز مقدس جائے گی۔ اب یہ جماعت آجائے۔ تاکہ حضرت جی صاحب مصافحہ کر لیں اور رخصت ہو جائیں۔ ہمارا امیر صاحب پہلے اور ہم اس کے پیچھے ایک ایک کرکے جاتے اور مصافحہ کرکے آگے نکل جاتے۔ میری باری آئی۔ تو میں نے بھی تمام دنیا کے امیر صاحب کو سلام کیا۔ اس نے ہاتھ آگے کیا لیکن سلام کا جواب نہیں دیا، یعنی وعلیکم السلام نہیں کہا۔ میں حیران ہو کر رہ گیا کہ یہ اسلام کا دعوے دار اور بین الاقوامی تبلیغی جماعت کا امیر اور ان کا یہ عمل۔ لیکن جب میں نے آنکھ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو اس کا منہ پان سے بھرا ہوا تھا!

اجتماع کے میدان سے ہم رائے ونڈ آئے اور مرکز میں حاضر ہوئے۔ یہاں انہوں نے چند دن ٹھہرایا اور مختلف اوقات میں مختلف موضوعات پر ہدایات دیتے رہے۔ رائے ونڈ میں ''شفیق'' نام کا ایک بزرگ ہے، اس نے ہمیں بلایا اور ایک تقریر کی۔ اور اس نے اپنی تقریر میں چند باتوں پر زور دیا: ایک تو اس نے کہا کہ لوگ ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ آپ لوگ امر بالمعروف کرتے ہیں اور نہی عن المنکر نہیں کرتے۔ دیکھو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے: ''ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر ط''۔ ترجمہ: نماز فحش اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔ دیکھو جب ہم امر بالمعروف کرتے ہیں اور ایک آدمی نمازی بن جاتا ہے تو خود بخود منکرات سے تک جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایک دن مولوی مولانا یوسف صاحب نے میرے سامنے اپنے بڑے بڑے علماء سے دریافت کیا کہ میں یہ انچاس کروڑ والی حدیث بیان کرتا ہوں۔یہ صحیح ہے یا غلط ہے؟

ان تمام علماء نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے۔ان علماء میں فیصل آباد (پنجاب) کے عالم مفتی زین العابدین بھی موجود تھے۔انہوں نے کہا کہ اگر کوئی اس سلسلے میں تم پر اعتراض کرے تو کسی کی بات کی کوئی پرواہ نہ کرنا۔یہ بات بالکل صحیح ہے۔

ایک دن ہمیں مولوی جمشید صاحب نے بلایا۔اور کہا کہ مولوی یوسف کہہ رہے ہیں کہ میں اس بات سے بہت ڈرتا ہوں کہ ہمارا یہ کام رسم ورواج میں نہ بدل جائے۔دوسری بات یہ کہی ہے کہ تم لوگوں میں سے جو کوئی حج وغیرہ کا ارادہ رکھتا ہے، ہمیں بتادے تاکہ ان کو یہاں چھوڑ دیا جائے اور حکومت کا جو قانون حج کے لئے مقرر ہے اس کے حساب سے چلا جائے۔کیونکہ ہمارے کام میں دوسرے کام کی نیت کرنا یہ تبلیغی کام کے ارادے سے نہ جانے کی نشانی ہے۔ہم تمام خاموش رہ گئے۔کیونکہ حج کا ارادہ تو میرا بھی تھا۔دوسروں کا پتہ نہیں لیکن اس وجہ سے خاموش رہا کہ اگر حج کا کہا تو روک دیا جاؤں گا۔مزید اس نے یہ کہا کہ کسی سے کوئی تحفہ قبول نہ کریں۔

دوسرے دن مشتاق صاحب نے ہمیں بلایا۔اور انہوں نے اولیائے کرام کے خلاف بہت توہین آمیز تقریر کی،اور اپنی تقریر میں انگریزوں کی تعریف کی اور یہودیوں کی مخالفت کی۔

اسی سال تیرہ جماعتیں بیرون ممالک تبلیغ کے لئے جانے والی تھیں۔ ہر جماعت کے ساتھ ایک برائے نام عالم بھی بھیجا گیا تھا۔ ہمارے ساتھ بھی ایک عالم کو شریکِ جماعت بنادیا گیا۔ ان کے حساب میں وہ عالم تھا جبکہ در حقیقت وہ بڑا جاہل آدمی تھا۔ عالم صاحب کی جہالتیں آئندہ صفحات پر خود بخود سامنے آتی رہیں گی۔

** علماء کو خرچہ رائے ونڈ مرکز دیتا ہے! **

ہمارے ساتھ جو ملّا صاحب تھے وہ ظاہری صورت سے ہی غریب آدمی معلوم ہوتے تھے۔ میں نے ان سے مالی حالات کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ پشاور کے نواح میں ناصر برج نامی گاؤں میں امام تھا۔ لیکن اب وہ امامت بھی نہیں رہی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا مولوی صاحب آپ کے پاس اتنے روپے ہیں کہ جن کی مدد سے آپ بیرون ملک چلے جائیں گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس راستہ میں یقین کی ضرورت ہوتی ہے، روپوں کی نہیں۔ مجھے مخاطب ہو کر بولے کہ تم بیرون ملک جارہے ہو۔ عالمی سطح پر مبلّغ بنو گے۔ اور تمہارا ابھی تک اتنا یقین نہیں ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے مخلوق کچھ نہیں کرسکتی۔ میں نے کہا مولوی صاحب یہاں آنے کے لئے جس یقین کی ضرورت ہے، وہ تو ہم نے ڈرافٹ کی شکل میں مسعود احمد زبیری صاحب کے نام پر بنادیا ہے، وہ ہنسے اور کہنے لگے کہ ہمیں یہ یقین رائے ونڈ مرکز والے ہی کرائیں گے۔ علماء کو روپے تو مرکز والے ہی دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ تیرہ جماعتیں ہیں، ہر جماعت میں ایک عالم ہے تو کل تیرہ علمائے کرام ہوئے۔ اب ان تیرہ علماء کرام کو مرکز والے روپے دیں گے۔ یا کہ آپ کے کہنے کے مطابق ان کا یقین بنائیں گے۔ اس نے پھر کہا کہ بزرگ دیکھتے ہیں کہ جو عالم غریب ہو

تو اس کو روپے دیتے ہیں۔ ہر کسی کو نہیں دیتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ پارہ چنار کے مولوی عبد الغفور صاحب کیسے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا۔ غریب ہے یا مالدار ہے۔ اندازہ سے تو بہتر ہی معلوم ہوتا ہے۔

اگلے دن مولوی عبد الغفور صاحب کے ساتھ بیٹھا تھا۔ میں نے پوچھا کہ مولوی صاحب! آپ کے روپوں کا انتظام ہوا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ مولوی ظاہر شاہ صاحب کہہ چکے ہیں کہ روپیہ میں آٹھ آنہ آپ کہیں سے پیدا کریں۔ باقی اللہ پاک دے گا۔ اس کو تو میں نے کچھ نہیں کہا لیکن بات یہ ہے کہ یہ باقی روپے اللہ پاک دے گا تو یہ آدمی باقی رقم جو پیدا کرتے ہیں، یہ بھی تو اللہ پاک ہی دیگا۔

دوسرے دن میں نے دیکھا کہ مولوی عبد الغفور صاحب سنیگال کی جماعت میں شامل ہو کر چلا گیا۔ اور ہمارے مولوی صاحب ہمارے ساتھ گئے۔ رائے ونڈ والے ہمارے مولوی صاحب کو پشاور مرکز بھیج کر کہنے لگے۔ تمہیں وہیں پشاور میں روپے مل جائیں گے۔ اور ویسا ہی ہوا۔ ہم نے چند دن رائے ونڈ میں گزارے اور پھر انہوں نے ہمیں ویزوں کے لئے راولپنڈی مرکز بھیج دیا۔

** راولپنڈی اور اسلام آباد **

ویزوں کے لئے اور کرنسی تبدیل کرنے کے لئے ہم راولپنڈی آئے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم تبلیغ کا کام بھی کرتے رہے۔ راولپنڈی کے مرکز والے ایک ہفتہ ہم کو راولپنڈی شہر میں رکھا کرتے تھے اور دوسرے ہفتہ کے لئے اسلام آباد بھیج دیتے۔

ایک دن عشاء کے وقت مولوی مسعود احمد زبیری صاحب آئے اور کہنے لگے، کل آپ تمام انگلینڈ ایمبسی چلے جائیں اپنے پاسپورٹ جمع کرائیں تاکہ ویزے لگ جائیں۔ اور اگر وہ پوچھیں کہ کس مقصد کے لئے جارہے ہیں تو آپ صاف ستھری بات کریں کہ تبلیغ کی غرض سے جارہے ہیں۔ اور اگر لندن ائیر پورٹ پر پوچھیں تو وہاں بھی یہی جواب دینا ہوگا۔ کہ تبلیغ کے لئے آئے ہیں۔ اگلے دن ہم انگلینڈ ایمبسی چلے گئے۔ زبیری صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ ہم نے پاسپورٹ دے دیئے۔ ایمبسی والوں نے کہا کہ دو آدمی رکیں، باقی جائیں۔ آپ کے پاسپورٹ پر جب ویزے لگ جائیں گے تو ہم ان کو دیدیں گے۔ ہم نے ویسا ہی کیا۔ دو آدمی رک گئے۔ اور باقی چلے گئے۔ تقریباً دو بجے کے وقت وہ آدمی آئے۔ پاسپورٹ اور ویزے لگے ہوئے تھے۔ اسی طرح ہم نے فرانس، سپین، اٹلی، پرتگال کے ویزے حاصل کئے۔

ویزے میں کسی قسم کی دشواری پیدا نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ پاسپورٹوں کے ساتھ ہم نے وہی مسعود احمد زبیری صاحب کا سربمہر خط دیا تھا۔ جو زبیری صاحب نے ہمیں حوالہ کیا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ خط زبیر ی صاحب کس سے لاتا ہے۔ اور خدا جانے اس کے اندر کیا لکھا ہوا ہوتا ہے۔

یہاں راولپنڈی، اسلام آباد میں کافی باتیں ہوئیں۔ لیکن میں مختصر وہی باتیں تحریر کرتا جاؤں گا جو ہمارے اس مضمون کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔

٭٭میرے منہ سے بے اختیار اللہ اللہ کا نکلنا!٭٭

اس وقت میں طریقہ نقشبندیہ میں مبتدی تھا۔ میرے صرف دو ہی سبق تھے۔ میرا وہی حال تھا جو کہ مبتدی کا ہوتا ہے۔ میرے اس حال پر یہ میرے رائے ونڈی ساتھی بہت زیادہ خوش تھے۔ اس لئے کہ ان کا خیال تھا کہ یہ اس رائے ونڈی تبلیغ کی برکت ہے۔ اور میری اس کیفیت پر رشک کرتے تھے۔ لیکن جب میں نے ان کو بتایا کہ یہ کیفیت جو آپ لوگ دیکھ رہے ہیں، یہ میرے مرشد مبارک کا فیض ہے اور ان ہی کی برکت ہے، میرا یہ کہنا تھا کہ پھر یہ رائے ونڈی ساتھی بطور استہزاء یعنی بطور مسخرہ میری نقل کرتے۔ جب بھی میرے مرشد پاک کا کوئی خط آتا تو اس پر یہ ساتھی بہت ناراض ہوتے اور کہتے تھے کہ جس کو اللہ تعالیٰ جل شانہ، انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا کام عطا کرے، تو پھر وہ اولیاء اللہ عظام کے پیچھے کیوں پھرے۔ پیر ان عظام کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دو۔ یہ پیر ان کرام گمراہ کر دیں گے۔ اس قسم کی مختلف نصیحتیں مجھے کرتے۔ لیکن میں نے ان کے نصائح سنے ہی نہیں۔ کیونکہ اللہ پاک جلّ شانہ نے ایک پیر کامل کی توجہ سے مجھے حیات قلبی عطا کر دی ہے۔ ایسی دولت پاک اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے مجھے عطا کی ہے جو کہ ان کے پاس نہیں تھی اور نہ ہی کبھی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔

٭٭ہم راولپنڈی میں اہل سنت والجماعت کی مسجد میں گئے٭٭

قبل اس کے یہاں رائے ونڈی آئے ہی نہ تھے۔ امیر صاحب نے ہمیں اکٹھا کر کے کہا کہ اس مسجد میں کوئی ترتیب رکھو۔ اس مسجد کے مولوی صاحب اور مقتدی تمام ہمارے رائے ونڈی تبلیغ کے خلاف ہیں۔ یہ بات ہمیں راولپنڈی کے مرکز میں ہی بتائی گئی تھی۔ مشورہ یہ طے ہوا

کہ دو آدمی مولوی صاحب کی ملاقات کے لئے چلے جائیں۔ اور کچھ تحفہ بھی ساتھ لیکر جائیں۔ لیکن عام تحفہ نہیں جو ہر عام مولویوں کے لئے لے جاتے ہیں۔ بلکہ ان کے لئے بازار سے عمامہ، جائے نماز اور کچھ مالٹے بھی خرید کرلے جائیں۔ یہ دو آدمی مولوی صاحب کو صرف دعا کی درخواست کریں گے اور کچھ نہیں کہیں گے۔ اور دو آدمی محلّے میں گشت کریں گے۔ تاکہ مولوی صاحب کے آنے سے پہلے محلّہ میں کچھ ساتھی بنالیں اور اس وقت محلے کے دوسرے لوگ جو مسجد میں آجائیں ان کا بھی اچھی طرح خاطر خواہ اکرام ہونا چاہیئے۔ مطلب یہ کہ ان کو بھی کچھ کھلایا پلایا جائے۔ یہ تجاویز امیر جماعت صاحب نے بہت پسند کیں۔

** مولوی صاحب کے ساتھ ہمارے ساتھیوں کی ملاقاتیں! **

امیر جماعت صاحب نے جو دو آدمی مولوی صاحب کی ملاقات کے لئے بھیجے، تو مولوی صاحب انہیں راستہ میں ملے۔ انہوں نے مولوی صاحب سے کہا کہ ہم آپ کے گھر آرہے ہیں لیکن ارادہ یہ تھا کہ پہلے آپ کے لئے بازار سے کوئی تحفہ خرید لیں۔ آپ کون لوگ ہیں؟ مولوی صاحب نے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تبلیغ والے ہیں اور آپ کی مسجد میں آئے ہیں۔ آپ ہمارے لئے دعا کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ جلّ شانہ یہاں دین کو عام کرے۔ اور ہدایت کی ہوا چلائے۔ مولوی صاحب نے ان کو صرف اتنا کہا کہ ابھی تم لوگ جاؤ۔ اور میں امامت کرنے آرہا ہوں۔ انہوں نے پھر کہا مولوی صاحب! ہم آپ کے لئے کوئی تحفہ خریدنا چاہتے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں رشوت خور نہیں ہوں، یہ تحفہ نہیں

رشوت ہے۔ ورنہ اس سے قبل میرے لئے تحفہ کیوں نہیں لائے۔ یہ کہتے ہوئے مولوی صاحب ان کے پاس سے چلے گئے اور یہ لوگ اپنی مہم میں ناکام ہو کر واپس مسجد میں آ گئے۔

٭٭مولوی صاحب امامت کے لئے مسجد میں تشریف لائے!٭٭

مولوی صاحب امامت کے لئے مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہوئے۔ عقائد کے موضوع پر بیان شروع کیا۔ تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ جو رائے ونڈی آئے ہوئے ہیں ان کے عقائد کفریہ ہیں۔ لیکن میں اس وقت نہیں سمجھ سکا کہ ہمارے عقائد کیسے کفریہ ہیں۔ میں تو یہ ہی سمجھتا ہوں کہ جو آدمی خود کو مسلمان کہے بس وہ مسلمان ہے۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ رائے ونڈ میں تو ہمیں فضائل اعمال کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اب بھی رائے ونڈی لوگ عقیدہ کی باتوں کو نہیں سمجھتے بلکہ عقیدہ جانتے ہی نہیں۔ کہ عقیدہ کیا چیز ہے۔ مولوی صاحب نے اشرف علی تھانوی صاحب کی تصانیف سے بھی کچھ حوالے دے کر بتایا اور یہ ثابت مقصود تھا کہ یہ باتیں کفر ہیں۔ اور اسی صاحب کو یہ لوگ حکیم الامت کہتے ہیں۔ پھر ایک اشتہار اٹھایا۔ کہنے لگے یہ دیکھو یہ کیا ہے؟

میں نے خود جب غور سے دیکھا تو اشتہار کی سرخی تھی:

”تبلیغ یا تخریب“

اس کے نیچے ایک سُنّی مسلمان کا قصہ درج تھا جو کہ ان ہی تبلیغ والوں کے ساتھ رائے ونڈ گیا تھا۔

وہاں اس نے نعرہ رسالت بلند کیا یعنی: ”یارسول اللہ ﷺ!“ کا نعرہ لگایا تھا! پھر کیا ہوا؟ رائے ونڈ کے بزرگ اسے پکڑ کر عقوبت خانے لے گئے اور وہاں مار مار کر شہید کر دیا۔

”انا للہ وانا الیہ راجعون“

جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے امیر صاحب اور شریک جماعت مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ اس بات کی کچھ حقیقت ہے یا کہ اس مولوی نے شدّت مخالفت کی وجہ سے یہ بات بنائی ہے۔ انہوں نے مجھے تصدیق کر کے بتایا کہ یہ بات بالکل صحیح ہے لیکن ایسے مشرک کا قتل ضروری تھا۔

میں نے پوچھا وہ کیسے مشرک تھا؟ ہماری جماعت کے ساتھ جو مولوی تھا اس نے کہا کہ ”یارسول اللہ ﷺ“ کا نعرہ لگانا شرک ہے اور اس مسجد کا مولوی صاحب بھی بہت بڑا بدعتی اور مشرک ہے۔ میں نے عرض کیا کہ امیر جماعت صاحب اس کے پیچھے جو ہم نے نماز ادا کی ہے کیا ہماری نمازیں ادا ہو گئیں؟ امیر نے کہا کہ میرا تو یقین ہے کہ اس کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں ہے لیکن اکابرین دیوبند حکم دیتے ہیں کہ ان کے پیچھے نمازیں پڑھ لیا کریں، تمہاری نمازیں ہر کسی کے پیچھے ہوتی ہیں۔

** عشاء کے وقت اسی مسجد میں ایک اور سنّی عالم آ گئے **

نماز کے بعد یہ مولوی صاحب اٹھے اور مقتدیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ تبلیغ علماء کا کام ہے یا جاہلوں کا؟ ان لوگوں نے جواب دیا یہ علماء کا کام ہے۔

مولوی صاحب کہنے لگے یہ رائے ونڈی جو تبلیغ کے لئے آئے ہیں یہ تو تمام عالم ہوں گے۔ اس لئے ان کے امیر جماعت صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ آئے اور ہمیں قرآن شریف کے نویں (۹) سپارہ کے پہلے رکوع کا ترجمہ سنائے اور ہمارے دلوں کو قرآن شریف کے درس سے منوّر فرمائے۔

امیر جماعت صاحب اٹھے اور کہنے لگے۔ میں عالم تو نہیں ہوں۔ مولوی صاحب نے کہا پھر یہاں لوگوں کو تبلیغ کرنے کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا میں نفس کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔ مولوی صاحب نے کہا اگر نفس کی اصلاح ہی چاہتے ہو تو اللہ والوں کا پیچھا کریں؟ یہ تم کو کس نے کہا کہ یہاں نفس کی اصلاح ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تم منبر و محراب میں کھڑے ہونے کی کوشش کیوں کرتے ہو۔ جب کہ تم عالم نہیں ہو۔ پھر اس نے کہا کہ ہمارے پاس عالم ہے۔ وہ آپ لوگوں کو ترجمہ سنا دیں گے۔ تو جماعت کے مولوی صاحب اٹھے۔ مقامی مولوی صاحب نے قرآن پاک ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ تو ہماری جماعت کے مولوی صاحب کہنے لگے میرے بھائیو بات یہ ہے کہ میری زبان پشتو ہے۔ اور میں اردو نہیں جانتا۔ (یہ الفاظ اردو

ہی میں کہے) کہ آپ لوگوں کو اردو میں قرآن پاک کا درس دوں۔ یہ کہنا تھا کہ سامعین میں سے ایک آدمی اٹھا اور اپنے مقامی مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ یہ مولوی تو جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ بولتا اردو ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اردو نہیں آتی ہے۔

دوسرے آدمی نے دور سے آواز دے کر کہا کہ یہ تو ابھی تمہید بنا رہے ہیں۔ بہر حال ان لوگوں کے سامنے ہم بہت زیادہ شرمندہ ہوئے۔ ان لوگوں کو رائے ونڈی تبلیغ سے جو نفرت تھی اس میں مزید زیادتی ہو گئی۔

** اسلام آباد کی مسجد **

یہاں اس مسجد میں چند افغانی باشندے جمع تھے۔ اور اپنے وطن کے حالات کے بارے میں بحث مباحثہ اور مشورے کر رہے تھے۔ امیر جماعت صاحب نے کہا کہ ان کو بھی دعوت دینا چاہیئے۔ اس لئے کہ کل قیامت کے دن یہ لوگ ہمارے گریبان میں ہاتھ ڈالیں گے اور کہیں گے کہ آپ نے ہمیں دین کی دعوت نہیں دی تھی۔ ہمارے ساتھیوں میں جو مولوی صاحب تھے وہ اٹھے اور ان کے سامنے چھ نمبری تقریر شروع کر دی۔ مولوی صاحب نے ابھی چند باتیں ہی کی ہوں گی کہ ایک افغانی غصہ میں ہو کر کہنے لگا کہ آپ کا پاکستان تو مذہبی اچار ہے۔ اس میں ہر چیز چلتی ہے۔ تم لوگ گھومو اور پھرو۔ ہمیں تمہاری تبلیغ کی ضرورت نہیں، ہم مسلمان ہیں، اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلّد ہیں اور اگر آپ لوگ اپنے آپ کو بہت زیادہ عاشقانِ دین سمجھتے ہو تو پھر ہمارے ساتھ چلیں تاکہ روسیوں کو تبلیغ کی دعوت دیں اور ہمارے ساتھ جہاد میں شریک ہوں۔ امیر جماعت کہنے لگے کہ اب ضرورتِ جہاد نہیں ہے اس وقت دعوتِ تبلیغ کا کام سب سے بڑا جہاد ہے۔ بلکہ یہی جہاد ہے۔

انہوں نے امیر صاحب سے کہا کہ منہ بند رکھو۔ ہمیں تمہاری دعوت کی ضرورت ہر گز نہیں ہے۔ یہاں ہم اپنے کام سے بیٹھے ہیں، ہمیں تنگ نہ کرو!

٭٭جب ہمارے ویزے لگ گئے٭٭

تو امیر جماعت صاحب ہمیں کہنے لگے کہ ہم عالمی سطح کے مبلغین ہیں۔ لوگ ہمارے اوپر بہت نیک گمان کریں گے تو ہمیں چاہیئے کہ اپنا لباس ان کے گمان کے موافق بنائیں۔ اور اپنے لئے عمامے شیر وانیاں، جبّے عصا اور موزے خرید لیں۔ بیرونی ممالک میں یہی چیزیں استعمال کریں گے۔ ہم تمام نے سامان خریدا اور راولپنڈی سے دو دن کے لئے رائے ونڈ چلے گئے تا کہ اپنے بزرگوں سے آخری ملاقات کر لیں اور ضروری ہدایت بھی لے لیں۔

٭٭امیر جماعت صاحب سے میرا مشورہ٭٭

رائے ونڈ میں امیر جماعت صاحب سے مشورہ کرتے ہوئے میں نے ان الفاظ سے کہا۔ اگر اجازت ہو اور آپ راضی ہوں تو میں خیر پور چلا جاؤں تا کہ اپنے مرشد پاک صاحب سے اجازت لے لوں۔ میں کراچی آکر آپ سے مل جاؤں گا۔ میری یہ بات امیر جماعت صاحب کو اچھی نہیں لگی۔ لیکن جواباً کہا کہ میں ساتھیوں سے مشورہ کر لوں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ محبوب علی، آپ اپنے پیر صاحب کے یہاں نہیں جا سکتے۔ یہ بات مجھے بہت بری لگی۔ لیکن کچھ نہ کہہ سکا۔ اور پریشانی کی وجہ سے تمام رات جاگتا رہا۔ اور دل پر سخت بوجھ تھا۔ حالت ایسی تھی کہ بیان

نہیں کر سکتا۔ اگلے دن ہم کراچی روانہ ہوئے اور گاڑی پر سوار ہونے کے لئے رائے ونڈ سے لاہور اسٹیشن پہنچے۔ چونکہ گاڑی رات دس بجے جانی تھی اور ہم صبح سویرے یہاں پہنچے تھے، اس لئے پورا دن گاڑی کا انتظار کرنا تھا۔

** شامل جماعت مولوی صاحب کا امیر جماعت کے ساتھ مشورہ **

مولوی صاحب نے کہا امیر صاحب گاڑی نکلنے میں تو سارا دن باقی ہے۔ اگر اجازت ہو تو یہاں لاہور میں میری سالی رہتی ہے، اس سے ملاقات کر کے واپس آجاؤں گا۔ امیر صاحب نے اجازت دے دی۔ اور مولوی صاحب چلے گئے اور شام کو واپس آگئے۔ رات کو جب ہم گاڑی میں سوار ہوئے تو مولوی صاحب برتھ پر چڑھکر سو گئے۔ رات کے دو بجے جاگے۔ مگر طبیعت پر عجیب سی کیفیت طاری تھی۔ اٹھے اور سیدھے لیٹرین میں گھس گئے۔ چپکے سے مجھے ایک دوسرے ساتھی نے کہا کہ مولوی صاحب کو احتلام ہو گیا۔ میں نے پوچھا کہ تمہیں کیسے پتہ؟

اس نے کہا اس لئے کہ اس نے سارا دن سالی کے گھر پر گزارا ہے وہاں کچھ ہاتھ نہیں آیا۔ بس اسی سوچ و فکر میں تھا جس کی وجہ سے احتلام ہو گیا۔ میں نے کہا کہ ایسے نہیں کہو، یہ مولوی صاحب ہیں، ان سے مذاق کرنا اچھی بات نہیں ہے۔ ساتھی نے کہا اچھا مولوی صاحب ابھی لیٹرین سے باہر نکلیں گے۔ اگر غسل کر کے نکلے تو پھر میری بات درست ہو گی ورنہ نہیں۔ تھوڑی دیر بعد مولوی صاحب باہر آگئے اور اس کی بات درست نکلی، انہوں نے غسل کیا تھا۔

٭٭روہڑی اسٹیشن٭٭

ریل گاڑی جب روہڑی اسٹیشن پر پہنچی تو میں نے ایک ساتھی سے کہا کہ میں یہاں اتر رہا ہوں اور میں اپنے مرشد صاحب کا دیدار کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ اور ان کی اجازت کے بغیر میں نہیں جاسکتا۔ یہ کہہ کر گاڑی سے اترا اور سیدھا مرشد صاحب کی خانقاہ پر حاضر ہوا۔ ظہر سے عشاء تک میں مرشد پاک کی خدمت میں رہا۔ اس دوران باباجی کے ساتھ میری کافی باتیں ہوئیں۔ وہ رائے ونڈیوں کے بارے میں پوچھتے رہے اور مجھے جو کچھ معلومات حاصل تھیں، انہیں بتاتا رہا۔

باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بہت سی باتوں کا رد کیا۔ اور مجھے فرمایا کہ میرا دل نہیں چاہتا کہ تم ان کے ساتھ جاؤ۔ لیکن تم گھر سے یہ نیت کر کے نکلے ہو تو چلے جاؤ، لیکن دیکھو، اس سفر کے بعد ان کے ساتھ جانا چھوڑ دو۔ میں نے مرشد پاک سے وعدہ کیا۔ رخصت کے وقت مرشد مبارک نے میرے لطیفہ سِر پر انگلی رکھ دی، یہ طریقہ مبارک نقشبندیہ کا تیسرا سبق ہے، اور پھر دعاء فرما کر رخصت کیا۔ فجر کے وقت میں رائے ونڈیوں کے مرکز مکی مسجد کراچی پہنچ گیا۔ میرے ساتھیوں میں سے کسی نے بھی میرے ساتھ مصافحہ بلکہ زبانی سلام علیکم یا وعلیکم السلام بھی نہیں کیا۔ اس لئے کہ ان کے نزدیک میں نے یہ بہت بڑا جرم کیا تھا کہ امیر جماعت صاحب کی اجازت کے بغیر میں مرشد پاک کی زیارت کے لئے چلا گیا تھا۔

ایک ساتھی نے چپکے سے کہا کہ امیر جماعت صاحب آپ سے سخت ناراض ہیں۔ اور غصہ میں یہ فیصلہ بھی کر چکے ہیں کہ یہ ہمارے ساتھ نہیں جائے گا۔ میں نے پوچھا اب میں کیا کروں۔ اس نے مجھے کہا، امیر جماعت صاحب سے معافی مانگ لینا۔ یہاں میں بہت حیران و پریشان ہو گیا۔ سوچتا رہا۔ کہ اب کیا کروں۔ ایک طرف نفس امارہ اس بات پر مجبور کر رہا تھا کہ اگر ان سے رہ گیا تو لوگ تمہارا انداق اڑائیں گے اور کہیں گے کہ مسافری نہیں کر سکتا تھا۔ دوسری طرف ذہن پر یہ بوجھ تھا کہ رائے ونڈی کہیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں تھا اس لئے رہ گیا۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئے اللہ تعالیٰ اسے تبلیغ کے کام پر لگا دیتا ہے۔

یہ باتیں سوچ کر بادل نخواستہ جا کر امیر جماعت صاحب سے معافی مانگی۔ اس نے کہا اچھا جب معافی مانگتے ہو تو میں نے تمہیں معاف کر دیا، لیکن آئندہ ایسے نہ کرنا۔ اور مجھ سے پوچھے بغیر کوئی کام نہ کرنا۔

** کراچی ایئرپورٹ سے پرواز اور لندن ایئرپورٹ **

رات کے تین بجے ہم کراچی ائیرپورٹ سے پرواز کر گئے۔ اگلے دن لندن ٹائم کے مطابق ڈیڑھ بجے ہم لندن ایئرپورٹ پر پہنچ گئے۔ تعجب کی بات یہ تھی کہ لندن ایئرپورٹ پر نہ تو ہماری تلاشی ہوئی اور نہ ہی بوری بستر چیک ہوئے۔ اور نہ ہی کسی قسم کی پوچھ گچھ ہوئی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کہ یہ ہمارا اپنا گھر ہے۔ اور جب ایئرپورٹ سے باہر نکلے تو لندن میں پہلے ہی سے موجود رائے ونڈی ہمارے استقبال کے لئے گاڑیوں سمیت کھڑے تھے۔ ہم گاڑیوں میں سوار ہو کر لندن کے مرکز چلے گئے۔

برطانیہ میں رائے ونڈیوں کے دو مرکز ہیں۔ ایک لندن میں، جو کہ چھوٹا مرکز ہے۔ اور دوسرا مرکز ڈیوزبری (Dewsbury) میں جو کہ بہت بڑا مرکز ہے، جیسا کہ پاکستان میں رائے ونڈ میں ہے۔ لیکن یہ پوری دنیا کی سطح پر بہت بڑا مرکز ہے۔

لندن کے مرکز میں جب ہم پہنچ کر کھانا کھانے بیٹھے تو قسم قسم کے کھانے دستر خوان پر رکھ دیئے گئے۔ ایک ساتھی نے کہا کہ یہ ہمارے لئے من و سلویٰ ہے۔ دوسرے ساتھی نے کہا یہاں کے لوگ تو جنتی ہیں!

** اسی مرکز میں ایک رائے ونڈی بزرگ کا تعویذ **

ہمارے ساتھ شامل جماعت مولوی صاحب نے ایک آدمی کے لئے تعویذ لکھ دیا اور کچھ چینی دم کردی۔ تو اس آدمی نے کچھ پونڈ (Pounds) مولوی صاحب کو دیئے۔ اس معاملہ کو مولوی صاحب نے اپنے ساتھیوں سے پوشیدہ رکھا۔

دوسرے دن وہ آدمی مولوی صاحب کو پھر ڈھونڈ رہا تھا۔ مجھ سے پوچھنے لگا مولوی صاحب کہاں ہیں؟ میں نے جواباً عرض کیا شاید دوسری منزل پر ہوں گے، میں انہیں بلاتا ہوں۔ آپ انتظار کریں۔ میں اوپر گیا۔ مولوی صاحب ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں حلیہ بتا کر کہا کہ فلاں آدمی آپ کا پوچھ رہا ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ جاؤ اس سے کہہ دو کہ مولوی صاحب نہیں ہیں، کہیں گشت پر گئے ہوئے ہیں۔ میرا نہ بتانا اس آدمی کو میں نے تعویذ لکھ کر دیا تھا، اس کا کام نہیں ہوا ہوگا، ایسا نہ ہو کہ لوگوں کے سامنے مجھ سے پیسے واپس مانگے۔ یہ بڑی بے عزتی کی بات ہے، اور اِن لوگوں کے سامنے ہماری بزرگی بھی خراب ہو جائے گی!

** لندن مرکز سے ساؤتھ ھال شہر تشکیل **

ساؤتھ ھال (Southall) برطانیہ کا ایک شہر ہے۔ لندن مرکز والوں نے ہمیں اس شہر میں تین دن کے لئے بھیجا۔ یہاں اہل سنّت والجماعت کا عقیدہ رکھنے والے لوگ بہت زیادہ تھے۔ لیکن مسجد میں دو امام رکھے ہوئے تھے۔ ایک اہل سنّت والجماعت کا تھا اور دوسرا امام رائے ونڈی تھا۔ عصر، مغرب اور عشاء کی نماز اہل سنت و جماعت کے امام صاحب پڑھاتے تھے۔ جن کا نام حضرت مولانا داؤد صاحب تھا۔ یہاں کے لوگوں نے ہم سے سخت نفرت ظاہر کی۔ امیر جماعت بھی یہاں آکر خفا تھے۔ کافی خطرہ محسوس کررہے تھے۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ یہاں بہت نحوست ہے، کوئی انوارات یہاں نہیں ہیں۔ پہلے تو ہم انوارات جانتے ہی نہ تھے۔ لیکن سال کے آخر میں سمجھ گئے کہ انوارات کسے کہتے ہیں۔ جہاں ہماری دعوتیں زیادہ ہوتی ہیں اور کھانے بھی اچھے ہوں، تو کہا جاتا ہے کہ یہاں انوارات بہت زیادہ ہیں! بہرحال ہم نے پھر بھی یہاں تین دن گزارے۔

** ایک پیر صاحب سے ملاقات **

مولوی داؤد صاحب نے میری اور میرے ایک ساتھی کی ملاقات ایک پیر صاحب سے کرائی۔ پیر صاحب نے مولوی داؤد صاحب سے دریافت کیا کہ یہ مہمان کہاں سے آئے ہیں۔ اور یہاں کس غرض سے آئے ہیں۔ مولوی داؤد صاحب نے مختصراً جواب دیا کہ یہ حضرات پاکستان سے پیدل تبلیغ کے لئے آئے ہیں۔ لیکن یہاں آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ ہمارے مولوی صاحب جو شریک جماعت تھے، پیر

صاحب کے سامنے تبلیغ کی اہمیت بیان کرنی شروع کر دی۔ اور باقی تمام دین کے کاموں کو غیر ضروری ثابت کرنے لگے۔ پیر صاحب خاموشی سے اس کی باتیں سنتے رہے۔ اور ساتھ ساتھ شاید نفی اثبات کا ذکر بھی فرمارہے تھے۔ یہ بات ہمارے مولوی صاحب کو ناگوار گزر رہی تھی۔ آخر میں پیر صاحب فرمانے لگے کہ ادب بہت اچھی چیز ہے اور دین تمام ادب ہے: ''با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب''۔ یہ فرماتے ہوئے ہمیں رخصت کر دیا۔ تین دن کے بعد وہاں سے واپس لندن مرکز میں آئے۔ یہاں اپنے لئے پندرہ سیٹر ویگن خرید لی۔

** گاڑی کے جعلی کاغذات **

مجھے اس بات پر تعجب ہو رہا تھا کہ بزرگانِ لندن نے ہمارے امیر صاحب کو مشورہ دیا کہ آپ اپنی گاڑی کے کاغذات اشرف کے نام بنوائیں۔ تاکہ بعد میں پاکستان کسٹم کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ اشرف جب رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع میں حاضری کی غرض سے پاکستان آئیں گے تو آپ کی گاڑی بھی کسٹم سے چھڑوادیں گے۔ بزرگان لندن کا یہ مشورہ ہمارے امیر جماعت صاحب نے بلا سوچے سمجھے قبول کیا۔ حیرانگی اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ مشورہ بزرگانِ لندن نے دیا جو کہ خلافِ قانون اور خلافِ شریعت ہے۔ اور ہمارے امیر جماعت صاحب نے قبول کیا جو کہ خود بھی بزرگی کے دعوے دار ہیں۔ اور ہم نے اس مشورے اور چکر کا انجام بھی دیکھا جس کی تفصیل آئیندہ صفحات پر آئے گی۔

ڈیوزبری کا سفر !

گاڑی کے کاغذات بنوانے کے بعد پھر ہم ڈیوزبری شہر آ گئے تا کہ حافظ پٹیل صاحب اور مولوی یعقوب صاحب اور دوسرے بزرگوں کے ساتھ ملاقات اور گفت وشنید ہو سکے۔ اور ان کے مشورہ سے ہم انگلینڈ میں کام کر سکیں۔

جب ہم ان حضرات کے پاس حاضر ہوئے تو میں نے دیکھا کہ یہ دونوں انتہائی مغرور ہیں۔ انہوں نے سنت کے خلاف ایک ہاتھ سے مصافحہ کیا۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ کے طریقوں پر عمل کرنے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اور سنت پر عمل نہ کرنے سے ناکامی ہوتی ہے۔ اور ان بزرگوں میں سے ایک حافظ ہے، اور دوسرا عالم۔

ہمارا تمام خرچہ مرکز کے ذمہ تھا۔ یہ مسجد عجیب طرز پر بنی ہوئی تھی۔ ایسی مسجد پورے برطانیہ میں نہیں ہے۔ گیٹ کے اندر کارپارکنگ، مدرسہ، مسجد، وضو خانے، غسل خانے، لنگر خانے، اور دیگر تمام سہولتیں موجود ہیں۔ برطانیہ میں رائے ونڈیوں کا اجتماع اسی مسجد میں ہوتا ہے۔ یہاں کے بزرگوں کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ تمام تنخواہ دار ہیں۔ اور پاکستان میں رائے ونڈ مرکز میں بھی مولوی ظاہر شاہ صاحب، جمشید صاحب اور احسان صاحب بھی تنخواہ لیتے ہیں۔ پاکستان میں میں نے اس کے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔ لیکن یہاں آکر میں نے یہ سوچا کہ ان کی تنخواہ آخر آتی کہاں سے ہے؟ چندہ یہ لوگ نہیں کرتے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنی بڑی رقم کہاں سے آتی ہے۔ فنڈ ان کا نہیں ہے، اور یہ لوگ اپنے خواص سے بھی چندہ جمع نہیں کرتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ برطانیہ گئے ہیں انہوں نے دیکھا ہو گا کہ انگریز ان کے ساتھ کتنا تعاون کرتے ہیں۔ اور ان کے کام میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتے ہیں! برطانیہ کا قانون ہے کہ ہر بچہ اٹھارہ سال تک تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اگر حکومت یہ دیکھے کہ والدین بچے کی تربیت میں سستی کر رہے ہیں تو حکومت بچے کو اپنی تحویل میں لے کر تعلیم دلواتی ہے۔ اور رائے ونڈیوں کے لئے انہوں نے اپنے قانون میں ترمیم تو نہیں کی، البتہ بہت نرمی کر رکھی ہے۔ اس لئے کہ جو کوئی رائے ونڈیوں کے پاس ڈیوزبری میں اپنے بچے داخل کرانا چاہے تو حکومت برطانیہ ان سے چشم پوشی کرتی ہے اور انہیں کچھ نہیں کہتی۔

** بریڈ فورڈ شہر میں ایک سنی مسلمان سے ملاقات **

اس شہر میں زیادہ تر پٹھان آباد ہیں۔ ہم جب اس شہر میں پہنچے تو مقامی رائے ونڈی حضرات نے ہمیں کہا کہ یہاں ایک بہت کام کا آدمی ہے، اگر اس پر آپ لوگوں نے کچھ محنت کی، تو بہتر ہو گا۔ یہ کسی پیر کے ہاتھ آیا ہوا ہے۔ اگر ہمارے ہاتھ آجائے تو بہت اچھی بات ہو گی۔ امیر صاحب نے میرا اور ایک دوسرے ساتھی کا انتخاب کر کے اس کے پاس بھیج دیا۔

فردِ مذکور دوکان پیشہ تھا۔ وہ دکان میں بیٹھا ذکر الٰہی میں مشغول تھا۔ لیکن اس نے جب ہمیں دیکھا تو فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پوچھنے لگا کیا آپ لوگ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں، کہنے کے لئے تو آئے ہیں۔ میرے ساتھی تقریر کرتے رہے اور وہ سنتا رہا۔ آخر کار میرے ساتھی کی بات کاٹتے ہوئے اس نے کہا آپ کے ساتھ وہ آدمی جائے جس کا پیر نہ ہو۔ الحمد للہ میں ایک پیر کامل رکھتا ہوں۔ میرے پیر صاحب پاکستان کے شہر

راولپنڈی کے نواح (گولڑہ شریف) میں رہتے ہیں اور وہیں سے برابر مجھے فیض دیتے ہیں۔ حکومت برطانیہ میں اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزار رہاہوں اور مجھے تمہاری تبلیغ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم جس راستے سے آئے ہو، واپس چلے جاؤ، اور میرے پاس دوبارہ آنے کی زحمت نہ کرنا۔ ان صاحب سے ہم بڑی مایوسی اور شرمندگی سے واپس آئے!

واپسی پر میں نے ان صاحب کی باتوں پر غور کیا اور سوچا تو ہر بات میں میرے لئے ایک سبق موجود تھا۔ اپنے دل میں کہا کہ یہ سبق ہمیشہ ہمیشہ کیلئے یادرکھوں گا۔

شعر:

پیر کے ہیں تین حق رکھ ان کو یاد

اعتماد و اعتقاد و انقیاد

** رائے ونڈ سے عورتوں کی جماعتیں بھی برطانیہ جاتی ہیں **

ہم نے برطانیہ کے مختلف شہروں میں دن گزارے۔ ایک دن شہر ڈیوزبری میں ایک رائے ونڈی گزشتہ سال پاکستان سے آئے ہوئے رائے ونڈیوں کی باتیں سنارہا تھا۔ اس نے بتایا کہ گزشتہ سال چار مہینے کے لئے خواتین کی جماعت بھی آئی تھی۔ میں نے پوچھا کہ وہ کس طرح تبلیغ

کرتی ہیں۔ تو کہنے لگے یہ دو جماعتیں تھیں، ایک مردانہ اور دوسری زنانہ۔ یہ آدمی ان خواتین کے شوہر تھے۔ مرد مسجد میں کام کرتے تھے اور خواتین کے لئے ہم نے ایک مکان خالی کیا ہوا تھا۔ جہاں پر خواتین دوسری خواتین کو تبلیغ کرتی تھیں۔

میں نے دوبارہ دریافت کیا کہ چار مہینے تو بہت عرصہ ہوتا ہے، اس میں اگر مرد کو اپنی بیوی سے ملاقات کا شوق پیدا ہوتا تو وہ کیا کرتا؟ اس نے کہا کہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔ مرد اپنے امیر جماعت صاحب کی اجازت سے مالک مکان کو اطلاع دیتا کہ میں اپنی بیوی سے ملنا چاہتا ہوں۔ مالک مکان اس کی بیوی کو اطلاع دیتا۔ رات کو یہ عورت مسجد میں آجاتی اور مسجد کے ایک کمرے میں میاں بیوی کی ملاقات ہو جاتی۔ یا آدمی کو اس مکان میں سے ایک کمرہ دیا جاتا تھا، میں نے کہا اس طریقہ سے تو مرد عورت میں تبدیلی بھی ہو سکتی ہے۔ اس نے کہا نہیں بھائی ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔

میں انگشت بدنداں رہ گیا کہ ایک غیرت مند انسان یہ بات کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کر سکتا کہ اپنی بیوی سے ملنے کے لئے اپنے امیر صاحب سے اجازت لے اور تمام ساتھیوں کو بھی خبر ہو جائے کہ یہ آج رات اپنی بیوی سے مل رہا ہے۔ اسی طرح عورت سے بھی باقی عورتیں مطلع ہو جاتی ہوں گی۔ کہ یہ اپنے شوہر سے مل کر آرہی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ: ”جائز تو ہے، مگر چوری سے“۔

رائے ونڈ کی تبلیغ انگریزوں کی تحریک ہے!

عورتوں کی اس تبلیغ سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ یہ کام انگریزوں کی تحریک کا حصہ ہے، اس لئے کہ تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس جگہ انگریز ناکام ہوئے، وہاں اپنی عورتوں کو سامنے کر دیا۔ رائے ونڈ میں عورتوں کا مرکز دیکھا تھا، مگر یہ تو میرے ذہن میں بھی نہیں تھا کہ ترتیب کے لئے خواتین بھی لندن بھیجی جاتی ہیں۔ رائے ونڈ والوں نے پاکستان میں خواتین کے لئے پندرہ دن کا کورس مقرر کر دیا ہے۔ اور مردوں کے لئے چار مہینے کا۔ لیکن یہ معلوم نہیں تھا کہ عورتیں بھی چار چار ماہ کے لئے لندن جاتی ہیں۔ عورتوں کی تبلیغ پر آج اتنا زور دیا گیا ہے کہ ہر ضلع میں ان کا مرکز قائم ہو چکا ہے۔ اور سوات کے غیر پختونوں کی عورتوں کے لئے بھی مرکز کا انتظام کیا گیا ہے۔ مرکز جانے کے علاوہ جمعہ کے روز بخت منیر رائے ونڈی کے گھر مینگورہ میں عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ اور یہ بخت منیر ان کو تبلیغ کرتا ہے۔ سوچنے اور سمجھنے کا مقام ہے کہ اسلام کہاں اجازت دیتا ہے کہ غیر مرد غیر عورتوں کو تبلیغ کریں۔ یہ رائے ونڈی اپنی عورتوں کو غیر مردوں کے پاس بھیج دیتے ہیں، اور یہ بات ان کے استادوں نے ان کو برطانیہ میں بتائی ہے۔

انگریز جب اس ملک سے جارہے تھے تو بہت سے فتنے چھوڑ کر چلے گئے، کچھ معاملات کے رنگ میں اور کچھ سیاست کی شکل میں اور کچھ مذہب کی طرز کے۔ مذہبی فتنوں میں الیاس کا فتنہ سب سے بڑا ہے۔ اسکی مزید معلومات کی جائیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ہمارے ملک میں انگریز کے آنے سے پہلے یہ فتنہ نہ تھا، جتنا وقت انہوں نے یہاں گزارا تھا، ان سے پہلے تہائی حصہ تک یہ فتنہ نہ تھا۔ لیکن جب وہ سمجھ گئے کہ اب

ہم جانے والے ہیں تو دوسرے فتنوں کے ساتھ ساتھ اس فتنہ کو بھی عملی جامہ پہنا گئے۔ چونکہ ہر مذہبی فتنے کے لئے ایک عالم کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا ادھر بھی ضروری تھا کہ اس تحریک کا بانی بھی ایسا آدمی ہو جسے لوگ مولوی صاحب کہا کرتے ہوں۔ تمام ہندوستان میں ان کو ایک ہی بندہ ملا، جو کہ حد درجہ دنیا کا عاشق تھا۔ اس آدمی کا نام ''الیاس ''تھا۔

دوسرے علماء کی طرح یہ اتنا جیّد عالم تو نہ تھا۔ رائے ونڈ کے جوڑ میں میں مولوی عبداللہ صاحب سے سن چکا ہوں کہ تبلیغی جماعت کا بانی مولوی الیاس زیادہ پڑھا لکھا نہ تھا۔ بس چند کتابیں پڑھ رکھیں تھیں اور بات کرتے وقت ان کی زبان بھی اٹکتی تھی یعنی اس کی زبان میں لکنت تھی۔ اتنے بڑے کام کی بنیاد کے لئے صاحب علم اور مجتہد ہونا ضروری ہے۔ الیاس تو پورا مولوی بھی نہ تھا۔ مگر یہ صرف انگریزوں کے پیسوں کا زور تھا۔ کہ دوسرے مولوی صاحبان کو خرید لیا، مثلاً:

۱۔ مولوی محمد عمر پانپوری

۲۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب

۳۔ مولوی انعام الحسن وغیرہ

مولوی الیاس کا بیٹا مولوی محمد یوسف شروع میں اس کے خلاف تھا۔ لیکن جب والد کا انتقال ہو گیا اور وظیفہ اس کے بیٹے مولوی یوسف کو ملنا شروع ہو گیا تو پھر یہ تحریک کا امیر بن گیا!

٭٭برطانیہ میں اکتالیس دن کا قیام٭٭

برطانیہ میں ہم اکتالیس دن رہے۔ اس عرصہ میں ایک دن بھی ہم نے اپنا کھانا نہیں کھایا۔ جسے ہمارے ساتھی من وسلویٰ کہتے تھے، ہمیں تیار ملتا رہا اور ہم کھاتے رہے۔ بحری جہاز کے ذریعے ہم برطانیہ سے چلے آئے۔ فرانس اور برطانیہ کے درمیان سمندر ہے لیکن فاصلہ بہت ہی کم ہے، یعنی بحری جہاز کا ڈیڑھ گھنٹے کا سفر ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان آنے جانے کے لئے یہی بحری جہاز استعمال ہوتے ہیں۔ ہم جب فرانس کی پورٹ سے باہر نکلے تو راستوں کا نقشہ ساتھ لے لیا۔ ہر اس جگہ کا راستہ ڈھونڈ رہے تھے جو ہمیں رائےونڈ میں بتایا گیا تھا۔ راستہ معلوم کرکے ہم وہاں پہنچے۔

یہ ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ جس کو یہاں کے مسلمان بطور مسجد استعمال کرتے تھے۔ ہم وہیں لیٹ گئے کیونکہ رات کے ایک بجے کا وقت تھا۔ جب ہم صبح اٹھے تو معلوم ہوا کہ کافی ساتھیوں کو احتلام ہوا ہے۔ اس مسجد میں پانی اور غسل خانے کا بندوبست نہ ہونے کے وجہ سے پیش امام پر بہت برا اثر پڑا۔

یہاں ایک رائےونڈی تھا جس کا نام علی تھا۔ اس کا پتہ ہمارے پاس تھا۔ وہ فجر کی نماز کے لئے آیا اور ہم سے مل کر بے انتہا خوشی کا اظہار کیا۔ ہمارا خیال تھا کہ صبح ہم علی کے مہمان ہوں گے۔ لیکن علی وہ رائےونڈی نہ تھا۔ یہ فرانسیسی رائےونڈی تھا۔ اس کی بیوی فرانس کی تھی اور

عیسائی مذہب کی تھی۔ اور علی اس کے ہاتھوں مجبور تھا۔ ہماری منزل تو پیرس تھی، مگر علی کے مشورے پر ہم یہاں دو دن رکے۔ پیرس اور اس شہر کے درمیان ایک اور شہر تھا۔ علی نے کہا ایک آدھ رات کا پروگرام وہاں بھی کریں گے۔

علی کے مشورہ پر ہم رات کو یہاں سے روانہ ہوئے اور دوسرے شہر میں جا پہنچے۔ وہاں علی کا ایک دوست تھا جس کا نام یحیٰی تھا۔ یہ پہلے رائے ونڈی تھا، بعد میں اس نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا تھا۔ وجہ یہ بتاتا کہ ایران کا آیت اللہ خمینی جب فرانس میں تھا تو اس نے یحیٰی کے ساتھ چند دن قیام کیا تھا۔ اس دوران یحیٰی ان سے بہت متاثر ہوا اور اپنے مذہب کو بدل دیا۔ یہاں پر علی ہم سے مل کر واپس ہوا اور یحیٰی پیرس شہر تک ہمارے ساتھ گیا۔ پیرس جاتے ہوئے شامل جماعت مولوی صاحب اور یحیٰی دونوں کو گاڑی کی اگلی سیٹ پر بٹھایا۔ اور یحیٰی کو ہم نے کہا کہ ڈرائیور کو راستہ بتاتے رہنا اور مولوی صاحب کو تاکید کی گئی کہ راستہ پر جاتے جاتے یحیٰی کو تبلیغ کرتے رہنا۔ دو گھنٹے سفر کرنے کے بعد مولوی صاحب کہنے لگے کہ میں پیچھے بیٹھنا چاہتا ہوں۔ یہاں میری جگہ پر کوئی دوسرا آدمی بیٹھے۔ میری علمیت اس کے لئے کم ہے، ڈر ہے کہ پیرس پہنچنے سے پہلے کہیں مجھے شیعہ نہ بنادے۔ مولوی صاحب نے سیٹ چھوڑدی، ہمارا سفر ابھی جاری تھا۔ مغرب کی نماز کے بعد ہم پیرس شہر میں داخل ہوگئے۔ ڈرائیور یحیٰی کی ہدایات کے مطابق چلتا رہا۔ کبھی تنگ گلیوں میں اور کبھی چوڑی سڑکوں پر۔ ایک جگہ پر یحیٰی نے ڈرائیور سے کہا کہ بس گاڑی روک دو، یہی جگہ ہے۔ یہاں پر مسجد عمر ابن خطابؓ تھی۔ ہم یہاں گاڑی سے اتر گئے۔

** پیرس کا مرکز مسجد عمر ابن خطابؓ **

جمعہ کی رات تھی اور فرانس کے رائے ونڈی شب جمعہ کے لئے آئے تھے۔ایک عرب کھڑا تقریر کر رہا تھا۔ہم بھی ایک طرف بیٹھ گئے۔ تقریر کے بعد شیخ یونس اٹھے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر چار مہینے، چالیس دن کا مطالبہ شروع کر دیا۔کافی دیر تک مطالبہ کرتے رہے۔دورانِ تقریر ہماری بہت تعریف کی۔ان لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ دیکھو یہ پاکستان سے پیدل آئے ہیں اور حج کے لئے حجاز مقدس بھی پیدل جائیں گے۔یہ ہے رائے ونڈیوں کا صاف ستھرا اور واضح جھوٹ۔کیونکہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہم پاکستان سے بذریعہ ہوائی جہاز لندن آئے تھے اور لندن ایئرپورٹ سے گاڑی میں بیٹھ کر ان کے مرکز آ گئے تھے۔بہرکیف جب وہ تقریر سے فارغ ہوئے تو ہمارے ساتھ دعا سلام کی۔ انہیں تھوڑی تھوڑی اردو بھی آتی تھی۔ہمارے ساتھ کبھی اردو میں باتیں کرتے اور کبھی فرانسیسی میں۔باتوں باتوں میں شیخ یونس صاحب کہنے لگے کہ جب اللہ پاک ہدایت کی ہوائیں چلانا چاہے تو پھر کافروں کے ہاتھوں سے مسلمانوں کی مدد کرواتا ہے۔اور کہا دیکھو کہ آج ہمارے مرکز کو فرانس کی حکومت چالیس ہزار فرانک ماہوار دیتی ہے۔کام اپنے دین کا کرتے ہیں اور پیسے یہ لوگ دیتے ہیں۔اور فرانس کی حکومت ریڈیو پر بھی ہمیں ہر مہینے ایک تقریر کا موقع فراہم کرتی ہے کہ جس میں ہم اپنی تبلیغ کرتے ہیں۔اس مرکز میں بھی کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ایک عربی کے کہنے کے مطابق ''وَ کُلُّ شَیئٍ مَوجُودٌ'' (ہر چیز موجود ہے!)۔آپ لوگ کوئی فکر نہ کریں۔

پیدل جانے کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت مناسب سمجھتا ہوں:

طریقہ یہ تھا کہ صبح ہم چل پڑتے۔ امیر جماعت صاحب ڈرائیور کو یہ تاکید کر دیتے تھے کہ آدھے گھنٹہ بعد ہمارے پیچھے آ جانا۔ جس جگہ بھی گاڑی پہنچ جاتی، ہم اس میں سوار ہو جاتے۔ ایک دن ڈرائیور ذرا سی دیر سے آیا۔ تو تمام ساتھی اس پر غصہ ہوئے۔ میں نے امیر جماعت صاحب سے ایک دن کہا کہ یہ تو پیدل جانا نہیں بلکہ یورپ کے بازاروں کا چکر ہے۔ امیر جماعت صاحب نے جواب دیا کہ رائے ونڈ کے بزرگوں نے ہمیں ایسا کہا ہے اور ان کی باتوں میں خیر ہوتی ہے۔ ان کے ساتھ ہدایت پھیلتی ہے۔ میں نے اس پیدل جانے سے انکار کر دیا۔ اگرچہ میرے تمام ساتھی اس بات پر ناراض تھے۔ میں نے دیکھا کہ فرانس کے انگریز ہمارا مذاک اڑاتے ہیں اور تمسخر کرتے ہیں اور ہاتھ کے اشاروں سے گالیاں دیتے ہیں۔ ایک دن میں نے کہا کہ برطانیہ کے انگریز ایسے تو نہیں تھے، تو شامل جماعت مولوی صاحب کہنے لگے کہ برطانیہ کے انگریز ہمارے لئے دیوبندی ہیں اور فرانس کے عیسائی ہمارے لئے بریلوی ہیں۔

ہم نے کچھ دن فرانس میں گزارے اور فرانس کے مختلف شہروں میں تبلیغ کا کام کیا۔ تبلیغ کا کام نہیں تھا بلکہ گھر سے باہر صحراء میں راتیں گزارنی تھیں۔ بستر سر پر اور در بدر ٹھوکریں کھاتے رہے۔ ایک جگہ بعد نماز عصر گشت کرنا تھا۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب عصر کی نماز ادا ہو جائے تو ایک آدمی اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور تقریری انداز میں گشت کے آداب بیان کرتا ہے، پھر وہاں ایک طرف ذکر کے لئے ایک آدمی کو بٹھا دیا جاتا ہے۔ باقی گشت کے لئے نکل جاتے ہیں۔ اتفاقاً اس دن امیر صاحب نے میرا انتخاب کر کے ذکر کے لئے بٹھا دیا۔ جب میں ایک طرف ہو کر

بیٹھ گیا، تو ہماری جماعت کے مولوی صاحب مجھے کہنے لگے۔ امیر صاحب نے تمہیں ذکر کے لئے تو بٹھا دیا لیکن خیال کرنا کہیں اپنے پیر صاحب والے ذکر کا ورد شروع نہ کر دینا۔ اس بات پر مجھے بہت زیادہ غصہ آیا۔ میں نے اسے جواب دیا کہ مولوی صاحب اگر خدا دو ہوں، تبلیغ والوں کا علیحٰدہ ہو اور پیر صاحب کا خدا الگ ہو تو پھر مجھے تبلیغ والوں کے خدا کی کوئی ضرورت نہیں۔ اپنے پیر صاحب کے خدا کو ہی یاد کرتا رہوں گا۔ اور اگر خدا ایک ہی ہے تو پھر تمہارے اس کہنے کا مقصد ہی کیا ہے؟ میرے منہ سے جواب سنتے ہی مولوی صاحب خاموشی کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گئے۔ ہم نے تقریباً ایک ماہ فرانس میں گزارا اور پھر سپین روانہ ہوئے۔

** ”سپین“ **

ہماری منزل تو سپین کا دار الخلافہ میڈریڈ Madrid(تھا۔ لیکن زیادہ فاصلے پر ہونے کی وجہ سے دو راتیں راستہ میں ہی گزر گئیں۔ ایک رات سڑک کے کنارے صحراء میں اور دوسری رات زرہ گوزہ(Zaragoza) میں آ گئی۔ یہاں ایک اسلامی سینٹر تھا۔ ہم رات گزارنے کیلئے وہاں چلے گئے۔ ایک عرب آیا۔ ہمارے امیر جماعت صاحب کو سپین کی کرنسی کا ایک بنڈل دیا۔ یہ عرب بالکل سیدھا سادھا آدمی تھا۔ اسلئے یہ روپے ہم سب کے سامنے امیر جماعت صاحب کے حوالے کر دیئے اور امیر جماعت صاحب کہتے رہے نہیں۔ نہیں لیتا ہوں۔ لیکن آخر کار جیب میں رکھ لیئے۔ جب وہ عربی شخص چلا گیا تو امیر صاحب کہنے لگے کہ ہم یہ رقم سینٹر میں میز پر رکھ کر چلے جائیں گے۔ میں نے کہا، امیر جماعت

صاحب یہ رقم ہم اگر یونہی چھوڑ کر چلے جائیں گے تو کوئی دوسرا شخص اٹھا کر لے جائے گا۔ امیر جماعت صاحب اور چند ساتھے کہنے لگے کہ خیر کوئی پرواہ نہیں ہے لیکن میں یہ نہیں سمجھا کہ یہ رقم کتنی تھی۔

اگلے دن ہم صبح یہاں سے میڈریڈ جارہے تھے۔ وہی عرب پھر آکر ہمارے ساتھ گاڑی میں سوار ہو گیا۔ شہر سے باہر پیٹرول پمپ پر لے کر گیا اور پمپ والے سے کہا کہ گاڑی کی ٹینکی بھر دو۔ اور پھر پمپ والے کو پیسے دیئے۔ اور وہیں رہ گیا۔ ایک ساتھی کہنے لگا کہ جنتی اس کو کہتے ہیں۔ کہ نقد بھی دے دیتا ہے اور گاڑی میں تیل بھی بھر دیتا ہے!

** "مَیڈرِڈ" **

یہاں پر بھی دو اسلامی سینٹر تھے۔ ہم پہلے ایک میں گئے اور پھر دوسرے میں، دونوں سینٹروں میں امیر جماعت صاحب نے تعجّب کی باتیں کی، پہلے سینٹر میں ہم موجود تھے کہ دو آدمی آئے اور انہوں نے امیر جماعت سے کہا ہمارے پاس کچھ صدقے کا مال ہے، آپ قبول کر لیں۔ امیر جماعت صاحب نے کہا کہ ہم بھکاری نہیں ہیں کہ خیراتیں قبول کرتے پھریں۔ یہ بڑا شہر ہے کسی اور کو دے دینا۔ انہوں نے ہمیں سر سے پاؤں تک دیکھا اور پھر چلے گئے۔ اگلے دن ہم دوسرے سینٹر میں چلے گئے۔ اس سینٹر میں امیر صاحب نے صاف صاف الفاظ میں کفر کی باتیں کیں، کچھ آپ لوگ بھی سنیں!

امیر جماعت صاحب کے کفریہ الفاظ

ہمارے ایک ساتھی کے پاس طارق جمیل (ایک رائے ونڈی ملّا ہے جو اس وقت ڈیوزبری میں رہتا ہے) کی تقریر تھی۔ جو کہ برطانیہ میں لکھی گئی تھی۔ اس نے کہا امیر جماعت صاحب اگر آپ کی اجازت ہو تو میں تقریر ان ساتھیوں کو سنادوں تا کہ ان کے سینے روشن ہوں اور ایمان بھی تازہ ہو۔ امیر جماعت صاحب نے اجازت دے دی۔ ہم سننے کے لئے تیار بیٹھ گئے جس کی تمہید کچھ یوں تھی کہ اللہ پاک نے انسان کو منی کے قطرے سے پیدا فرمایا ہے۔ کوئی مسلمان بن گیا اور کوئی کافر۔ کوئی ولی اور کوئی نبی۔ اس سے آگے اور بھی کچھ کہنا تھا لیکن میں نے کہا کہ لفظ منی کا قطرہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں بے ادبی ہے۔ اگر یہ الفاظ یہاں استعمال نہ کیا جائے تو بہتر ہو گا۔

میری بات امیر جماعت صاحب کو بہت بری لگی۔ کہنے لگے کہ اب ہمارے اکابرین کے ارشادات پر بھی تم اعتراض کرتے ہو۔ اور یہ جو تم کہہ رہے ہو، یہ تو حاضر وناظر کا مسئلہ ہے۔ میں نے کہا حضرت، یہ ادب کا مسئلہ ہے، حاضر وناظر کا نہیں ہے اور ادب کے متعلق اپنے مرشد مبارک سے سن چکا ہوں۔ کہ کوئی شخص اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے زور سے بولے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے تمام اعمال باطل کر دیتے ہیں۔

امیر جماعت صاحب کہنے لگے میں مسائل نہیں سمجھتا، کوئی عقلی مثال پیش کریں۔

مثال

میں نے کہا کہ اس بات کی مثال یوں سمجھ لیں کہ میں آپ کے گھر کے دروازے پر آکر دستک دوں اور آپ باہر آجائیں اور میں پوچھوں کہ آپ کے والد صاحب گھر پر ہیں؟ اس وقت آپ کیا کریں گے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں آپ کی عزت اور احترام کروں گا۔ اور اپنے والد صاحب کو بلا کر آپ سے ملادوں گا۔ میں نے کہا اور اگر میں یہ کہوں کہ تیری ماں کا شوہر اور جس کے منی کے قطرے کی تو پیداوار ہے،وہ گھر پر ہے؟تو اس وقت آپ کیا کریں گے؟اس نے کہا کہ میں آپ کا گریبان پکڑلوں گا۔ میں نے پوچھا امیر جماعت صاحب میں نے جھوٹ بولا ہے کیا؟ اس نے کہا جھوٹ نہیں بولا مگر یہ بات بری ہے۔ میں نے کہا اسی طرح نبی علیہ الصلوٰۃ و السّلام کی شان میں یہ لفظ بولنا بری بات ہے۔ اس کے ساتھ امیر جماعت صاحب بہت غصہ ہوئے اور کہا کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ نبی منی کا قطرہ ہے، منی کا ہی قطرہ ہے، کئی مرتبہ ان الفاظ کا تکرار کیا۔ میں نے خاموشی اختیار کرلی اور وہ تقریر بھی رہ گئی۔ یہاں اہل سنّت والجماعت کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں جو کوئی گستاخی کرے، قصداً ہو یا خطائً سہواً ہو یا عزماً مذاقاً ہو یا جدّاً،وہ شخص ایسا کافر ہے جس کی دوبارہ توبہ قبول نہیں ہوتی۔

ایک ساتھی کے ساتھ میری گفتگو

میں ایک ساتھی کے ساتھ بیٹھا ہوا باتیں کررہا تھا کہ اس نے مجھ سے پیر مرشد یعنی بیعت کے بارے میں سوالات کئے۔ اگرچہ میں خود مبتدی تھا اور ان باتوں پر عبور حاصل نہیں تھا کہ دوسروں کو سمجھاسکوں، لیکن پھر بھی جو سیکھ چکا تھا، ان کو بیان کرتا رہا۔ وہ آخر میں کہنے لگا جن کو

اللہ تعالیٰ نے پیغمبری کا کام دیا ہو وہ ولایت کو کیا کریں۔ہم پر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی ہے کہ اس وقت اس نے ہمیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کام دیا ہوا ہے۔

ایک دفعہ ایک ساتھی نے امیر جماعت سے سوال کیا کہ صحابہ کرام ، اولیاء عظام تھے یا کہ داعیان (دعوت دینے والے)۔ میں نے امیر جماعت کے جواب سے پہلے جواب دیا کہ صاحب، جب تک آدمی ولی نہ بنے، داعی نہیں بن سکتا۔امیر جماعت صاحب نے بات کو رفع دفع کرنے کے لئے کہا یہ صحیح ہے، یہ صحیح ہے۔ اور اس آدمی کا مقصد یہ تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین داعیان تھے، اولیاء عظام نہ تھے۔(**نعوذ باللہ!**)

٭٭ فرانس میں ایک ساتھی کی علالت ٭٭

یہاں مڈریڈ میں امیر جماعت کہنے لگے کہ یہ ساتھی مزید ہمارے ساتھ نہیں چل سکتا، اس کو چاہئیے کہ پاکستان چلا جائے۔اس بیمار ساتھی نے بہت منت زاری کی کہ مجھے پاکستان نہ بھیجا جائے۔ میں آپ لوگوں سے کوئی خدمت نہیں لوں گا۔ لیکن امیر جماعت صاحب نے کہا۔ نہ صاحب! تم ضرور پاکستان جاؤ گے۔ بیمار ساتھی نے کہا کہ لندن میں میرا داماد ہے، پاکستان کی بجائے آپ مجھے لندن بھیج دیں۔وہاں میرا علاج بھی ہو جائے گا۔ اور پھر میں حج کے لئے آجاؤں گا۔ تو آپ کے ساتھ ہی پاکستان چلا جاؤں گا۔ یا مجھے سعودی عرب بھیج دیں، وہاں بھی میرا داماد رہتا

ہے۔، وہ میری خدمت کرے گا اور حج کے موقع تک میں ان کے ساتھ رہوں گا۔ جب آپ وہاں آئیں گے تو پھر آپ کے ساتھ مل کر پاکستان چلا جاؤں گا۔ لیکن امیر جماعت نے ایک نہ سنی اور پاکستان واپس بھیج دیا۔

جب میں پاکستان واپس آیا تو اس ساتھی کو میں نے رائے ونڈیوں کے ساتھ گھومتے ہوئے دیکھا۔ تو میں نے اس سے کہا کہ حاجی صاحب! یہ لوگ تو آپ کو معلوم ہو گئے تھے، لیکن پھر بھی ان کے ساتھ گھوم پھر رہے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ کیا کروں، دوسرا راستہ کوئی نہیں ہے! تبلیغ کا کام چھوڑ دوں گا، تو تباہ و برباد ہو جاؤں گا اور اس راستہ کو چھوڑنا تو کفر ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ ان رائے ونڈیوں کی تبلیغ سے پہلے کیا آپ مسلمان نہیں تھے؟ اور کیا وہ تبلیغ نہ کرنے کی وجہ سے غرق ہو گئے تھے؟ حاجی صاحب کہنے لگے میں نہیں جانتا۔ ہمیں بزرگانِ رائے ونڈ نے اسی طرح کہا ہے!

٭٭ ہم جوڑ پیدا کرتے ہیں، توڑ نہیں ٭٭

میڈرڈ شہر میں لبنانی مسلمانوں کی تنظیم تھی۔ جس کا سرپرست ایک لبنانی ڈاکٹر تھا۔ یہ لوگ اپنی مصروفیات کی وجہ سے فارغ ہو کر اس سینٹر میں جمع ہوتے تھے۔ اور عصر کی نماز ایسے وقت میں ادا کرتے تھے جو کہ مذہب حنفی کے مطابق عصر کا وقت نہیں بنتا۔ بلکہ وہ ظہر کا وقت ہوتا ہے۔ جب امیر جماعت صاحب سے بات کی گئی کہ ہمارے مذہب حنفی کے مطابق تو یہ نماز ادا نہیں ہوتی، ہمیں عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھنی چاہیئے۔ امیر جماعت صاحب کہنے لگے یہ بھی تو مسلمان ہیں، کوئی کافر تو نہیں ہیں جب یہ لوگ پڑھتے ہیں تو ہم بھی ساتھ پڑھیں گے۔

اور اگر ہم ان کے ساتھ نماز نہ پڑھیں۔ اپنے ہی مذہب کا خیال رکھیں تو یہ لوگ ہم سے ناراض ہو کر ہمارے اس کام سے متنفر ہو جائیں گے۔ اور یہی بات ہمارے اور ان کے درمیان توڑ کا سبب بن جائے گی۔ ہم تو امت میں جوڑ پیدا کرتے ہیں اور جوڑ پیدا کرنے کے لئے سب کچھ قربان کرنا پڑتا ہے!

** میڈریڈ سے ہم اندلس (Andalucia) چلے گئے **

یہاں ہم مختلف شہروں میں گئے۔ یہاں بھی اسلامی سینٹر موجود تھا لیکن جب ہم لینارس شہر چلے گئے تو اس شہر میں اسلامی سنٹر نہیں تھا۔ یہاں ہم راجہ حبیب الرحمن صاحب کے پاس رہے۔ یہ بہت زیادہ ہوشیار، قابل اور مہمان نواز انسان تھا۔ اس نے ہمیں اندلس کے متعلق بہت سی باتیں بتائیں اور مسجد قرطبہ کے بارے میں بھی کافی معلومات فراہم کیں۔ جب یہ گھر میں نہ تھا تو امیر جماعت نے کہا کہ یہ آدمی بہت زیادہ چالاک ہے، اس کی باتوں میں نہ آنا۔ بلکہ اس کو اپنے کام کی دعوت دیں۔ اس شہر میں پنڈی کے اور لوگ بھی رہتے تھے۔ اگلے دن ہم نے گشت شروع کیا۔ اور ان سب لوگوں کو جمع کر لیا۔ امیر جماعت صاحب نے چھ نمبری تقریر شروع کر کے سنائی۔ مگر ایک بھی ہمارے ساتھ تیار نہ ہوا۔ جب یہ لوگ چلے گئے تو امیر جماعت کہنے لگا کہ ان لوگوں کو میں جانتا ہوں۔ یہ سب پنجاب کے مشرکین بریلوی ہیں۔

دوسرے دن راجہ صاحب آئے اور کہنے لگے شام کو دو پاکستانی علماء کرام آئیں گے اور وہ بھی آپ کے ساتھ رہیں گے۔ اس بات کے ساتھ ہی امیر جماعت صاحب اور مولوی صاحب کے رنگ سفید ہو گئے۔ تو راجہ صاحب بھی سمجھ گئے۔ کہ یہ بات ان کو گراں گزری ہے۔ کہنے لگے

میرا ابھی یہی خیال تھا کہ یہ بات سن کر آپ کو دلی خوشی ہو گی اور میں آپ کے چہرے پر مہمانوں کی آمد سے خوشی کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ ان کا انتظار زیادہ دیر تک نہیں کرنا پڑے گا۔ وہ ان شاء اللہ بہت ہی جلدی پہنچ جائیں گے۔

راجہ صاحب تو چلے گئے لیکن ہمارے امیر صاحب نے ان دیکھے مہمانوں کے بارے میں گفتگو شروع کر دی۔ کہنے لگے خوب سمجھتا ہوں۔ بریلوی مشرک ہوں گے۔ ہمارے کام کے خلاف نکلے ہوں گے۔ ابھی یہ ہمارے لئے ان کو بلا رہا ہے۔ راجہ صاحب بھی منافق آدمی ہے، ہمارے ساتھ بھی محبت رکھتا ہے اور بریلویوں کے ساتھ بھی۔ یہاں نحوست ہے اور انوارات بھی نہیں ہیں۔

امیر جماعت صاحب ہم سے باتیں کر ہی رہے تھے کہ وہ پہنچ گئے۔ ہم نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا۔ ان کے آنے سے سب ناراض تھے لیکن مہمان اور جگہ دونوں راجہ صاحب کے تھے۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ مہمانوں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا کہ ہم قادیانیوں کے خلاف ختم نبوت کی تحریک چلا رہے ہیں۔ اور اسی سلسلہ میں مسلمانوں کے ساتھ ملاقاتیں کرتے ہیں۔ ہمارے امیر جماعت نے منافقانہ انداز سے ظاہری طور پر ان کی اور ان کے کام کی تعریف کی۔ اور انہوں نے بھی ہماری بہت زیادہ تعریف کی۔ لیکن ہم جب علیحدہ ہوئے اور لیٹنے کے لئے کمروں میں گئے تو امیر جماعت کہنے لگا کہ ان کا کام اتنا اہم اور ضروری نہیں ہے جتنا کہ انہوں نے زور دیا ہے۔ بلکہ یہ تو ایک طرح سے قادیانیوں کی تشہیر کرتے پھر رہے ہیں۔ جو لوگ نہیں جانتے وہ بھی جان لیں گے اور اس کا فائدہ تو قادیانیوں کو پہنچے گا!

رات کے کچھ حصّے تک ہم ان کی غیبت اور اپنی تعریف کرتے رہے۔ پھر امیر جماعت نے ہمارے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ صبح کی نماز کے بعد آپ تقریر کریں گے لیکن خوب عالمانہ انداز سے کہ یہ لوگ بھی سمجھ جائیں کہ ہم جاہل نہیں ہیں بلکہ ہم صحیح عالم ہیں!

** مولوی صاحب کی تقریر یا جھوٹ کا پلندہ! **

ہمارے مولوی صاحب کوئی خاص عالم نہیں تھے اور نہ ان سے کسی علمی گفتگو کی توقع کی جاسکتی تھی۔ جیسا کہ امیر صاحب نے کہا، اس نے تو چند عربی کے الفاظ سیکھ رکھے تھے۔ بہر حال صبح نماز فجر کے بعد اٹھے اور تقریر شروع کر دی۔ تقریر کی تمہید کے بعد مولوی صاحب نے خود ساختہ قصّہ شروع کر دیا اور کہا کہ جو انگریز چاند پر گیا تھا اس نے وہاں چاند پر ایک آواز سنی تھی۔ جب وہ واپس آیا تو ایک دن مصر کے بازار سے گزر رہا تھا کہ اچانک اس نے آذان کی آواز سنی تو وہ اس آواز سے تلاش میں مسجد پہنچ گئے اور موذن سے کہنے لگے کہ میں اس آواز کی تلاش میں تھا ۔ یہ آواز تو میں نے چاند پر سنی تھی۔ مجھے یہ بتاؤ کہ یہ کون سا دین ہے۔ موذن ہمارا تبلیغی بھائی تھا۔ اس نے کہا کہ یہ دین پاکستان کے رائے ونڈ میں سکھایا جاتا ہے۔ تو اگر اس کا طالب ہے تو وہاں چلا جا۔ وہ انگریز فوراً پاکستان چلا آیا۔ اب بھی وہ رائے ونڈ میں رہتا ہے، وہ بہت بڑا بزرگ بنا ہوا ہے۔ مولوی صاحب نے قصہ ختم کر کے اپنی عالمانہ تقریر کا اختتام کیا۔ مہمانوں نے تقریر سنی اور ہماری علمیت یا جہالت کا اندازہ لگا لیا۔ وہ کہنے لگے اچھا آپ بیٹھیں ہم کام کے لئے جا رہے ہیں۔ شام کو آجائیں گے۔ مہمانوں کے جانے کے بعد چند آدمیوں نے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا

کہ یہ بات تو سراسر جھوٹ ہے اور ان کے اس جھوٹ پر امیر جماعت نے بھی اعتراض کیا۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ آپ مولوی کی ترکیب نہیں سمجھ سکتے، یہ کام ہمارا ہے اور ہم جانتے ہیں۔

٭٭ یاد رکھنے کی بات! ٭٭

یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ تبلیغ والے یہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں دین عام کرنا چاہتے ہیں۔ جب کہ یہ لوگ دین کو مٹانے کے درپے ہیں۔ اس لئے کہ میں نے دیکھ لیا کہ ہم گاؤں گاؤں اور در در کی ٹھوکریں کھاتے رہے۔ خانہ بدوش لوگوں کی طرح آج یہاں اور کل وہاں رات گزارتے رہے۔ عام لوگ ہمیں بڑی حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

اور یہ لوگ کہتے تھے کہ ہماری جماعتیں غیر ممالک جاتی ہیں اور لاکھوں بے دینوں کو مسلمان کرتی ہیں۔ یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔ بے دین لوگوں کو تو یہ تبلیغ نہیں کرسکتے تو مسلمان کیسے بناتے ہیں۔

دوسری بات یہ کرتے ہیں کہ ہماری پہلی جماعتوں نے بیرونی ممالک میں جہاں جہاں خیمے لگائے تھے۔ آج ان جگہوں پر مسجدیں آباد ہیں۔ جب میں نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ وہ مساجد کہاں ہیں جو پہلے رائے ونڈیوں کے خیموں کی جگہ آباد ہو چکی ہیں۔ تو اس بات پر میرے ساتھی مجھ سے ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ بات تو ہم پاکستان میں ترغیب کے لئے کررہے ہیں!

٭٭ لینارس میں ایک پاکستانی کے ہاں دعوت ٭٭

جب ہم اس کے گھر جا کر بیٹھ گئے تو میزبان نے کہا کہ گیارہ مرتبہ درود شریف اور ایک بار ''الحمد شریف'' اور گیارہ مرتبہ ''قل ھو اللہ احد'' شریف پڑھ کر ثواب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح مبارک کو بخش دیں۔ ہم نے میزبان کی ہدایت کے مطابق کام کیا۔ اور پھر کھانے کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ جب خوب شکم سیر ہو گئے تو پھر اپنے میزبان بھائی سے خوشی کے ساتھ رخصت ہو گئے۔ جب اپنی جگہ پر پہنچ گئے تو امیر جماعت صاحب کہنے لگے مولوی صاحب! یہ آدمی تو مشرک تھا۔ جو یہ کہہ رہا تھا کہ یہ ثواب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو بخش دیں۔ مولوی صاحب نے فوراً فتویٰ لگا دیا ایسے مشرکوں کا کھانا تو بالکل حرام ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر ہم نے کیوں کھایا؟

ان دونوں نے کہا کہ اگر ہم نہ کھاتے تو وہ ہماری دعوت و تبلیغ سے متنفر ہو جاتا۔ پھر میں نے کہا تو ہمیں کھانا چاہیئے خواہ مشرک کے گھر کا ہو یا موحد کے گھر کا، اس سے ہمیں کیا سروکار۔ امیر جماعت صاحب نے غضب ناک نگاہوں سے میری طرف دیکھا مگر خاموش رہے۔

٭٭ مُلّا گاہ ٭٭

اندلس میں ایک شہر کا نام ہے۔ یہاں کا اسلامی سنٹر دریا کے کنارے ایک بلڈنگ میں تھا۔ ہم اس بلڈنگ پر چڑھ گئے۔ عصر کا وقت تھا۔ پوری رات گزارنے کے بعد جب صبح ہوئی، تو یہاں دریا کے کنارے پر انگریز مرد اور عورتیں نکل آئے۔ کبھی دریا کے پانی میں غوطے لگاتے اور کبھی ریت پر لیٹ جاتے تھے۔ ہمارا ایک ساتھی صبح سے لاپتہ تھا۔ سب کا خیال تھا کہ لیٹرین یا غسل خانے میں گیا ہو گا۔ مگر جب دوپہر کا کھانا تیار

ہوا اور یہ ساتھی نظر نہ آیا تو امیر جماعت صاحب نے حکم دیا کہ بلڈنگ کے سب کمروں کی تلاشی لو، شاید کہیں سو رہا ہو یا بیمار پڑ گیا ہو۔ ہم نے بلڈنگ کی تلاشی شروع کر دی۔ جب ایک کمرہ میں گئے تو وہ ساتھی کھڑکی میں کھڑا عورتوں کو ننگے نہاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ ہم نے اشاروں سے تمام ساتھیوں کو جمع کیا اور اس کو دیکھنے لگے۔ یہ ساتھی اس قدر محو ہو چکا تھا کہ ہم تمام اس کے پیچھے کھڑے تھے مگر اس کو خبر تک نہ تھی۔

** پرتگال **

اندلس سے ہم پرتگال پہنچے۔ اس ملک کے نام سے ہماری جماعت کو منسوب کیا گیا تھا۔ ہم پرتگال کے دارالخلافہ لسبن (Lisbon) آئے۔ یہاں کُل دو مسجدیں تھیں۔ اور تیسری مسجد لیبیا (Libya) کے خرچ سے زیر تعمیر تھی۔ یہاں تقریباً ڈھائی ہزار مسلمان رہتے تھے اور یہ لوگ ہماری جماعت کے آدمی تھی۔ ہم نے یہاں ایک مہینہ گزارا۔

پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہاں دو مسجدیں تھیں۔ ہم کبھی ایک مسجد میں پڑے رہتے اور کبھی دوسری مسجد میں پڑے رہتے تھے۔ تبلیغ اور گشت بھی نہیں کرتے تھے، یہ باتیں پاکستان میں ہوتی تھیں۔ لیٹے لیٹے ہم بھی تھک گئے۔ اور مقامی لوگ بھی دل برداشتہ ہو گئے۔ اس لئے کہ ایک ماہ تک متواتر ہم انہیں چھ نمبری تقریر ہی سناتے رہے۔

ساتھیوں کا خیال اچانک امیر جماعت صاحب اور مولوی صاحب کی طرف چلا گیا۔ ہم جب سے پاکستان سے چلے تھے، یہاں تک انہوں نے خدمت کا نمبر نہیں لیا تھا۔ ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ ہم تو بہت ظالم ہیں۔ ہم نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نے کہا دیکھو خدمت سے خدا ملتا ہے اور

دوسرے اعمال سے جنّت ملتی ہے اور ہم تو اللہ پاک کے راستہ میں نکلے ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مؤمن وہ ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ وہ ہی دوسرے کے لئے بھی پسند کرے۔ دیکھو خدمت ہم کرتے ہیں۔ خدا ہمیں مل گیا اور دوسرے اعمال سے جنت ملتی ہے۔ اس میں امیر جماعت اور مولوی صاحب اور ہم تمام یکساں ہیں۔ ان دونوں غریبوں کو تو صرف جنت ہی ملی ہے۔ ان کو خدا نہ ملا۔ تو صرف جنت کو کیا کریں گے۔ آپ لوگ ہی جواب دیں۔ ہم بالکل خاموش رہے مگر امیر جماعت صاحب خود فوراً بول اٹھے کہ میں تو بیمار ہوں، خدمت نہیں کر سکتا۔ اور مولوی صاحب کہنے لگے کہ ''خدا'' ہانڈی، چمچہ یا روٹی سالن میں نہیں ہے کہ تم لوگوں کو مل گیا ہے اور ہمیں نہیں ملا ہے۔ ہمارے ایک ساتھی نے جواب دیا کہ یہ درس تو آپ لوگوں نے ہی ہمیں دیا ہے کہ اس خدمت سے خدا ملتا ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ یہ بات اس لئے کرتے ہیں کہ تم جیسے جاہل ہماری خدمت کرتے رہیں۔ تمام ساتھی مولوی صاحب کی اس بات سے بیزار ہوئے۔

ایک دن امیر صاحب سے کہنے لگے کہ اس ملک سے چلتے ہیں لیکن امیر جماعت صاحب یہاں سے جانا نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے کہ یہاں پر من و سلویٰ ملتا تھا۔ چند دن بعد امیر جماعت صاحب نے عصر کی نماز سے پہلے ہمیں اکٹھا کیا۔ کہ مشورہ کرتے ہیں کہ اس ملک سے کب جائیں۔ ہر ایک ساتھی سے امیر جماعت صاحب پوچھتے رہے، وہ اپنا اپنا مشورہ دیتا رہا۔ کسی نے کہا کل جانا چاہئے کسی نے کہا پرسوں جانا چاہیئے۔ الغرض تمام نے اپنی اپنی رائے پیش کر دی۔ آخر میں امیر جماعت صاحب کہنے لگے کہ تمام ساتھی درود شریف پڑھ لیں تا کہ ہمارے اوپر بات کھل جائے۔ ہم نے درود شریف پڑھ لیا۔ امیر صاحب نے تھوڑی دیر کے لئے سر نیچا کیا۔ پھر سر اٹھایا، کہنے لگے کہ بات نہیں کھلی، معلوم ہوتا ہے کہ آپ تمام

لوگوں کی فکر ایک نہیں ہے۔ یہ مشورہ نماز کے بعد کریں گے۔ ہم دوبارہ مشورہ کے لئے بیٹھے، تو امیر صاحب نے ہر ایک سے رائے معلوم کی۔ تو تمام نے کہا کہ آپ جو مناسب سمجھیں۔ ہم نے ایک بار پھر درود شریف پڑھا۔ تو امیر جماعت صاحب کے اوپر بات کھل گئی۔ کہنے لگے۔ کہ اللہ پاک نے مہربانی فرمائی ہے۔ تو بات حل ہو گئی۔ رمضان المبارک کے پہلے عشرہ کے بعد ہی جائیں گے۔ رمضان المبارک کو چند دن ہی باقی تھے۔ یہ تمام دن شور شرابے میں گزر گئے۔ اور پھر ہم رمضان المبارک کی بارھویں دن لسبن سے واپس سپین روانہ ہوئے۔

** سپین کے بارڈر پر گائیوں کا فارم **

ہم سے پہلی جماعت نے اپنی ڈائری میں یہ بات لکھی تھی کہ ہم ایک جگہ گائیوں کے فارم کے پاس سے گزر رہے تھے۔ ان گائیوں کی نظر جیسے ہی ہم پر پڑی تو وہ گائے دوڑ کر ہماری طرف آئیں۔ اور خاردار تار کے پاس آکر کھڑی ہو گئیں، جو فارم کے گرد لگائی گئی تھی۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور زبانِ حال سے کہہ رہی تھیں کہ ہم تو اس ملک کی گائے ہیں، اور اپنی زندگی میں تمہارے جیسے نورانی چہرے نہیں دیکھے۔ ہمارا تو یہی گمان تھا کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا نام یاد کرنے والا کوئی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں ۔جو کہ خود بھی اللہ پاک جل شانہ کو یاد کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی تبلیغ کرتے ہیں۔

جب ہم سپین کے بارڈر پر پہنچے تو امیر جماعت نے کہا کہ گاڑی یہاں روک لیں۔ دوپہر کا وقت ہے، آرام کرنے کے بعد چلیں گے۔ ہم اتر گئے، تو میں نے دیکھا کہ سڑک کے کنارے پر گائیوں کا ایک فارم تھا جہاں پر چند گائے لیٹی تھیں اور کچھ چارہ کھا رہی تھیں۔ میں نے دل میں سوچا

کہ یہ گائے تو کافروں کے ملک میں ہیں اور ہمارے نورانی چہرے دیکھ کر دوڑی چلی آئیں گی۔ اور ہم سے بھی ویسے ہی گفتگو کریں گی۔ جیسا کہ ہم سے پہلی جماعت کے ساتھ انہوں نے گفتگو کی ہے۔کافی دیر گزر گئی مگر ایک گائے بھی خاردار تار کے پاس نہیں آئی۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ حاجی صاحب!شاید ہمارے چہروں پر وہ نورانیت نہیں ہے جو پہلی جماعت والوں کے چہروں پر تھی، اس لئے یہ ہماری طرف نہیں آئیں۔ آپ ایسا کریں کہ آپ جائیں اور گائیوں کو اپنی طرف بلائیں تا کہ ہم بھی اپنی ڈائری میں لکھ سکیں کہ گائے ہماری طرف دوڑ کر آئیں اور ہم سے گفت و شنید بھی کی۔ اس پر امیر جماعت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی،کہنے لگے کہ آپ پہلی جماعت کے حالات سے انکار کرتے ہیں۔ میں نے کہا،امیر جماعت صاحب ہم ان کے حالات سے انکار نہیں کرتے ہیں بلکہ ہمیں اپنے حال پر افسوس ہو رہا ہے!

** مولوی صاحب کی جہالت کی انتہاء **

اسی دن عصر کی نماز کے بعد ہم گاڑی میں جا رہے تھے۔ سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا۔مولوی صاحب کہنے لگے امیر جماعت صاحب ڈرائیور سے کہیں کہ گاڑی ایک طرف کر کے روک لے۔ افطار کا وقت ہو گیا ہے، تا کہ افطار کر لیں۔دوسرے ساتھی نے کہا کہ سورج ابھی بھی غروب نہیں ہوا ہے۔وہ سامنے نظر آرہا ہے۔مولوی صاحب نے کہا کہ روزے کا اپنا وقت ہو تا ہے،سورج کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا۔میں نے کہا مولوی صاحب یہ مسئلہ آپ نے کل کیوں نہیں بتایا۔مولوی صاحب نے کہا آج ضرورت پڑی تو بیان کر دیا ہے اور اس کے ساتھ اپنی بات پر اڑ گئے۔ میں نے پھر کہا کہ مولوی صاحب اگر آپ افطار کرنا چاہتے ہیں تو چلتی گاڑی میں بھی کر سکتے ہیں، آپ کو کون منع کر رہا ہے۔

مولوی صاحب کچھ اور کہنے والے تھے کہ ڈرائیور نے آواز دی۔ جھگڑا نہ کرو، ہم پہنچ گئے ہیں۔ گاڑی رکی اور ہم اتر گئے۔ تقریباً ۱۰ منٹ بعد مقامی لوگوں نے افطار کیا اور ہم ان کے ساتھ افطار میں شریک ہوئے!

** میڈریڈ کے اسلامی سنٹر میں واپسی **

ہم جب میڈریڈ آئے تو عشاء کے وقت سینٹر کے لوگوں نے نماز تراویح دس رکعت اور وتر واجب ایک رکعت پڑھے۔ ہمارے رائے ونڈی ساتھیوں نے بھی اسی طرح کیا۔ صبح میں نے اپنے مولوی صاحب سے پوچھا کہ ہمارے مذہب میں تراویح اور وتر کا مسئلہ کس طرح ہے اور ہمیں دس رکعت تراویح اور ایک رکعت وتر پڑھنا چاہیئے یا نہیں؟

میرے سوال کے جواب میں مولوی صاحب بہت تھکے ہوئے انداز میں بولے کہ رات کو ہم نے کفر کیا تھا اور اب ہم دوبارہ مسلمان بن گئے ہیں!

** ہمارے مولوی صاحب کی ایک اور جہالت **

مولوی صاحب لائبریری میں کتابیں ڈھونڈ رہے تھے۔ میں نے پوچھا مولوی صاحب کیا دیکھنا ہے۔ اس نے کہا کہ تین رکعت وتر کے بارے میں حدیث ڈھونڈ رہا ہوں۔ اس پیش امام کو دکھاؤں گا۔

میں نے پھر پوچھا ، اس کا فائدہ؟ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ان کو حدیث دکھاؤں گا اس لئے کہ یہ حدیث مانتے ہیں۔ اور پھر تین رکعت پڑھیں گے۔ میں نے کہا یہ تو مذہب کا مسئلہ ہے۔ تمہارا کام نہیں۔ آپ ایک حدیث دکھائیں گے ، تو وہ بیس احادیث دکھائیں گے۔ اس نے کہا نہیں ان بے چاروں کو پتہ نہیں ہے انہوں نے اگر ایک حدیث دیکھ لی تو ان کا عمل دیکھنا۔

نماز عشاء کے بعد مولوی صاحب لائبریری کی طرف آئے۔ ایک کتاب سے اس عرب پیش امام کو ایک دلیل دکھائی۔ عرب سمجھ گیا۔ اس نے میز کے اوپر مولوی صاحب کے سامنے کتابوں کا ڈھیر لگا دیا۔ اور ایک رکعت وتر کے بارے میں اتنے دلائل دکھائے کہ ہمارے مولوی صاحب کا منہ کھلا رہ گیا۔ عرب نے مولوی صاحب سے کہا، یہ مذہبی مسئلہ ہے، ہمارے مذہب میں تمہارا کیا کام؟

مولوی صاحب شرمندہ ہو کر اٹھ کر چلے گئے۔ ساتھیوں نے پوچھا: مولوی صاحب عرب کو شکست دی یا نہیں۔ مولوی صاحب کچھ کہے بغیر سیدھے اپنے بستر میں گھس گئے!

** مولوی صاحب کی ایک جاہلانہ نصیحت! **

نماز کی حالت میں یہ عرب قیام کی حالت میں پاؤں کافی کھلے رکھتے تھے۔ اور جب امام صاحب دونوں سلام پھیر کر فارغ ہو جاتا ہے، تب مقتدی سلام پھیرتے ہیں۔ مولوی صاحب نے امیر صاحب کو مشورہ دیا کہ ساتھیوں سے کہیں کہ وہ بھی ایسا ہی کریں۔ اس بات پر یہ عرب لوگ بہت ہی خوش ہو جائیں گے اور ان کے ساتھ ہمارا جوڑ پیدا ہو گا۔ امیر صاحب تو خود ہی جاہل آدمی تھے، کہا ہاں صاحب یہ صحیح بات ہے۔ میں نے

کہا نماز اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہئیے ۔ عرب لوگوں کو راضی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان دونوں نے کہا نماز اعمال میں سے ہے اور جب تک ہم اپنے عمل کو قربان نہیں کریں گے تو امت میں جوڑ پیدا کرنا مشکل ہے!

** میڈریڈ میں پاکستان کا سفیر **

ہمیں رائے ونڈ میں ہی کہا گیا تھا کہ سپین کے سفیر کے لئے اپنے ساتھ کراچی سے انار دانہ لے جائیں گے۔ سفیر صاحب انار دانہ بہت زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اس حد تک پسند کرتے تھے کہ یہ پسند عشق کی صورت اختیار کر گئی تھی۔ اور ان کی یہ کمزوری رائے ونڈیوں نے معلوم کر رکھی تھی۔ انار دانہ ہم ساتھ لے کر گئے تھے، یہاں ہمیں سعودی ویزے کی ضرورت تھی۔ اور ان کا ملنا محال تھا۔ کیونکہ ان دنوں ہمارے سعودی عرب کے بزرگ جیل میں تھے۔ امیر جماعت صاحب نے دو آدمی سفیر صاحب کی ملاقات کے لئے بھیج دیئے اور ان سے کہا کہ یہ انار دانہ سفیر صاحب کو تحفہ کی صورت میں پیش کر دینا۔ اوّل اپنی دعوت دیں، بعد میں سعودی عرب کے ویزے کے لئے کہہ دیں گے۔ ہمارے ساتھیوں نے جب سفیر صاحب کو انار دانہ پیش کیا تو وہ بہت ہی زیادہ خوش ہوا۔ اور پھر جب ویزے کے لئے کہا گیا تو اس نے کہا آپ فکر نہ کریں۔ کل تمام ساتھی سعودی عرب کے سفارت خانہ میں چلے جائیں۔ میں ان سے بات کرلوں گا۔ وہ ویزے دے دیں گے۔ اگلے دن ہم سعودی عرب کے سفارت خانے گئے۔ حقیقت یہ تھی کہ ہمارے سفیر صاحب ہمارا کام کر چکے تھے۔ ہمارے ویزے لگ گئے۔

ہمارا اگلا سفر اٹلی تک تھا۔ لیکن فرانس راستہ میں پڑتا تھا۔

** امیر جماعت صاحب کا امر اور مولوی صاحب کی مزید جہالتیں **

اسی شہر میں ایک نیا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ وہ یہ کہ جب ہم نے عشاء کے فرض اور دو رکعت سنت ادا کی تو تراویح کے لئے کھڑے ہو گئے۔ امام صاحب نے سورۃ الفاتحہ ختم کی۔ تو جیب سے قرآن شریف نکال کر اس سے قرأت شروع کر دی۔ رکوع کرتے وقت قرآن شریف کو جیب میں رکھ کر رکوع کے لئے جھکے۔ اسی طریقہ سے دس رکعت تراویح اور ایک رکعت وتر ادا کی۔ ہمارے مذہب میں تو ایسی نماز نہیں ہے مگر ہم نے رائے ونڈی اصول کے مطابق ان کی اقتداء کی۔ نماز ختم ہونے کے بعد جب عربی لوگ چلے گئے تو ہمارے مولوی صاحب نے کہا کہ یہ نماز نہیں ہوئی، چلیں ابھی دوبارہ پڑھ لیں۔ مولوی صاحب آگے اور ہم نے ان کے پیچھے بیس رکعات تراویح اور تین رکعت وتر ادا کئے۔ یہ رات تو گزر گئی اور امیر جماعت نے کچھ نہ کہا۔ اگلے دن امیر جماعت صاحب اور مولوی صاحب نے آپس میں مشورہ کیا۔ اور مولوی صاحب نے تمام ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ رات کو میں بھول گیا تھا۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ عرب لوگ جیسی نماز پڑھتے ہیں، ایسے ہمارے مذہب میں ہوتی ہے۔ امیر جماعت صاحب نے کہا کہ اگر ہم نے نماز تراویح علیحدہ پڑھنی شروع کر دی تو یہ عرب ہم سے ناراض ہو جائیں گے اور ہم تو جوڑ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور علیحدہ تراویح پڑھنے سے توڑ پیدا ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ لوگ وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ ہمارے مذہب کا فتویٰ تین رکعت پر ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ امیر جماعت صاحب نے کہا کہ یہ قربانی کا راستہ ہے۔ اس میں سب کچھ قربان کرنا چاہیئے اور جب سب کچھ قربان کر دیا تو آپ لوگ کامل داعی بن جائیں گے۔

میں نے پھر پوچھا کہ مذہب کو بھی قربان کردیں۔ امیر جماعت صاحب نے کہا، ہاں اب سمجھے نا! اور پھر امیر جماعت صاحب بمعہ ۹ ساتھیوں کے اسی طریقہ پر نماز تراویح پڑھنے لگے۔ اور مذہب کو بھی قربان کردیا۔ اور اسی طرح سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ کیونکہ وہ کامل داعی تھے۔ اور ہم دو آدمی نماز تراویح اور وتر مسجد سے باہر ادا کرتے۔ یہ بات امیر صاحب کے لئے بہت مشکل تھی مگر ہم نے ان کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

** جہل نمبر ۲ **

ہمارے مولوی صاحب نے ساتھیوں کو جمع کیا اور کہا کہ ان عربوں نے ہمارے اوپر اعتراض کیا ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ دورانِ نماز آپ پاؤں کا فاصلہ کم رکھتے ہیں۔ اور یہ سنت طریقہ کے خلاف ہے۔ سنت طریقہ تو یہ ہے کہ دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو اور دونوں پڑوسیوں کے پاؤں کی چھوٹی انگلیاں ملی ہوئی ہوں۔ تو اب عربوں کو کیا جواب دیں۔ امیر جماعت صاحب نے کہا آپ عالم ہیں۔ اگر جواب آتا ہے تو بتادیں اور اگر نہیں ہے تو ان سے کہہ دو۔ ہم سمجھے نہیں۔ آئندہ آپ لوگوں کی طرح سے ہی نماز پڑھیں گے۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ مجھے کوئی جواب نہیں آرہا ہے۔ میں نے کہا اس میں کون سی مشکل بات ہے، آپ عربوں سے کہہ دیں کہ ہم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلّد ہیں اور ان کی تقلید کرتے ہیں۔ یہ ان کی تحقیق ہے کہ نمازی کے دونوں پاؤں کا فاصلہ چار انگلیوں سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور ہمارے لئے یہی سنّت طریقہ ہے۔

میری یہ بات وہ عربوں سے کہنا تو نہیں چاہتا تھا لیکن میں اپنی بات پر اڑ گیا۔ میرے سختی سے اڑنے کی وجہ سے انہوں نے عربوں سے یہ بات کہی تو وہ اس بات پر بہت خوش ہوئے۔ اور کہا کہ اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ آپ لوگ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہیں تو ہم یہ اعتراض کبھی بھی نہ کرتے۔

٭٭جہل نمبر ۳٭٭

ایک جگہ مقامی لوگوں نے ہمارے مولوی صاحب کو نماز عصر کی جماعت پڑھانے کی غرض سے آگے کیا۔ تو مولوی صاحب نے پوری چار رکعت پڑھا دی۔ لوگوں کے جانے کے بعد میں نے پوچھا مولوی صاحب چاہیئے تھا کہ آپ قصر ادا کرتے۔ یہ چار رکعت آپ نے کیسے ادا کیں، انہوں نے کہا چار رکعت اس لئے پڑھیں کہ میں نے سوچا کہیں یہ عرب اس شک میں نہ پڑ جائیں کہ ان کا دین متبادل ہے اور عصر کی نماز کی دو رکعت پڑھتے ہیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ قصر کا مسئلہ اسلام میں ہے یا پاکستان میں؟ کیا ان کو معلوم نہیں ہے کہ ہم مسافر ہیں، ہماری باتیں امیر جماعت نے سن کر کہا کہ مولوی صاحب! ان سے کہیں کہ ہم سیکھنے کے لئے نکلے ہیں، آپ سکھاتے رہیں!

٭٭جہل نمبر ۴٭٭

ایک دن چھ نمبری بیان کے بعد ہم نے ان عربوں سے مطالبہ کیا کہ چار مہینے چالیس دن کے لئے کون کون جا سکتا ہے، ایک عربی نے کہا کہ میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ ہم حضور ﷺ کے ارشاد عالیہ کو مانیں یا کہ تمہاری بات کو مانیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ رمضان

المبارک کا مہینہ آئے تو اپنے محلے کی مسجد میں اعتکاف کرو اور آپ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ چلو۔ اس بات پر ہمارے امیر جماعت صاحب اور مولوی صاحب اور تمام ساتھی خاموش ہو گئے۔ جتنے عرب بیٹھے ہوئے تھے، سب اٹھ کر چلے گئے۔ اور ہم ایک دوسرے کو دیکھتے ہی رہ گئے!

** اٹلی **

ہم فرانس سے اٹلی جا رہے تھے۔ روم (Rome) اٹلی کا دارالحکومت ہے۔ یہاں ایک اسلامی سینٹر بھی ہے۔ جو سعودی عرب کے خرچہ سے چلتا ہے۔ ہماری منزل یہی جگہ تھی۔ ہم روم جا رہے تھے کہ راستہ میں ہماری گاڑی الٹ گئی۔ تمام ساتھی بحفاظت باہر نکل آئے لیکن ڈرائیور نے فریاد شروع کر دی کہ میری فلاں جگہ درد ہے، کبھی ایک جگہ بتاتا اور کبھی دوسری جگہ!

پولیس والے آئے اور اسے اپنی گاڑی میں ڈال کر ہسپتال لے گئے۔ دوسری طرف ورکشاپ والے آئے اور ہماری گاڑی کو سیدھا کر کے سٹارٹ کیا۔ پھر ہم اپنے ڈرائیور کے پیچھے ہسپتال گئے۔ ڈرائیور سامنے ایک بنچ پر بیٹھا تھا۔ اور ایک ٹانگ پر ہسپتال والوں نے پٹی باندھ دی تھی۔ ہم ڈرائیور کو اپنے ساتھ لے گئے۔

جب ہم روم پہنچے تو ہم نے ڈرائیور سے پوچھا کہ تمہارا پاؤں درد کرتا ہے؟ کہنے لگا نہیں! ہم نے کہا کہ آرام آرام سے پٹی کھول دو۔ تاکہ پتہ چل جائے کہ اس کو کیا ہوا ہے۔ جب پاؤں سے پٹی کھولی، پہلے تو ہم بہت زیادہ حیران و پریشان ہوئے اور پھر ہنس پڑے۔ اسلئے کہ ڈرائیور کا پاؤں بالکل ہی ٹھیک تھا!

** روم کا اسلامی سنٹر **

ہم اس سینٹر میں تھے کہ مردان شہر کا ایک لڑکا آیا۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔ جس کی عمر تقریباً سولہ برس تھی۔ اور وہ لڑکی عیسائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوئی تھی۔ وہ دونوں میاں بیوی ہم سے حسن ظن رکھتے تھے۔ اور ہم ان کی نظروں میں علماء اور اولیاء کا درجہ رکھتے تھے۔ یہ دونوں اسلام کی باتیں سننے کے لئے آئے تھے۔ دوپہر کے کھانے کا وقت تھا، امیر جماعت صاحب ان دونوں سے کہنے لگے کہ آپ کھانا ہمارے ساتھ ہی کھائیں۔ یہ بات انہوں نے قبول کر لی۔ امیر صاحب مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ کہ آپ ان کے ساتھ جائیں اور دوسرے کمرے میں ساتھیوں سے علیحدہ کھانا کھائیں۔ آپ کو اس لئے ساتھ بھیجتا ہوں تاکہ اس لڑکی کو اسلامی طرز کا طریقہ کھانا سکھائیں۔ مولوی صاحب بہت ہی زیادہ خوش ہوئے۔ اندھا کیا مانگے دو آنکھیں۔ مولوی صاحب کو بھی یہی چاہت تھی۔ ہمارے ساتھی نے کہا ملّا صاحب غرق ہو گیا، میں نے پوچھا کیسے، اس نے مجھے کہا، کہ یہ روم کی ایک حسین لڑکی ہے، شوہر ساتھ ہے، مولوی کچھ کر تو سکتا نہیں، مگر دن رات اس کے خیال میں رہے گی اور پھر اس نے قسم اٹھا کر کہا کہ مولوی صاحب کو رات کو احتلام ہو گا۔ حقیقت یہ ہے کہ صبح کو ہم نے دیکھا، کہ مولوی صاحب روم کے ٹھنڈے پانی سے غسل کر رہے تھے۔

مجھے اچھی طرح سے یاد ہے یہی سینٹر تھا، کہ ایک آدمی آیا تھا، اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا۔ ہمارے امیر جماعت صاحب کو اٹلی کے کرنسی نوٹوں کا ایک بنڈل دیا۔ امیر صاحب نے بڑی خوشی سے قبول کیا۔ یہ روپے امیر جماعت صاحب کے ہی تھے ان میں ہمارا حصہ نہیں تھا۔

اس سینٹر میں امیر جماعت صاحب اور ڈرائیور کا سخت اختلاف ہو گیا۔ اختلاف کا سبب گاڑی کا ایکسڈنٹ تھا۔ اس ڈرائیور نے امیر جماعت کے خلاف ساتھیوں میں پارٹی بنالی۔ اور امیر جماعت انتہائی پریشان تھا۔ مگر کوئی تبدیلی نہیں آتی تھی۔ ایک دن امیر جماعت صاحب نے کہا کہ یہ آدمی جماعت میں توڑ پیدا کرتا ہے۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ یہ آدمی پاکستان جائے گا۔ یا پھر یہ میرے ساتھ وعدہ کرلے کہ ساتھیوں میں توڑ کے بجائے جوڑ پیدا کرے گا۔ ڈرائیور نے کہا، یہ آپ کا فیصلہ ہے۔ اب میرا فیصلہ بھی سن لو۔ میں وہ بیمار حاجی زین الحق نہیں ہوں کہ تیرے کہنے سے پاکستان واپس چلا جاؤں گا۔ رہ گیا جماعت میں توڑ اور جوڑ۔ اگر میں جماعت میں توڑ پیدا کروں۔ تو آپ ہمارے امیر ہیں، آپ جوڑ پیدا کریں۔ آپ اپنا کام کریں اور میں اپنا کام کروں گا۔

اگلے دن ہم یوگوسلاویہ روانہ ہوئے، بارڈر کے قریب اٹلی کی حدود میں راستہ میں رات ہوگئی۔ مغرب کی نماز کے لئے کھڑے تھے کہ ایک عیسائی آیا اور ہمارے سامنے بیٹھ گیا۔ اور جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو اس عیسائی نے ہمارے امیر جماعت صاحب کا پوچھا۔ امیر جماعت صاحب بات کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ تو اس نے ہمارے امیر سے پوچھا کہ چرس یا پاؤڈر ہے؟ فرانس کے شہر رانیو سے ایک عرب رائے ونڈی ہمارے ساتھ تھا۔ جو کہ ترجمانی کر رہا تھا۔ امیر جماعت صاحب نے عیسائی کی بات سے انکار کیا کہ ہمارے ساتھ یہ چیزیں کہاں؟ عیسائی ہنس کر چلا گیا۔ لیکن رات کے دو بجے پھر آیا۔ امیر جمات صاحب اور وہ عرب اور عیسائی ساتھیوں سے ذرا دور بیٹھ کر کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ میں صرف اتنا ہی سمجھا کہ جب ایک دوسرے سے جدا ہو رہے تھے تو تینوں آپس میں بہت خوش تھے۔

** یوگوسلاویہ اور بلغاریہ **

یہاں یوگوسلاویہ میں مسلمان زیادہ تھے لیکن حکومت عیسائی سوشلسٹوں (Socialist) کی تھی۔ مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل نہیں تھی۔ ہم کافی شہر گھومے لیکن ادھر کی نتظامیہ نے ہمیں مسجدوں میں نہیں رہنے دیا۔ اور کوئی اسلامی سنٹر بھی اس ملک میں نہیں تھا جیسے کہ دوسرے ملکوں میں تھے اور ہمارے رائے ونڈ کے بزرگوں نے جہاں خیمے لگائے تھے اور پھر اس جگہ مسجدیں آباد ہوئی تھیں، وہ مسجدیں دور بین میں بھی نظر نہیں آتیں کہ ہم وہاں چلے جاتے۔

اس ملک سے نامراد نکل کر بلغاریہ میں داخل ہوئے۔ یہ ملک ہمارے لئے یوگوسلاویہ سے بھی زیادہ خراب تھا۔ انہوں نے تو ایک منٹ کے لئے بھی نہیں چھوڑا۔ یہاں بمشکل ایک رات سڑک کے کنارے گزار کر اگلے دن ہم ترکی میں داخل ہوئے۔

** ترکِ استنبول **

استنبول ترکی میں ہمارا مرکز ہے۔ ہم وہاں چلے گئے۔ یہاں ایک اور پاکستانی جماعت بھی موجود تھی۔ انہوں نے گاڑی کے بارے میں پوچھا کہ یہ کیسے خراب ہوگئی، تو امیر صاحب کہنے لگے دیوار کے ساتھ ذرا ٹکر ہوگئی۔ میں نے حیرت کے ساتھ دوسرے ساتھی سے پوچھا، یہاں پر سچ کے بجائے جھوٹ بولنے میں کیا حکمت ہے؟ اس کی طبیعت خراب ہوگئی۔ اس نے مجھے کہا غرق ہو، کیا کرتا ہے؟ امیر جماعت صاحب جانے اور یہ لوگ، جھوٹ بولے یا سچ!

٭٭ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ٭٭

اسی استنبول میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا روضہ پاک ہے۔ تین آدمیوں نے امیر جماعت صاحب سے اجازت طلب کی تاکہ ہم زیارت کے لئے چلے جائیں۔ مگر امیر جماعت صاحب نے اجازت نہیں دی، اور کہا کہ کل چلے جائیں۔ ہم نے اگلے دن پھر امیر جماعت صاحب سے کہا، مگر اس نے پھر عذر کیا۔ اگلے دن ہم نے مشورہ کیا کہ آج اجازت دے یا نہ دے، ہر صورت میں زیارت کرنے کے لئے جائیں گے۔ امیر جماعت صاحب ہمارے تیور کو سمجھ گئے۔ اور کہا کہ چلے جائیں مگر مولوی صاحب آپ کے ساتھ جائیں گے۔ یہ آپ کا امیر ہو گا۔ اور ایک ترک رائے ونڈی بھی ان کے ساتھ بھیجا، کہا کہ یہ آپ کا راہنما ہو گا۔ ہم ان سے رخصت ہوئے۔ اور ایک جگہ پر پہنچ گئے۔ وہاں ایک روضہ مبارک تھا۔ کافی تعداد میں لوگ وہاں جمع تھے بہت زیادہ ہجوم کی وجہ سے یہ لوگ قطار در قطار کھڑے تھے۔ ایک ایک جاکر دعاء کرتا اور پھر چلا جاتا۔ ہم یہاں سے سیدھا نکل کر چلے گئے۔ میرا خیال تھا کہ ہم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار پر جارہے ہیں، یہ کسی اور کا روضہ ہو گا۔

مولوی صاحب اور ترک رائے ونڈی آگے آگے جارہے تھے۔ اور ہم ان کے پیچھے پیچھے جارہے تھے۔ ہم ایک کلومیٹر آگے جاکر ایک عام قبرستان میں ایک قبر کے پاس کھڑے ہو گئے۔ مجھے تو پہلے ترک حکومت پر بڑا غصہ آیا کہ اتنی بڑی شخصیت آپ کے وطن میں ہے، اور ان کی قبر

بھی عام قبروں سے ذرا ممتاز کر کے نہیں بنا سکتے۔ لیکن جب قبر کے سرہانے لگی ہوئی تختی پر نظر پڑی تو ترک حکومت پر غصہ ختم ہو گیا اور مولوی صاحب اور ترک رائے ونڈی پر غصہ آگیا۔ کیونکہ یہ قبر ایک پاکستانی رائے ونڈی کی تھی۔

میں نے ایک مثال پیش کی کہ کسی گاؤں میں ایک ہندو تھا، جب بھی ہندو لوگ آتے تھے تو وہ اپنے ہندو کا ضرور پوچھتے تھے۔ تو ہم بھی وہی ہندو بن گئے ہیں، جدھر بھی جائیں اپنے رائے ونڈی کا ضرور پوچھیں گے۔ اور اب اگر ہم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر جائیں تو ان کی بجائے رائے ونڈی کی قبر پر جا پہنچیں گے۔ ہمارے ساتھی مولوی صاحب اور ترک رہبر بہت خفا ہوئے۔ لیکن منہ سے کچھ نہیں کہا۔ وہاں سے لوٹ کر اس جگہ پہنچے جہاں کافی ہجوم تھا۔ یہ ہی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک تھا۔ صحابی کے روضے مبارک کی یہ کم توہین ہے کہ ان کو راستہ میں چھوڑ کر ایک رائے ونڈی کی قبر پر چلے گئے۔

ہم نے اس مرکز پر ایک ہفتہ گزارا اور یہاں کھانے کے سوا کوئی کام نہ تھا۔

** انقرہ! **

یہ ترک کا دارالحکومت ہے۔ یہاں ایک مسجد میں ایک رات کے لئے رہ گئے۔ مسجد میں مودودی صاحب کی تفسیر "تفہیم القرآن" پڑی تھی۔ میں نے اٹھا کر دیکھی۔ اور کھولی تو مشورہ کے بارے لکھا تھا۔ میں نے زور زور سے پڑھنا شروع کر دیا۔ جس پر امیر جماعت صاحب نے ناراض ہو کر کہا کہ یہ تو مودودی کی تفسیر ہے، بند کرواسے، ابھی ہم اپنی تعلیم شروع کر رہے ہیں۔

یہاں اصل بات یہ تھی کہ تفسیر میں مشورے کے حق میں جو کچھ لکھا تھا۔ امیر جماعت اس کا منکر تھا۔ اس وجہ سے تفسیر بیان کرنے سے منع کیا۔ رائے ونڈیوں کا تو ویسے ہی ان سے اختلاف ہے۔ ان کے بزرگ مولوی زکریا نے تو ان کے اوپر کتاب بھی لکھی ہے، جس کا نام فتنہ مودودیت ہے اور مفتی محمد شفیع کراچی اور ان دارالعلوم والوں نے بھی ان کے اوپر کتاب ''مودودی اکابر امت کی نظر میں''لکھی ہے۔

اسی مسجد میں وہ گاڑی کا ڈرائیور جس سے ایکسڈنٹ ہو چکا تھا، اسے اپنا روم والا واقعہ یاد آ گیا۔ اپنے ساتھ زور زور سے نعت خوان کی طرح سے کہنے لگا، ''یا جماعت میں جوڑ پیدا کریں، یا پاکستان جائیں گے''۔ امیر جماعت صاحب کو یہ بات بھی بری لگی۔ کہنے لگے کہ آپ اپنا مشورہ کریں یا تو یہ حاجی صاحب پاکستان جائیں گے یا میں جاؤں گا۔ ساتھیوں نے آپس میں مشورے شروع کر دیئے۔ میں نے کہا ایسا کرو کہ حاجی صاحب سے پوچھ لو کہ امیر جماعت صاحب ایسے بول رہے ہیں، آپ کیا کہتے ہو؟ حاجی صاحب سے جب پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے کہ امیر جماعت صاحب چلے جائیں، میں تو نہیں جاتا۔ اور نہ آپ مجھے بھیج سکتے ہیں۔ کیونکہ میرا حج کا ویزہ لگا ہوا ہے۔ میں حج کرنے جاؤں گا، پاکستان نہیں جاؤں گا۔ اس بات کے ساتھ امیر جماعت ایسے خاموش ہوئے کہ جیسے اس کو کسی بات کا علم ہی نہ تھا!

** شعائر اللہ کی توہین **

ہم جب ترکی سے شام روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک مقام پر مقیم لوگوں نے ہمیں کہا کہ اس پہاڑ میں اصحاب کہف ہیں۔ کافی دور دور سے لوگ ان کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ آپ تو ویسے بھی آئے ہیں، ان کی زیارت کریں اور پھر چلے جائیں۔

ہمارے امیر جماعت صاحب اور ملا صاحب کہنے لگے کہ ہم ان باتوں کے لئے نہیں آئے ہیں۔اگر ہم زیارتوں کے پیچھے لگ گئے تو اپنا اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔اس وجہ سے ہم نہیں جاسکتے۔

دوسرے یہ کہ ہمیں رائے ونڈ کے بزرگوں کی طرف سے بھی اجازت نہیں ہے۔

٭٭حضرت زکریا علیہ السلام کی مسجد مبارک٭٭

یہ راستہ تھا کہ جس پر ہم شام جارہے تھے۔راستہ میں ایک جگہ پر لوگوں نے بتایا کہ ایک مسجد ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ حضرت زکریا علیہ السلام کی مسجد ہے۔آپ لوگ تو ویسے بھی مسجدوں میں گھومتے پھرتے ہیں، اگر ادھر بھی گئے تو بہتری ہوگی۔امیر جماعت صاحب کہنے لگے ہم مسجدوں کو دیکھنے کے لئے نہیں آئے ہیں۔

میں نے کہا حضرت! ہم تو ویسے بھی بستر کندھے پر اٹھائے ہوئے گاؤں گاؤں اور گلی گلی پھر رہے ہیں۔اور ادھر بھی چلے گئے تو کون سا نقصان ہوگا؟امیر جماعت نے کہا کہ گاؤں گاؤں تو پھر رہے ہیں مگر مقصد اپنا کام کرنا ہے اور یہاں مقصد مسجد کو دیکھنا ہے۔اس لئے نہیں جاتے!

٭٭نمرودیوں نے جس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا تھا٭٭

ہمارا سفر ابھی جاری تھا۔اگلی منزل پھر وہاں کے رہائش پذیر لوگوں نے کہا کہ اس میں روڈ سے دس میل فاصلے پر وہ مقام ہے کہ جس مقام پر نمرودیوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو آگ میں پھینک دیا تھا۔جو کوئی یہاں آئے تو اس مقام کی زیارت کے لئے ضرور جاتا ہے۔

آپ لوگ تو اچانک آ گئے ہیں۔ میں سمجھتا تھا کہ ابھی امیر جماعت صاحب انکار کریں گے، تو میں نے پہل کی اور امیر صاحب سے کہا کہ اس مقام پر ضرور جانا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس مقام پر تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے کامل ایمان کا ثبوت پیش کیا تھا۔

امیر جماعت صاحب اور مولوی صاحب اور چند ساتھیوں نے میری بات ردّ کر دی اور کہا کہ تم مقامات دیکھنے آئے ہو یا تبلیغ کے لئے؟ یہ تو شیطان کے جال ہیں کہ جگہ جگہ پر ہمارے اوپر پھینکتا ہے!

٭٭ شام ٭٭

جب ہم شام میں داخل ہو گئے تو امیر جماعت صاحب کے اوپر ایک ہیبت (دہشت) طاری ہو گئی، ان کا خیال تھا کہ یہ شامی لوگ ہمارے خلاف ہیں۔ میں نہیں سمجھا، کہ پہلے رائے ونڈیوں کے ڈائری میں کچھ دیکھتا تھا، یا کہ اور کوئی وجہ تھی۔

ڈرائیور سے کہنے لگے سیدھا اس ملک سے نکل جاؤ۔ پورا دن ہم نے سفر کیا۔ اور شام کے وقت ہم دمشق پہنچ گئے۔ جو شام کا دارالخلافہ ہے۔ یہاں بیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبور ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جانیں قربان کر چکے ہیں۔ آج ہم جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یہ بھی ان ہی کی برکت ہے۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو کل ان کی قبور کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کے لئے چلے جائیں۔ امیر جماعت صاحب نے کہا کہ کتنی مرتبہ یہ بات کہہ چکا ہوں کہ ہم ان باتوں کے لئے نہیں آئے ہیں۔ یہ معمولی چھوٹی چھوٹی باتیں جو آپ لوگوں کی نظروں میں آرہی ہیں، ان کی وجہ یہ ہے کہ دعوت کا کام آپ لوگوں کی سمجھ میں

نہیں آیا ہے۔ جب آپ لوگ دعوت کے کام کو خوب اچھی طرح سمجھ جائیں گے تو پھر یہ زیارتوں کی باتیں کبھی بھی نہیں کریں گے۔ اگلے دن ہم اردن میں داخل ہوگئے۔

** اردن اور پھر سب سے پہلے "عمّان" **

"عمّان" میں رائے ونڈیوں کا بہت بڑا مرکز ہے۔ ہم بھی ادھر آگئے۔ دو دن اور دوراتہم نے مرکز میں خوب آرام کیا۔ یہ ذیقعدہ کا مہینہ تھا۔ میں نے امیر جماعت صاحب سے پوچھا کہ ہم سعودی عرب کب جائیں گے۔

یہ سوال میں نے اپنی باطنی کمزوری کی وجہ سے کیا تھا۔ میری روح کو مزید آرام نہیں آرہا تھا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ جانا چاہ رہا تھا۔ امیر نے کہا کہ اس بات کا تو کوئی پتہ ہی نہیں لگتا ہے کیونکہ حج کو کافی دن باقی ہیں، اور یہاں تبلیغ کا ماحول برابر ہے۔ کیا کریں گے وہاں جاکر؟ میں خاموش ہوگیا۔ لیکن یہاں ایک بار پھر میری حالت خراب ہوگئی۔ کسی سے بھی بات کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ بالکل ہی خاموش رہا۔ امیر جماعت صاحب اردن کے امیر صاحب کو ایک الگ کمرے میں لے گئے۔ نہ معلوم کیا باتیں ان کی آپس میں ہوئیں۔ لیکن پھر تمام ساتھیوں کو جمع کیا اور کہا کہ آپ سب کا کیا مشورہ ہے۔ وہ ایک ایک ساتھی سے پوچھتے رہتے کہ حج کے لئے اردن سے کب جانا چاہیئے۔ ہر ایک اپنی اپنی رائے پیش کرتا اور جب امیر جماعت سے پوچھا کہ آپ کی کیا رائے ہے، امیر جماعت کہنے لگا میں دعوت کے کام کے لئے گھر سے نکلا ہوں۔ دعوت کا کام کرنا میرے اوپر فرض ہے۔ اور حج میرے اوپر فرض نہیں۔ اور اگر فرض ہوتا تب بھی دعوت کے کام کے مقابلے میں دوسرے کام کو میں اہمیت نہیں دے سکتا۔

اردن کے امیر جماعت ہمارے امیر جماعت کی باتوں سے بہت خوش ہوئے۔ پھر مولوی صاحب سے پوچھا۔ اس نے بھی الفاظ کو ردّو بدل کرتے ہوئے وہی بات دھرائی۔ اور پھر مجھ سے پوچھا لیکن میں خوب سمجھتا تھا کہ یہ تمام قصہ ایک کھیل ہے جو صرف میرے لئے ہی بنا ہے۔ میں نے کہا حج کے لئے ہم ذی الحجہ کے بعد محرم کے مہینہ میں جائیں گے۔ تمام لوگ حج کر چکے ہوں گے۔ اپنے اپنے گھروں کو گئے ہونگے، عرفات اور مزدلفہ خالی ہوں گے۔ منیٰ میں بھی شیطان کو کنکریاں مارنے میں بھی تکلیف نہ ہوگی۔ اسی طرح طوافِ زیارت اور صفاءومروہ کی سعی میں بھی سہولت رہے گی۔

اردن کے امیر جماعت نے بڑی تعجب کے ساتھ مجھ سے کہا کہ تم حج کا ارادہ نہیں رکھتے؟ میں نے کہا۔ میں ارادہ ضرور رکھتا ہوں۔ لیکن امیر صاحب کی رائے کو آپ نے سن لیا ہے، وہ حج کا ارادہ نہیں رکھتا ہے۔ اس بات پر امیر جماعت صاحب میرے ساتھ دورانِ مشورہ گرم ہو گیا اور کچھ تو تو میں میں اس نے کی۔ ویسا ہی میں نے بھی جواب دیا۔ مشورہ رہ گیا۔

اردن کے امیر جماعت ہماری صلح صفائی میں لگ گئے۔ پھر کہا ایک ہفتہ آپ لوگوں کی تشکیل دیہاتوں میں ہوگی۔ جب واپس آئیں تو پھر مشورہ کر لیں گے۔ یہ مجلس اسی جگہ ختم ہو گئی۔

یہاں سے میں نے اپنے والد صاحب کو ایک خط لکھا۔ کہ ہماری جگہ سے کوئی بھی حج کرنے آتا ہو تو اس کو کچھ روپے دے دینا تاکہ مجھے لے آئے۔ حج کرنے کے بعد میں گھر آنا چاہتا ہوں۔ یہ خط میں نے اسی دن عمان میں لیٹر بکس میں ڈال دیا۔

** عمّان کے نواحی دیہات **

یہ دیہاتی بہت ہی زیادہ مہمان نواز تھے۔ بالکل ہمارے پٹھانوں کی طرح رسم ورواج رکھتے ہیں۔ ہمیں کافی دعوت دینا شروع کر دی۔ امیر جماعت صاحب نے جب یہ دعوت کا طریقہ دیکھا تو کہنے لگے یہاں تو انوارات بہت ہی زیادہ ہیں۔ میری روح تو یہاں پر بہت زیادہ خوش ہے۔ امیر جماعت صاحب کی روح کی خوشی اور انوارات کو ساتھی جان چکے تھے۔ جب بھی امیر جماعت صاحب یہ بات کرتے تو تمام کے تمام ساتھی ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنستے اور کہتے کہ ''یہاں من و سلویٰ آرہا ہے۔ ناراضگی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جنتی لوگ ہیں حج تک یہاں خواہ مخواہ وقت گزاریں گے۔''

یہ بات بغیر کسی مبالغہ کے کر رہا ہوں۔ امیر جماعت صاحب اور ان کے خواص کے پیٹ خراب ہو گئے یہ تکلیف برداشت کر سکتے تھے مگر روٹی باہر سے ہو، اسے چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ یہاں امیر صاحب نے بغیر مشورے کے تمام ساتھیوں کے پاسپورٹ جمع کر لئے اور ایک ساتھی کو دیئے کہ عمّان مرکز سے ایک بزرگ ایمبسی تک چلا جائے گا۔ ان پاسپورٹوں کا وقت کم ہے۔ کہ ان پر وقت بڑھا دیں۔

جب یہ لوگ ایمبسی گئے تو انہوں نے ان کے سب پاسپورٹ ضبط کر لئے۔ اور اردن کے رائے ونڈیوں سے کہنے لگے کہ یہ لوگ کہاں ہیں جو کہ ابھی تک ملک سے نہیں نکلے ہیں۔ اردن کا رائے ونڈی تو تو میں میں کرتا رہا۔ آخر کار ایمبسی والوں نے ان سے ضمانت لے کر کہا کہ یہ لوگ آج ہی اس ملک سے نکل جائیں۔ ایمبسی والوں نے پاسپورٹ دے دیئے۔ جب واپس آ گئے تو اردن کے امیر جماعت نے ہمارے امیر جماعت

سے کہا۔ کہ آپ لوگ ابھی ہی یہاں سے چلے جائیں کیونکہ میں تو ضمانت میں ہوں۔ چنانچہ ہم نے اپنا بوری بستر باندھا اور فوراًوہاں سے چل دیئے۔

** موتی کا میدان **

ہمارارخ اب عمّان کے مرکز کی طرف تھا۔ اور ایک دیہاتی عرب عمّان تک ہمارا ساتھی تھا۔راستے میں موتی کا میدان آگیا۔اس عرب نے امیر جماعت کے مشورہ کے بغیر ہی ڈرائیور سے کہا کہ یہاں گاڑی روکنا۔ گاڑی رکتے ہی عرب نے کہا کہ یہ موتی کا میدان ہے۔یہاں سے جناب رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک لشکر کو جہاد کے لئے بھیجا تھا اور اس لشکر کا امیر حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا گیا تھا اور لشکر کو ارشاد مبارک فرمایا گیا تھا کہ اگر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ امیر بن جائیں گے۔اور اگر حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو پھر حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر بن جائیں گے۔ اور اگر یہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر اپنے مشورے سے اپنا امیر بنادیں۔ ابھی میرے پیچھے آئیں۔یہاں ان تینوں صحابہ کرامؓ کی قبور ہیں، تا کہ آپ لوگوں کو ان کی زیارت کراؤں۔

امیر جماعت صاحب اور ان کے ساتھیوں کو بھلا یہ بات کب پسند تھی۔ لیکن یہاں عرب کو انکار نہیں کر سکتے تھے۔ بادلِ نخواستہ ان کے پیچھے چل دیئے۔ جب ہم حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں گھسے تو میں دیکھتا رہا کہ یہ لوگ ادھر اُدھر گھوم رہے ہیں لیکن دعاء کے لیئے ہاتھ بھی نہیں اٹھائے۔یہ تو ان کے نزدیک شرک تھا جس سے یہ لوگ اپنی جان بچاتے پھرتے ہیں۔

دوسری طرف دیوار پر تلوار، نیزہ، ذرہ اور اس قسم کا اور بھی جنگی سامان اس زمانے کا لٹکا ہوا تھا۔ یہ لوگ اس کو دیکھنے میں مشغول ہو گئے۔ پھر وہ عرب ہمیں حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مزارات مبارک پر لے گیا۔ انہوں نے یہاں بھی ویسا ہی کام کیا کہ اس جنگی سامان کے دیکھنے میں اپنے آپ کو مشغول رکھا۔ یوں انہوں نے عرب کے ساتھ منافقت کی کہ اس پر یہ ظاہر نہیں کرنا تھا کہ ہم اپنے اسلاف کی زیارت کے خلاف ہیں۔

اس جگہ سے ہم عمّان کے مرکز میں چلے گئے۔ عمّان کے مرکز والوں نے ہمیں کہا کہ آپ لوگ یہاں ہر وہ چیز چھوڑ جائیں جس سے تبلیغ کا ثبوت ملتا ہو،، تا کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ کیونکہ سعودی عرب میں ہمارے اس کام پر پابندی ہے۔ ہم نے تبلیغی نصاب، فضائل صدقات، ڈائیریاں اور دوسری بہت سی اشیاء کہ جس سے تبلیغ کا ثبوت ملتا ہو، چھوڑ دیں۔ ہمارے بیگوں پر رائے ونڈ کا پتہ کچھ اس طریقہ سے لکھا گیا تھا: ”محبوب علی مدرسہ عربیہ رائے ونڈ پاکستان“۔ بہت سے ساتھیوں نے مجھ سے کہا یہ بیگ بھی چھوڑ دیں۔ کہیں یہ ہمارے لئے مشکل کا باعث نہ بنے۔ میں نے کہا۔ میں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور اپنا تمام سامان بیگ میں ڈال کر گاڑی میں چڑھا۔

** سعودی عرب **

جب ہم سعودی عرب کی سرحد پر پہنچے تو انہوں نے ہمارے پاسپورٹ اکٹھے کئے۔ ہر پاسپورٹ کا نمبر اور نام اپنے پاس لکھ لیا اور پھر ہمارے سامان کی تلاشی لینی شروع کی۔ میرے رائے ونڈی ساتھی بمعہ امیر جماعت صاحب بہت ہی پریشان تھے۔ وہ ضرب المثل ہے کہ ”چور کی داڑھی

میں تنکا‘‘۔ اور جب میرے سامان کی تلاشی شروع ہوئی تو پھر ان کی پریشانی کی انتہاء نہ رہی۔ کیونکہ اس پر ہمارے عالمی مرکز رائے ونڈ کا پتہ نوٹ تھا۔ لیکن جب ہمیں جانے کی اجازت مل گئی تو ان کے حوصلے اور رنگ کا تغیر واپس درست ہو گیا۔ یہ رات ہم نے تبوک میں گزاری۔ دوسرے دن مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

** مدینہ منوّرہ **

عشاء کی نماز ہم نے ’’مسجد قبلتین‘‘ میں ادا کی۔ اور اسی مسجد کے سامنے رات گزاری۔ صبح امیر جماعت صاحب نے اس انداز سے ساتھیوں کو باتیں سنانی شروع کیں کہ ہم جس مقصد کے لئے نکلے ہیں وہ مقصد ہر وقت ہمیں سامنے رکھنا چاہیئے۔ ہم جس طرف بھی جاتے ہیں تو شیطان بھی ہمارے ساتھ چلتا ہے۔ اس کے پاس ہمیں دھوکہ دینے کے بہت سے طریقے ہیں۔ کچھ ظلمانی طریقے اور کچھ نورانی طریقے ہیں!

اس راستہ میں ظلمانی طریقوں سے ہم کو خطا نہیں کر سکتا ہے تو پھر نورانی طریقے سامنے رکھ دیتا ہے۔ ایک معمولی سے کام کو ہمیں اتنی بڑی نیکی ظاہر کرتا ہے کہ اپنا مقصد ہم سے بھلا دیتا ہے۔ شیطان تو ان چھوٹی نیکیوں سے راضی ہے، اس پر آپ کے ساتھ کوئی مخالفت نہیں کرتا کیونکہ یہ تو انفرادی عمل ہے۔ اگر قبول ہو جائے تو آپ اکیلے اس پر جنّت میں چلے جاؤ گے، اور دعوت کا کام تو اجتماعی عمل ہے، اجتماعی عمل میں امّت کی نجات ہے۔ اس لئے شیطان کوشش کرتا ہے۔ کہ داعی کے سامنے ایک چھوٹی سی نیکی لائے، جیسا کہ اب یہ بات ہمارے سامنے ہے کہ ایک طرف تو مسجد نبوی ﷺ میں جانا۔ اور دوسری طرف مسجد نور ہے۔ تو مولوی سید خان کی ملاقات اور ان سے مشورہ لینے کی غرض سے جانا ہے،

اگر اس نے کہا کہ مسجد نبوی ﷺ چلے جائیں تو پھر بزرگوں کی باتوں میں خیر ہوتی ہے۔ ہم وہاں ہی چلے جائیں گے۔ اور اگر انہوں نے بولا کہ مسجد نبوی ﷺ میں مت جائیں ، مسجد نور میں آجائیں، توبزرگوں کی بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ہماری فکر اور سمجھ میں نہیں آتیں، لیکن ہمارے لئے ان کے ماننے میں ہی خیریت وبرکت ہوتی ہے۔ اچھا! تواب آپ کا کیامشورہ ہے؟ ہم کیا کریں؟

ساتھیوں نے مختلف مشورہ دیئے۔ لیکن امیر جماعت صاحب بہت زیادہ چالاک آدمی تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ مشورے مختلف ہیں تو کہنے لگا اچھاسب مل کر درود شریف پڑھیئے، خود آنکھیں بند کرکے اور سر کونیچے کرکے اور گردن جھکاکے مراقبہ کی شکل میں بیٹھا۔ جیسا کہ وحی کا انتظار کررہاہے۔ ہم نے درود شریف پڑھا، وہ سر اوپر اٹھاکر کہنے لگا کہ اللہ پاک نے مہربانی فرمائی ہے کہ بات صاف کردی۔ وہ یہ کہ دو آدمی مسجد نور میں چلے جائیں اور مولوی سید خان صاحب سے پوچھ آئیں۔ انہوں نے جیسا بھی کہا، اس میں خیر بھی ہوگی اور برکت بھی۔ اور پھر دو آدمی ان کے پاس بھیج دیئے ، جب وہ دو آدمی واپس آئے، تو دن کے گیارہ بجے کاوقت تھا۔ فرمان یہ لائے کہ ابھی مسجد نبوی ﷺ میں چلے جائیں اور پھر ادھر سے امیر جماعت صاحب اور چند ساتھی یہاں آجائیں۔ کچھ ضروری باتیں ہیں تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ کرلیں۔ ہم مسجد نبوی ﷺ میں چلے گئے۔

** مسجد نبوی ﷺ **

جب میں جناب رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک پر حاضر ہوا تو میرے اوپر رقت طاری ہو گئی۔ وہاں کوئی دعاء میں اور کوئی صلوٰۃ و سلام میں مشغول تھا، میرے قریب پنجاب کا ایک سُنّی مسلمان یہ سلام کافی درد کے ساتھ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا:

مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام!

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام!

ایک عجیب حالت تھی۔ میں اس حالت میں اپنے آپ سے بے خبر تھا کہ کسی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا چلو، ساتھی انتظار کر رہے ہوں گے۔ یہ ہمارا رائے ونڈی ساتھی تھا۔ اس وقت میری کیا حالت ہوئی، وہ جانتا ہو گا جو بصیرت کی آنکھ رکھتا ہو، اس ساتھی نے کہا۔ ان لوگوں میں واپس آ جاؤ۔ کہیں آگے نہ نکل جائیں۔ میں نے بولا واپس جانے میں تو ہمیں بہت تکلیف ہو گی۔ اور ان لوگوں کو بھی تکلیف ہو گی۔ اور یہ لوگ تو سارے آگے ہی نکل رہے ہیں۔ اس نے کہا یہ تو مشرک ہیں۔ کچھ نہیں سمجھتے، آگے جانے سے تو ہمارا یہ طواف بن جائے گا۔ اور قبر سے طواف کرنا شرک ہے۔ میں نے کہا چلو، چلیں۔ پھر میں دیکھتا رہا کہ ہمارے واپس نکلنے میں لوگ کافی تکلیف محسوس کر رہے تھے۔ اور ہمیں بھی تکلیف تھی۔ وہ ساتھی مجھے مسجد نبوی ﷺ سے نکال لایا۔

میں نے پوچھا کہ اب کہاں جانا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جہاں باقی ساتھی ہیں۔ پھر وہ مجھے ایک شاندار بلڈنگ میں لے آیا۔ تمام ساتھی وہاں موجود تھے۔ میں حیران رہ گیا کہ یہ تمام ساتھی مجھ سے پہلے آچکے ہیں۔ پھر دستر خوان بچھایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے ہمیں دعوت کی ہوئی ہے۔ ایک ساتھی سے میں نے پوچھا اس نے کہا یہاں ہمارا ایک بزرگ ہے یہ دعوت اس نے کی ہے۔ اور جب بلڈنگ کا میں نے پوچھا تو کہا کہ سید خان نے رائے ونڈیوں کی جماعتوں کے لئے کرایہ پر لی ہوئی ہے۔

پہلے یہ تمام جماعتیں ''مسجد نور'' میں ہی رہا کرتی تھیں۔ لیکن ۱۹۷۹ء کے بعد وہاں حکومت کی پابندی ہے۔ تو اس وجہ سے یہ بلڈنگ کرایہ پر لے لی ہے۔ میں نے کہا وہ بزرگ کہاں ہے کہ جس نے دعوت کی ہے؟ اس نے کہا وہ عشاء کے وقت آجائے گا۔ تب دیکھ لو گے۔

عشاء کے وقت وہ بزرگ آیا

شام کے کھانے پر بھی ہم ان کے ہی مہمان تھے۔ لیکن اس نے کہا کہ یہ کھانا ''مولوی سید خان'' کی طرف سے ہے۔ اس صاحب کا اس طریقہ سے بیان شروع کیا کہ مدینہ منورہ میں آپ لوگوں کا یہ وقت بھی یعنی دورات اور ایک دن کافی ہے۔ کل آپ لوگ مکہ مکرّمہ جائیں گے۔ بہت ہی احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ ''مولوی سید خان'' ابھی ابھی جیل سے آیا ہے۔ اور وہ خود بھی بہت زیادہ احتیاط کرتا ہے اور مکہ مکرمہ میں بھی آپ کافی احتیاط سے کام لیں گے۔ لہٰذا تمام ساتھی اکٹھا ہو کر نہ گھومیں پھریں۔ اگر بعض اوقات بازاروں میں ایک

دوسرے کے سامنے آجائیں تو آپس میں سلام اور کلام نہ کریں۔ تاکہ کوئی یہ محسوس نہ کرسکے کہ آپ ساتھی ہیں۔ اور دوسرے لوگوں سے بھی محفوظ رہیں تاکہ کوئی دھوکہ نہ دے۔

اور مسجد حرام میں بھی ایک جگہ اٹھنا بیٹھنا نہ کریں غرضیکہ یہ بزرگ رات کافی دیر تک ہمارے کان کھاتا رہا۔ صبح امیر جماعت نے حکم دیا کہ ''مولوی سید خان'' کی ہدایت یہ ہے کہ عمرے کا احرام یہاں سے ہی باندھ لیں۔ہم نے غسل کیا اور احرام باندھ لئے۔ صبح نماز فجر کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کرنے گیا۔ واپس جب اپنی گاڑی کی جگہ پر پہنچا تو مولوی سید خان ہمارے ساتھیوں کو کچھ ہدایات دے رہے تھے۔ جب میں پہنچا تو امیر جماعت صاحب نے کہا ساتھی پورے ہوگئے۔ مولوی سید خان نے میرے ساتھ مصافحہ نہ کیا، اور ہم ایک دوسرے سے رخصت ہوگئے۔

** بدر کا میدان **

ہم مکّہ مکرّمہ جارہے تھے۔ میں اس سوچ میں ہی غرق تھا کہ حضور ﷺ ان ہی راستوں پر آئے گئے ہیں۔ چودہ سو(۱۴۰۰) سال پہلے حضور سرورِ کونین ﷺ کی زندگیٔ مبارک کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے تھا۔ اس سوچ میں اتنا محو ہوگیا کہ مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ میں ایک گاڑی میں ایسے ساتھیوں کے ساتھ جارہا ہوں کہ وہ بزرگی کے جامہ میں شیطان ہیں۔ ان پر دھوکہ کھاچکا ہوں اور میرے جیسے دوسرے مسلمان بھی دھوکہ کھاچکے ہیں اور کب تک دھوکہ کھاتے رہیں گے۔ ڈرائیور نے کہا کہ یہ بدر کا میدان ہے۔ اس بات کے ساتھ ہی میری تمام سوچ ختم

ہو گئی۔ گاڑی اپنی پوری رفتار سے جارہی تھی۔ میں نے کہا کہ بدر کے مقام پر تو تھوڑی دیر کے لئے اترنا چاہیئے تھا۔ یہ وہی مقام ہے کہ کفر اور اسلام کی پہلی جنگ یہاں لڑی گئی۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بغیر کسی ساز وسامان کے لڑے تھے۔ بدر کے مجاہدین کے حق میں اللہ پاک جلّ شانہ نے فرمایا ہے کہ ان سب کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔

آپ کے سامنے میں کیا کہوں، اب تک امیر جماعت کو آپ اچھی طرح سے جان گئے ہوں گے۔ کہنے لگا کہ مقامات کے دیکھنے سے تو کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے، عملی کام چاہیئے۔ میں نے کہا کہ جہاد کے عمل کی جگہ پر تو ہم بستروں کی تبلیغ کرتے ہیں۔ تو وہ عمل کیسے کریں؟ وہ تو نہ ہم کر سکتے ہیں اور نہ ہی کرنے کو تیار ہیں۔ ہم یہ باتیں کرتے رہے اور بدر کے مقام سے ہماری گاڑی گزر گئی۔

** مکّہ مکّرمہ **

تعجب کی بات ہے کہ مسجد حرم میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کا ثواب رکھتی ہے، اس کے باوجود یہ صاحبان مسجد حرم میں نماز کے لئے بہت کم دفعہ آیا کرتے تھے۔ ہمارے امیر جماعت اور ان کے خواص ساتھی تو وہاں لیٹ گئے، جو جگہ ہم کرایہ پر لے چکے تھے۔ مکہ مکرمہ میں دیکھا گیا کہ تمام مسلمان حاجی غارِ حرا کے دیکھنے کے لئے جارہے ہیں۔ لیکن ہمارا امیر اور ساتھی اور دوسرے رائے ونڈی جتنے بھی ادھر نظر آئے، نہیں جاتے۔ مسلمانی کا یہ شوق ذوق بھی نہیں رکھتے تھے کہ جہاں پر ہمارے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ پر پہلی وحی آئی تھی، اس جگہ کا دیدار تو کریں۔

یہاں مکہ مکرّمہ میں میری کوشش یہ تھی کہ میں ان سے الگ ہو جاؤں۔ میں نے دوسری جماعت کے ایک رائے ونڈی سے کہا کہ آپ کے پاس ایک آدمی کی جگہ ہے؟ اس نے کہا کہ ایک جگہ ہے، امیر جماعت صاحب تو کسی کی تلاش میں بھی ہیں تا کہ ہم پر کرایہ کچھ کم ہو جائے۔ میں نے کہا تم اپنے امیر جماعت صاحب سے پوچھ لو۔ اگر اجازت ہو جائے تو میں آپ کے پاس رہ جاؤں گا۔ کرایہ جتنا بھی ہو مجھے منظور ہے۔ لیکن اس رائے ونڈی تبلیغی کو اپنی ناراضگی ظاہر نہیں کی بلکہ ایک بہانہ بنایا کہ آپ کی جگہ مسجد کے قریب ہے اس وجہ سے یہاں آنا چاہتا ہوں۔

اگلے دن اس نے مجھ سے کہا کہ ہماری جماعت کے امیر صاحب نے انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ میں اس کو جگہ نہیں دے سکتا کیونکہ اس کا امیر جماعت مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ میرا یہ خیال تھا کہ رائے ونڈیوں کی یہ کفریات صرف مجھ پر اچھی طرح سے ظاہر ہوئی ہیں لیکن جب میں نے انگلینڈ کی جماعت مکہ مکرمہ میں دیکھی تو معلوم ہوا کہ ان میں ایک سُنّی مسلمان بھی ہے اور اس نے ہر بات پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ شدت کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اس وجہ سے اُردن میں اس کے ساتھیوں نے اسے مارا بھی تھا۔

اس کے علاوہ سنگال کی جماعت جب مکہ مکرّمہ میں پہنچی تو مولوی عبد الغفور صاحب ان سے الگ ہو گئے۔ اور علیحدہ اپنے ساتھیوں سے مدینہ منوّرہ چلے گئے، اور پاکستان بھی اپنے ساتھیوں سے الگ ہی آ گئے۔ لیکن یہ ملّاں اعتقادًا رائے ونڈی تھا۔ اس کو اختلاف صرف اپنے ساتھیوں سے تھا، رائے ونڈیت سے نہیں تھا۔

میں مسجد حرام میں بیٹھا تھا کہ میرے گاؤں والے حاجیوں نے مجھے روپے لا کر دے دیئے۔ یہ روپے میرے والد صاحب نے ان کو دیئے تھے۔ میں بہت ہی زیادہ خوش ہوا کہ اب انشاء اللہ رائے ونڈیوں سے جدا ہو جاؤں گا۔ دوسری طرف میرے والد صاحب نے مطیع اللہ کے نام خط بھیجا کہ میرا بیٹا سعودی عرب آچکا ہے، تم اس کی خیریت معلوم کرلو۔ یہ بھی میرے ساتھ مسجد حرام میں مل گیا۔ اس نے مجھے کہا چلو، جدّہ چلیں، کل پھر آجائیں گے۔ میں اس کے ساتھ چلا گیا۔ اس نے مجھ سے مشورہ کیا، کہ آپ کی خوشی ہو، تو حج دونوں ایک ساتھ کرلیں گے۔ میں بھی یہی چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے کہا کہ میں اپنا سامان تبلیغ والوں سے لے آتا ہوں۔

دوسرے دن اس نے دو آدمی بھیجے، اور میں نے اپنا سامان رائے ونڈیوں سے اٹھا لیا اور جدّہ چلا گیا۔ اس طریقہ پر ھامان کے طائفہ سے چھٹکارہ مل گیا۔

ھامان کے طالف کہنے کی وجہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا کام نقل ہے۔ اصل کام تو ہم نہیں کرسکتے اور نقل پر بھی اللہ پاک بہت خوش ہوتا ہے۔ کہیں اسرائیلیوں سے یہ بات لے لی کہ ہامان موسیٰ علیہ السلام کی نقل فرعون کے سامنے کرتا تھا۔ تاکہ فرعون اور اس کے درباری ہنسیں۔ جب فرعون اور اس کے ساتھی دریا میں غرق ہوگئے تو ہامان بچ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ''یا اللہ! یہ تو ہمارا بہت ہی بڑا دشمن ہے۔ اور یہ بچ گیا!'' اللہ پاک نے فرمایا اے موسیٰ! فرعون کے دربار میں یہ تمہاری نقل کرتا تھا۔ اس نقل کرنے کی وجہ سے اسے رہنے دیا۔

یہ بات تو بالکل غلط ہے کیونکہ جو کوئی پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی نقل کو استہزاء کے طور پر کرے تو ایسے کفر پر کافر ہو جاتا ہے کہ اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔ اور یہاں پر رائے ونڈی خود وہی نقل کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور وہ بھی ایسی نقل جو استہزاءً کی گئی ہو، اسی وجہ سے ان کو میں نے ھامان کے طائفہ کہا ہے!

** (حج کے بعد) رائے ونڈیوں کی منّت **

مطیع اللہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ میں نے حج ادا کیا۔ حج کے بعد ایک دن ہمارا ڈرائیور اور ایک دوسرا ساتھی میرے پیچھے جدّہ چلے آئے۔ اور منّت کرنا شروع کی کہ آپ ہمارے ساتھ پاکستان اکٹھے چلیں۔ میں نے کہا کہ آج آپ ایسے کہتے ہیں تو وہ پچھلے دنوں امیر جماعت کو میرے ساتھ تلخ کلامی کے خلاف نصیحت کیوں نہیں کی؟ اس نے مجھے رخصت کرتے وقت یہ بھی کہا تھا کہ محبوب علی کے ساتھ کوئی اور بھی جانا چاہے تو اسے بھی اجازت ہے۔ انہوں نے کہا کہ امیر جماعت صاحب کی باتیں آپ بالکل چھوڑ دیں۔ آپ کے پیچھے منت کے لئے آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ سوچ اگر آپ اردن میں اپنا لیتے تو بہت زیادہ بہتر ہوتا۔ البتہ اس دن میں ان کے ساتھ نہیں گیا۔

اگلے دن یہ لوگ پھر آئے اور اپنی تبلیغ مجھے شروع کر دی لیکن پھر بھی ناکام واپس چلے گئے۔ اگلی دفعہ رات کو آئے اور اور اپنی تبلیغ مجھے شروع کر دی۔ اور منت سماجت بھی شروع کر دی۔ مطیع اللہ نے جواب دیا کہ میں یہاں پر اب آپ کی باتوں کو نہیں سمجھتا ہوں، اور نہ ہی ان کو آپ کے ساتھ جانے پر مجبور کر سکتا ہوں۔ یہ لوگ پھر واپس چلے گئے۔

لیکن اگلے دن یہ لوگ پھر آ گئے۔ اور کہنے لگے کہ سوات کے امیر جماعت صاحب آئے ہوئے ہیں۔ اور وہ آپ کو بہت زیادہ یاد کرتے ہیں۔ اور ہمیں بھیجا ہے کہ ان کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ میری ذاتی طور پر سوات کے امیر جماعت صاحب کے ساتھ اچھی گفت وشنید تھی۔ میری ان سے بہت ہی زیادہ محبت تھی، لہٰذا میں ان کے ساتھ مکہ معظمہ چلا گیا۔

سوات کا امیر جماعت

جب ہم سوات کے امیر جماعت صاحب کی جگہ پر پہنچ گئے تو میں نے دیکھا کہ پاکستان کے اور بہت سے ضلعوں کے امراء صاحبان موجود تھے۔ رائے ونڈ کے مرکز والوں نے ان کے خرچہ کی بجائے اپنے خرچہ پر بھیج دیئے تھے۔ یہ بہانہ حج تھا، باقی یہ لوگ اپنے رائے ونڈی تحریک کی غرض سے آئے تھے۔ سوات کے امیر جماعت صاحب نے توپہلے میری ناراضگی کا پوچھا۔ کہ تم ان سے کیوں ناراض ہو؟ اس کو میں نے رائے ونڈ سے لے کر مکّہ مکرّمہ تک کے تمام حالات اور واقعات بیان کیئے۔ اور اس نے بھی بڑی ہمدردی اور محبت کے ساتھ سنے۔ لیکن آخر میں اس نے بھی وہی بات کی کہ جس کے لئے میں تیار نہ تھا۔ اور وہ یہ کہ میں اپنی جماعت کے ساتھ مل کر ہی پاکستان جاؤں۔ میں نے انکار کر دیا۔ اور اس نے بار بار بہت ہی اسرار کیا۔ مگر میں تیار نہ ہوا۔

پھر ہم نماز عشاء کے لئے اٹھے۔ اس نے مجھے مسجد حرام میں ایک جگہ بتائی کہ نماز کے بعد میں ادھر آپ کا انتظار کروں گا۔ لیکن جب نماز ہو گئی تو میں ادھر نہیں گیا۔ بلکہ سیدھا جدّہ آ گیا۔ دوسرے دن میں جدّہ سے سیدھا پاکستان میں آ گیا!

** ** پاکستان ** **

جب میں پاکستان آیا تو یہ رائے ونڈی ہماری خوش آمدید کے لئے آئے۔ اور باتوں باتوں میں مجھے نصیحتیں کرتے رہے۔ کہ دعوت کا کام مت چھوڑنا۔ یہ تو انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا کام ہے اور آپ پر تو اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی ہے۔ اور سال کا سفر بھی کیا ہے۔ ابھی تو آپ سے بہت ہی خیر وبرکت پھیلے گی۔ اسی طرح کی اور بہت سی باتیں کرتے رہے۔ لیکن میں نے ان کی باتوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔

اگلے دن رائے ونڈ کا بہت بڑا بزرگ مولانا احسان سوات آگیا۔ اس نے بھی دو آدمی میرے پیچھے بھیج دیئے۔ انہوں نے میرے پاس ہی رات گزاری۔ اور صبح میں نے ان کو رخصت کر دیا۔ انہوں نے مجھے کہا ہمارے ساتھ صرف مولوی احسان صاحب تک چلے جانا۔ میں سمجھتا تھا کہ اگر میں ان کے ساتھ چلا جاؤں تو وہ مجھے رائے ونڈی تحریک کے لئے پھر مجبور کریں گے۔ اس لئے میں ان کے ساتھ نہیں گیا۔

عصر کے وقت خود مولوی احسان صاحب ہمارے گاؤں میں چلا آیا۔ سوات کا امیر جماعت صاحب بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ ''دیولئ'' گاؤں میں ہمارا جوڑ ہے۔ آپ ہمارے ساتھ چلے جائیں۔ اب میں ان کے آگے انکار نہیں کر سکا۔ اور میں ان کے ساتھ چلا گیا۔ لیکن عشاء کی نماز کے بعد ان سے مل کر واپس اپنے گھر آگیا۔

کچھ عرصہ بعد رائے ونڈ کا سالانہ اجتماع تھا۔ اس اجتماع میں جانے کا میرا بالکل کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن اپنے والد صاحب کے کہنے پر چلا گیا۔

اس اجتماع میں ہمارے ساتھی بھی آئے تھے۔ امیر جماعت صاحب اور ملّا صاحب کے علاوہ باقی تمام ساتھی مجھ سے مل گئے۔ ان سے میں نے گاڑی کے بارے میں دریافت کیا کہ پاکستانی کسٹم میں کیا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ کوئٹہ کے بزرگوں کی ضمانت پر گاڑی میں رائےونڈ آئے ہیں۔ لیکن غضب یہ ہوا کہ اشرف صاحب اجتماع کو نہیں آئے۔ ہماری گاڑی سرکاری ہونے کا خطرہ ہے۔ میں نے پوچھا کہ انگلینڈ کی جماعت والوں کی گاڑی کا کیا ہوا؟ تو انہوں نے کہا کہ ان کی تو نکل گئی کیونکہ ان کے کاغذات ان کے امیر جماعت کے نام پر تھے۔ اور ہمارا امیر جماعت گدھا تھا، کہ اس نے اپنی گاڑی کسی اور کے نام پر کروالی۔ اور پھر وہی ہوا۔ کہ گاڑی پاکستانی حکومت نے ضبط کرلی۔ اس طریقہ پر ہمارے امیر جماعت نے اپنی بے وقوفی کی وجہ سے چھ ہزار پونڈ(٦٠٠٠) کا نقصان اٹھایا۔

اجتماع کے کچھ دن بعد انہوں نے ایک جماعت ہمارے گاؤں بھیج دی۔ اس جماعت والوں نے ہمارے پیچھے بہت ہی زیادہ زور لگایا۔ ان کے کرتب مجھے پہلے ہی یاد تھے۔ اس وجہ سے یہ لوگ اپنے کرتب میں ناکام رہتے تھے۔ اور پھر انہوں نے میرے والد صاحب کی منت سماجت شروع کر دی۔ کہ آپ ہمارے ساتھ سہ روزہ کے لئے چلے جائیں۔ انہوں نے ان کے ساتھ نام لکھوادیا۔ اگلے دن یہ رائےونڈی ہمارے والد صاحب کے پیچھے آ گئے۔ کہ آپ نے تو ہمارے ساتھ نام لکھوایا ہے مگر آپ اپنی جگہ پر ہمارے ساتھ اپنے بیٹے ''محبوب علی'' کو بھیج دیں۔ میرے والد صاحب نے ان کے ساتھ اقرار کیا۔ اور پھر میرے والد صاحب نے مجھے کہا کہ تم ان کے ساتھ تین دن کے لئے رائےونڈ جاؤ گے۔ میں خاموش رہا۔ نہ میں اقرار کر سکتا تھا اور نہ ہی میں انکار کر سکتا تھا۔ لیکن جب انہوں نے دوبارہ کہا کہ تم ضرور جاؤ گے تو میں بہت مجبور ہوا۔ اور ایک بار پھر

ان کے ساتھ رائے ونڈ چلا گیا۔ اس جماعت کے امیر صاحب نے رائے ونڈ کے بزرگ کو میری رپورٹ دے دی۔ کہ محبوب علی رائے ونڈ آیا ہوا ہے۔

دوسرے دن ظہر کی نماز سے تھوڑی قبل لاؤڈ سپیکر پر یہ اعلان ہوا کہ سوات کا محبوب علی خان جہاں کہیں بھی ہو ممبر کے قریب آجائے۔ میں یہ اعلان سن کر ممبر کے قریب آیا تو ایک بزرگ مجھے اپنے ساتھ لے گئے، کہنے لگے کہ آپ کو مولانا جمشید صاحب نے بلوایا ہے۔ میں اس بزرگ کے ساتھ مولانا جمشید صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ مولانا جمشید صاحب مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم اپنی جماعت سے پہلے کیوں آئے تھے۔ تمہاری ناراضگی اور خفگان کی کیا وجہ تھی؟ میں سب سمجھ گیا کہ وہ وجوہات اگر ان کو بیان کر بھی دوں جو میری خفگان اور ناراضگی کی موجب ہوئیں تب بھی یہ اتنا نہیں کر سکتے کہ وہ ملّاں صاحب اور امیر جماعت صاحب کو رائے ونڈ آنے سے روک دیں یا تبلیغی تحریک سے بھی خارج کر دیں لیکن یہ بات اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اگر یہ باتیں ان کو اپنی تبلیغی تحریک کے لئے سخت خطرناک معلوم ہوں تو ہو سکتا ہے کہ مجھے بھی یہاں ہی ختم کر دے کیونکہ میں نے لنگر خانہ میں بہت سے ایسے لوگ دیکھے تھے کہ جن کو جسمانی اذیت دی جاتی تھی۔ چینی کی بھری ہوئی بوریاں اوپر رکھتے تھے اور ڈنڈوں سے خوب مارتے تھے۔ اگر کوئی پوچھے تو کہتے کہ اس نے مرکز میں چوری کی ہے۔ چور ہے اس لئے اس کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ یہ لوگ ابھی میرے اوپر بھی چوری کا الزام لگا دیں گے اور یہ سب میرے ساتھ بھی کریں گے۔ میں نے کہا حضرت، نماز کا وقت

قریب ہے، اور میری باتیں بہت زیادہ ہیں۔ اگر آپ کی خوشی ہو تو میں نماز کے بعد آ جاؤں گا۔ ملّا جمشید نے کہا ٹھیک دو بجے یہاں تم حاضر ہو جاؤ۔ میں نے کہا "ہاں جی"۔ اور ان کے کمرے سے نکل آیا۔ نماز کے بعد میں نے اپنا بستر اٹھایا اور سیدھا گھر آ گیا۔

** کربوغے کا پیر صاحب **

رائے ونڈ والوں نے چند ہی دنوں کے بعد ہمارے گاؤں کی طرف اپنی ایک جماعت بھیج دی۔ اس جماعت میں کربوغے کا گدی نشین بھی تھا۔ انہوں نے ہمارے پیچھے آنا شروع کر دیا۔ منتیں اور نصیحتیں کرتے رہے۔ جب ان کی نصیحتیں بھی کارآمد نہ ہوئیں اور نا امید ہو گئے تو دوسرا حربہ استعمال کیا۔ میرے پیچھے خود آئے اور کہنے لگے کہ آپ اس علاقہ کے ہمارے پرانے تبلیغی دوست ہیں، آپ سے مشورہ لیتے ہیں کہ اس علاقہ میں ہم کس طریقہ سے کام چلائیں۔ میں نے کہا آپ لوگوں کا کہنا ہے کہ جو کام اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ مؤمن کی یہی نشانی ہے۔ میں نے کہا کہ پھر تم لوگ بھی گھروں کو جاؤ۔ اور پھر دوسرے لوگوں کو بھی تنگ نہ کرنا۔ کیونکہ میں نے اپنے لئے بھی یہی پسند کیا ہے کہ اب میں رائے ونڈیوں کے ساتھ ہرگز نہیں گھوموں گا۔

یہ لوگ بہت ہی زیادہ ناراض ہو کر چلے گئے۔ ایک سال کے بعد یہی لوگ کہ جن کے ساتھ کربوغے کا نقلی پیر بھی تھا، صبح تقریباً ۹ بجے کا وقت تھا کہ یہ پیر صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمارے حجرے میں آ گئے۔ اور پھر وہی اپنی رائے ونڈ والی باتیں شروع کر دیں۔ میں نے ان

سے کہا کہ آپ لوگ بیٹھیں میں آپ کے لئے چائے لاتا ہوں۔ میں گھر چلا گیا اور ان کے لئے چائے لے آیا۔ انہوں نے چائے پی اور پھر اٹھے اور مجھے تاکید کرتے رہے۔ کہ نماز کے لئے اس مسجد میں ہی آجائیں کہ جس میں ہم ہیں۔

ہمارے گاؤں کا ایک رائے ونڈی مجھ سے پوچھنے لگا کہ آپ تو پیران صاحبان کو بہت مانتے ہیں۔ تو اس پیر صاحب کے ساتھ آپ کی طبیعت کیوں نہیں لگتی؟ میں نے کہا کہ یہ تو برائے نام ہی پیر صاحب ہیں۔ پیری کا ان میں کچھ بھی نہیں ہے۔ مجھے اصلی پیر صاحبان پسند ہیں۔ نقلی ہر گز پسند نہیں ہیں۔

اس طریقہ سے انہوں نے میرے پیچھے ہر وقت اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ ایک دن سوات کا امیر صاحب راولپنڈی کے خواجہ صفدر صاحب اور میرے سال کے سفر کا ساتھی تینوں ہی آگئے۔ یہ لوگ ہمارے بڑے حجرے میں میرے دادا جان کے ساتھ بیٹھے تھے۔ میرے دادا جان نے ان سے پوچھا آپ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تبلیغ والے ہیں۔ اور محبوب علی سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔ اور پھر انہوں نے اپنا پورا تعارف کرایا۔ کہ یہ صاحب راولپنڈی سے ہیں اور یہ صاحب سوات کے امیر جماعت ہیں۔

ہمارے عمر رسیدہ دادا جان نے سوات کے امیر صاحب سے کہا کہ تم نماز سناؤ۔ آتا بھی ہے کہ نہیں؟ اس نے نماز شروع کی۔ سوات کے امیر صاحب سے "ملک یوم الدّین" میں ہی غلطی ہوگئی۔ اور دادا جان نے غلطی پکڑ لی۔ اور کافی دیر تک ان کے ساتھ یہی درست کرتے رہے۔ اگرچہ یہ اپنے آپ کو بہت زیادہ دانا اور ہوشیار سمجھتے تھے، اور وہ ان کو سیدھا سادہ لگتا تھا، لیکن یہاں ان سے سب کچھ ہی بھول گیا۔

پھر انہوں نے میرے ساتھ باتیں شروع کیں۔ خواجہ صفدر نے کہا تمہاری ملاقات سے دل کو بہت خوشی حاصل ہوئی۔ یہ تو آپ کی محبت ہے جو ہمیں یہاں تک لے آئی ہے۔ اور ایک بہت ہی عجیب اور انوکھے انداز سے میری تعریف کی۔ لیکن آخر میں وہی ایک بات کہ آپ تو بڑے کام کے آدمی ہیں۔ اس لئے دعوت کے کام کو مت چھوڑنا۔ آپ کی وجہ سے بہت ہی زیادہ فائدہ پھیلا ہے۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ بہت پھیلے گا۔ پھر سوات کے امیر جماعت صاحب نے کہا کہ رائے ونڈی جماعت آئی ہوئی ہے۔ آپ ہمارے ساتھ آج کے دن کے لئے چلے جانا۔ میرے والد صاحب بھی اس محفل میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ مہمان ہیں۔ ان کے ساتھ چلے جانا۔ کہیں یہ لوگ ناراض نہ ہو جائیں۔ میرا دل نہیں چاہتا تھا لیکن والد صاحب کو انکار بھی نہیں کر سکتا تھا۔ بالآخر ان کے ساتھ چلا گیا۔ ہمارے گاؤں کو یہ لوگ موٹر کار میں آئے تھے۔ مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ رائے ونڈیوں کی تربیت اس طریقہ سے کی گئی ہے کہ ان کو خوشامد، منافقت اور چاپلوسی سکھائی جاتی ہے۔

یہی وجہ تھی کہ انہوں نے مجھے فرنٹ سیٹ پر بٹھادیا اور راستہ میں بھی بڑی خوشامد کرتے رہے۔ میں نے ان کے ساتھ وہی ایک دن گزارا۔ شام کو اپنے گھر واپس آگیا۔ یہ ان کے ساتھ میرا آخری دن تھا۔ اس کے بعد پھر میں ان کے ساتھ نہیں گیا۔

حضرت سیّدنا و مرشدنا
خواجہ آخندزادہ سیف الرّحمن مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کے دست مبارک پر میری بیعت!

۱۸ ستمبر ۱۹۸٦ء کو سندھ بابا جی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اور سلوک کے راستہ میں میرا کام ادھورارہ گیا۔ تین مہینے تک میں نقشبندیت کے طریقے کا پیر کامل، مکمل کی تلاش میں گھومتا رہا اور آخر کار اللہ پاک نے مہربانی فرما کر میری تلاشی کا ثمر مجھے دے دیا۔ اور میں حضرت سیدنا و مرشدنا خواجہ آخندزادہ سیف الرّحمن مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار پاک میں پہنچ گیا۔

ظہر کی نماز کا وقت تھا، نماز کے بعد حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کے لئے آ گے ہوا اور انہوں نے مجھے بڑی محبت سے اپنے پاس بلایا۔ اور پوچھا جوان کہاں سے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا حضرت! میں سوات کا ہوں۔ پھر انہوں نے مجھے اپنے قریب بٹھایا۔ دوستوں کا حلقہ جما ہوا تھا۔ اسی دن ایک رائے ونڈی بھی یہاں پر آیا ہوا تھا۔ حضرت مبارک صاحبؒ نے اس سے مخاطب ہو کر کلمہ طیبہ کا مقصد پوچھا۔ رائے ونڈی نے کہا، کلمہ کا مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کرنے اور مخلوق سے نہ کرنے کا یقین ہمارے دل میں آ جائے، کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے، مخلوق کچھ بھی نہیں کر سکتی۔

یہی مقصد میں نے بھی تمام عمر سیکھا تھا، یاد کیا تھا اور بیان بھی کیا تھا اور یہ میرا یقین تھا کہ کلمہ شریف کا یہی مقصد ہے۔ خبر نہیں تھی کہ رائے ونڈیوں نے اس میں بھی فریب بنا رکھا ہے۔ یہاں مبارک صاحبؒ کے ارشادات سننے کے لئے دل کے کانوں سے متوجہ ہوا۔ اور انہوں نے فرمایا کہ قرآن، حدیث اور مذہب کی کتابوں نے تو اس بات کا ردّ کیا ہے۔ اور یہ عقیدہ کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ اور مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ یہ تو جبریوں کا عقیدہ ہے اور جبریوں کا عقیدہ تو کفر کا عقید ہے۔ اور اس عقیدہ کو رکھنے والا یقینا بلا شبہ کافر ہے۔

مبارک صاحبؒ نے اس رائے ونڈی کو بہت سمجھایا۔ اور یہ ہاں جی، ہاں جی کرتا رہا۔ یہاں پر میں نے مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت دیکھی!

** کرامت **

میں حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی صحبت میں اپنی تربیت کے لئے آیا تھا۔ اور عقیدہ میرا بھی جبر یہ عقیدہ تھا۔ رائے ونڈیوں کے ساتھ میرا اختلاف دوسری باتوں پر تھا، یہ بات تو مجھے صحیح لگتی تھی۔ حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کرنے سے پہلے میری عقیدے کی تربیت کر دی۔

اس لئے کہ مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے:

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی صحبت میں جبریہ عقیدہ سے توبہ تائب ہو گیا اور یہاں میرا دل بہت زیادہ خوش ہوا۔ کہ میں ایک کامل پیر صاحب کی تلاش میں تھا۔ اور اللہ پاک نے ان کے دربار میں مجھے پہنچا دیا ہے۔

حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب رائے ونڈیوں سے فارغ ہوئے تو اپنا چہرہ مبارک پلٹ کر فرمایا کہ ابھی میں گھر جاؤں گا، باقی باتیں عصر کے وقت کریں گے۔

مبارک صاحب ایک عجیب شان کے ساتھ اٹھے اور گھر روانہ ہوئے اور میں ان کی محبت کی سوچوں میں ڈوب گیا۔ مجھے ان کے ظاہری اور باطنی کمالات نے حیران کر دیا تھا۔ ان کی محبت میرے اوپر ایسی غالب ہوئی کہ میں خود ہی بہت حیران رہ گیا کہ یہ کیا ہوا؟

نماز عصر کے بعد مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ختم خواجگان کا ختم شروع کیا۔ اور ختم کے بعد ایک قاری نے ''عمّ یتسآء لون'' کی تلاوت کی۔ اور مبارک علیہ الرحمۃ نے دعاء فرمائی۔ دعاء کے بعد میں حضرت مبارک صاحب کے روبرو بہت قریب آ گیا۔ میں نے عرض کیا: حضور! میں آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے لئے آیا ہوں۔ مبارک صاحب کے لبوں مبارک پر تبسم آئی۔ یہ تبسم مبارک میں تا مرگ

میں نہیں بھول سکتا، فرمانے لگے ۔ ابھی وقت کم ہے عشاء کے بعد ہی بیعت کروں گا۔شام کا کھانا مبارک صاحبؒ نے اپنے سالکین کے ساتھ ایک دستر خوان پر ہی کھایا۔ اور پھر ان کے ساتھ علوم اور معارف پر کافی دیر تک بات چیت کرتے رہے۔

میں نے اولیاء کرام کے قصے کتابوں میں پڑھے ہوئے تھے۔ یہ میرا گمان تھا کہ اب ایسے اولیاء کرام دنیا میں نہیں ہیں۔ لیکن مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات پر پہلے اولیاء کرام کے حالات بھی اجاگر ہوگئے کہ اللہ! یہ سب لوگ تو ولایت صغریٰ میں تھے۔

نماز عشاء کے بعد قاری صاحب نے سورہ ''تبارک الّذی'' کی تلاوت کی اور مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعاء کے بعد فرمایا ابھی آرام کر لیں، صبح بیعت کر دوں گا۔ مبارک صاحب اٹھے اور گھر تشریف لے گئے۔ اور میں سوچوں میں ڈوب گیا۔ تمام رات جاگتا رہا، اپنے گناہ سامنے آئے اور اپنے آپ کو ملامت کرتا رہا۔ خود کو دربار سیفی میں جانے کے قابل نہ سمجھا۔ میرے اوپر یہ خوف طاری ہو گیا کہ کہیں اس دربار سے بے آسرا اور بے سہارا ہی نہ چلا جاؤں۔

نمازِ فجر کے بعد اس مہربان اور شفیق انسان نے اس گناہگار بندہ کو اپنے سامنے بلا کر بٹھایا اور بہت زیادہ محبت کے ساتھ بیعت کیا۔

طریقہ نقشبندیہ کے پانچ اسباق یعنی قلب، روح، سِر، خفی، اور اخفیٰ میں مبارک صاحبؒ نے مجھے تلقین کی اور اس طریقہ شاہان کے دستور کے مطابق مجھے توجہ دلائی۔ میرے یہ لطائف اسی وقت ہی اللہ کے ذکر پر جاری ہو گئے۔

اسی دن مبارک صاحبؒ نے تمام سالکین سے مخاطب ہو کر فرمایا: صادق مرید وہ ہے کہ اپنے آپ کو پیر کے سپرد کر دے۔ اس کا اپنا کوئی ارادہ نہ ہو۔ اگر پیر فرمائے رہ جائیں، تو وہ رہ جاتا ہے، اور اگر پیر فرمائے چلا جائے تو یہ چلا جاتا ہے۔ میں نے اسے اپنے لئے اشارہ سمجھا اور مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں رہ گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب آپ چلے جانا، لیکن دیکھئے دوبارہ جلدی آنا۔

ایک دن میرے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ چھ سال سندھ والے باباجی صاحب کے ساتھ گزارے۔ لیکن میرا مقصود حاصل نہ ہوا۔ خدا جانے یہاں کتنے سال گزاروں گا۔ اس دن مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی حفیظ اللہ صاحب سے فرمایا، مولوی صاحب، لوگ دوسرے پیروں کے پاس عمریں گزارتے ہیں لیکن کوئی جلدی نہیں کرتا ہے۔ لیکن جب کوئی اِدھر آجائے تو پھر بہت ہی جلدی کرتا ہے۔ اس بات کے بعد مبارک صاحبؒ کی صحبت میں بڑی احتیاط سے بیٹھاہوں۔

میں دربار سیفی پاک سے گھر آیا۔ مگر مبارک صاحبؒ کی یاد آتی تھی۔ میں ہر وقت اسی سوچ اور فکر میں رہتا تھا۔ چند دن کے بعد میں پھر حضرت مبارک صاحبؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس مرتبہ حضرت مبارک صاحبؒ نے میرے لطیفہ نفس اور قالب پر انگلی رکھی اور نفی اثبات میں توجہ فرمائی۔ اور رخصت کے وقت مراقبات کرنے کی اجازت دے دی۔ کچھ دن بعد میں پھر ان کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس مرتبہ مبارک صاحبؒ نے اس عاجز سیاہ کار، خطاکار کو خلافت سے بھی نواز دیا۔

جب میں نے طریقت کی تبلیغ شروع کی، تو میرے پرانے رائے ونڈی دوست اور احباب بہت ہی گھبرا گئے۔ ان کا بالکل یہ گمان نہ تھا کہ محبوب علی بھی ان سے جدا ہو جائے گا۔ ان کا خیال تھا، بلکہ یقینِ محکم تھا کہ ہم سے تو یہ خفا ہو گیا ہے، ایک دن ضرور راضی ہو جائے گا۔

** رائے ونڈی کی زبان سے میرے مبارک صاحبؒ کی تعریف **

ایک دن دو رائے ونڈی میرے گھر پر آئے۔ ان میں سے ایک عرب تھا اور دوسرا اس کے ساتھ ترجمان تھا۔ ترجمان نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ حضرت اخندزادہ صاحب کے مرید ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں! اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اس نے کہا کہ اکوڑہ خٹک کے مدرسہ سے میں اور سید احمد علی شاہ صاحب دونوں اکٹھے ہی پڑھے ہوئے ہیں۔ میں ان کے ساتھ مبارک صاحبؒ کے دیدار کے لئے کئی دفعہ جا چکا ہوں۔ اور اس نے میرے سامنے میرے مبارک صاحبؒ کی بہت تعریف کی۔ میں نے کہا: حیرانگی اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ مبارک صاحب کا دیدار کیا ہوا ہے۔ اور مبارک صاحب کی تعریف بھی کرتے ہو۔ اور پھر "سید احمد علی شاہ صاحب" کے ساتھ ایک جگہ پر سبق بھی پڑھتے رہے ہو۔ اور اس کے باوجود ان جاہلوں کے ساتھ پھرتے ہو۔ تمہارے حال پر افسوس کرنا چاہیئے۔ اس ترجمان کی طبیعت بھی ذرا بگڑ گئی۔ وہ تو یہ چاہتا تھا کہ میں ان کے پیر صاحب کی تعریف کروں گا تو یہ خوش ہو جائے گا۔ تو پھر اس سے اپنی رائے ونڈیت کی باتیں کروں گا۔ لیکن اس کو یہ خبر نہ تھی کہ رائے ونڈیت میں بھی جو اساتذہ کرام ہیں وہ میرے ہی شاگرد ہیں۔

پھر وہ ایک اور طریقے اور طرز سے میرے سامنے آیا۔ کہا کہ یہ مکہ مکرمہ سے آئے ہیں۔ اور انہوں نے بہت بڑی قربانی کی ہے۔ اگر ہم اور آپ ان کی نصرت کریں تو یہ بھی خوش حال ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ مکہ مکرمہ کی بزرگی میں تو کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ لیکن گدھا طواف کرنے سے حاجی نہیں ہو جاتا۔ ان لوگوں کی تو سرے سے بات ہی نہیں کرو۔ مکہ کے لوگوں نے تو پیغمبرِ خدا ﷺ کو بھی ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ بدر و احد کے مقام پر لڑائی بھی کی۔ پھر جنگ کے لئے مدینہ منورہ بھی گئے۔ پھر بھی اپنی مرضی سے یہ لوگ اسلام نہ لائے، بلکہ زور اور طاقت کو دیکھا تو پھر مسلمان ہوگئے۔ اور پھر یہ عرب جو کہ تمہارے ساتھ آیا ہوا ہے، یہ تو خصوصاً ابو لہب کی اولاد سے ہے۔ اور ان کا دادا بھی اسلام کا دشمن تھا۔ اس لئے ہی تو یہ رائے ونڈیوں کے ساتھ پھرتا ہے۔ میری اس بات سے دونوں ہی بہت خفا ہوئے اور کھڑے ہوگئے، اور بغیر سلام ودعاء کے رخصت ہوگئے۔

دوسرے ہی دن بنّوں کے دلکش خان کو میرے پاس بھیجا۔ اس کے ساتھ میری سلام دعاء رائے ونڈیت کے زمانے سے بہت گہری تھی۔ لیکن میرے پیر مبارک صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی کرامت تھی کہ یہ ذرّہ بھر بھی میرے سامنے منہ نہ کھول پایا۔ صرف اتنا کہہ پایا کہ سوات آیا تھا تو صرف آپ کو دیکھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ پل بھر ہی بیٹھا، اور پھر چلا گیا۔

حضرت پیر مبارک صاحبؒ کی صحبت پاک میں بیٹھنے سے مجھے وہ بہتر (۷۲) باطل فرقے اور ان کے عقائد باطلہ کی پہچان ہوئی اور اہل سنت والجماعت کے اچھے اور میٹھے عقیدہ کی بھی خوب تر پہچان ہوگئی۔

پہلے میں صرف صورتِ اسلام اور صورت ایمان پر ہی تھا۔ ان کی محبت میں اللہ تعالیٰ جلّ شانہ نے مجھے حقیقتِ اسلام اور حقیقتِ ایمان پر مشرف کیا۔ اور یہ مجھے عین الیقین کے ساتھ معلوم ہوا۔

مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جتنے بھی اوصاف لکھوں تو کم ہیں۔ کیونکہ ان کی محبت میں اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین نے مجھ پر اتنی مہربانیاں فرمائیں ہیں کہ میں انکے لکھنے اور ان کے بیان کرنے سے قاصر ہوں!

خدا محفوظ رکھّے ہر بلا سے!

خصوصاً دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ سے!

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

اخراج المنافقین عن مساجد المؤمنین

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمد للہ الّذی جعلنا علیٰ عقیدۃ اھل السنۃ و الجماعۃ و حفظنا من عقیدۃ الوھابیۃ الکفرۃ الفجرۃ الضّالۃ و الصلوۃ و السلام علی سیدنا محمدن الّذی حکم علی الوھابیۃ باشقاوۃ و علیٰ اٰلہٖ و اصحابہ الّذین حکموا علی الوھابیۃ بشرار الخلق الضالۃ۔

امّا بعد!

سوال: کیا تبلیغی پارٹی والے اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام کے لئے نکلتے ہیں؟ یا کسی اور چیز کیلئے نکلتے ہیں؟	جواب: تبلیغی پارٹی والے اس مقام کے لئے نکلتے ہیں جو مشرک ہندو کے نام پر مشہور ہے۔ تبلیغیوں کا اپنا یہ قول سلطانی گواہ ہے کہ الحمد للہ ان شہروں سے نقد جماعتیں اور افراد رائے ونڈ کیلئے نکل گئے۔[1]
سوال: کیا رائے ونڈ کیلئے جماعتوں کا نکلنا کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے؟	جواب: کسی آیت یا حدیث سے اس کا ثبوت تو درکنار بلکہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ کم تر مسلمان مقام رائے ونڈ ہندو کے لئے نکلنا بھی کفر سمجھتا ہے۔
سوال: کیا مقام رائے ونڈ کسی ہندو کا نام اور مقام ہے؟	جواب: رائے تو ایک ہندو تھا۔ انگریزوں نے جسے رائے بہادر کا خطاب دیا تھا اور ونڈ جائیداد کو کہا جاتا ہے یہ ونڈ اس جائیداد پر مشہور ہے، اس لئے اس کو رائے ونڈ کہتے ہیں۔

[1] (سوانح محمد یوسف بن الیاس، امیر تبلیغی جماعت پاک و ہند، ص ۱۵۵، ناشران قرآن لمیٹڈ، اردو بازار لاھور)

سوال: یہ تبلیغی پارٹی والے اس مقام ہندو کے لیئے کیوں نکلتے ہیں؟	جواب: ان کا عقیدہ ہے کہ رائے ونڈ کے لئے نکلنے والوں کی ایک نماز رائے ونڈ میں انچاس کروڑ نمازوں کا درجہ رکھتی ہے جیسا کہ قاضی عبدالسلام صاحب فاضل دیوبند نے اپنی کتاب شاہراہ تبلیغ ص ۵۴ پر تبلیغیوں کے قول پر گواہی تحریر کی ہے۔
سوال: کیا یہ کسی قرآنی آیت یا حدیث سے ثابت ہے کہ اس راہ میں نکلنے والوں کی ایک نماز رائے ونڈ میں انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہے؟	جواب: یہ کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں بلکہ یہ آیت و حدیث پر افتراء ہے۔ کسی عمل کے ثواب کا درجہ اگر کوئی قرآن و حدیث کے بغیر تجویز کرے تو یہ دعویٰ خدائی یا دعویٰ نبوت ہے اور تکذیبِ خداوندی اور تکذیبِ مصطفیٰ ﷺ ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کے بغیر ثواب مقرر کرنا کسی اور کا حق نہیں۔
سوال: ایسے تکذیب کرنے والے کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟	جواب: قرآن و حدیث سے بکثرت ثابت ہے کہ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ اور قرآن و حدیث کی تکذیب کرنا کفر ہے اور طریقہء کفار ہے۔
سوال: کیا بیت اللہ شریف کے لئے نکلنے والوں کی حرم شریف میں ادا کی جانے والی نماز بھی انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہے؟ یا یہ فضیلت صرف رائے ونڈ کی ہے؟	جواب: احادیث سے ثابت ہے کہ بیت اللہ شریف کے لئے نکلنے والوں کی ایک نماز حرم بیت اللہ شریف میں ایک لاکھ نمازوں کا درجہ رکھتی ہے اور رائے ونڈ کے لئے بڑھ چڑھ کر فوقیت دینا اور افضلیت دینا یہود و نصاریٰ اور ہندوئوں مشرکوں کی ایجاد ہے۔ کسی آیت یا حدیث سے ثبوت نہیں اور نہ کسی مسلمان کا عقیدہ ہے اور نہ ہی کوئی مسلمان یہ بات روا اور جائز سمجھتا ہے بلکہ حرم بیت اللہ شریف پر ایسے مقام کو فوق سمجھنا اور افضلیت دینا اور ایسے مقام کیلئے نکلنے والوں کو ایسا درجہ دینا کفر اشد ہے اور تخفیف حرم بیت اللہ شریف ہے۔

سوال: کیا تبلیغی تحریک والے اللہ ورسول ﷺ اور قرآن و حدیث کے خلاف کفار کی طرف داری کرتے ہیں؟	جواب: ضرور کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم کافروں کو بھی کافر نہیں کہتے۔اس لئے قاضی عبدالسلام صاحب نوشہروی فاضل دیوبند شاہراہِ تبلیغ ص۹۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ تبلیغی لوگوں کو انگریزوں سے پیسے ملتے ہیں اور یہ تحریک انھی کے اشاروں پر چلتی ہے۔[1]
سوال: جو کافر کو کافر نہ کہے قرآن وحدیث کے حکم کے تحت علمائے کرام اس کے بارے میں کیا فتوی صادر فرماتے ہیں؟	جواب: جمہور (تین سو ساٹھ اکابرین دیوبند) کا متفقہ فیصلہ کن کتاب "اشد العذاب دین مرزا کفر خالص صفحہ ۸ تا ۱۴ مطبع مجتبائی دھلی" میں مشہور و معروف مولوی محمد مرتضی حسن دیوبندی نے لکھا ہے کہ جو کافر و مرتد کو کافر و مرتد نہ کہے وہ خود کافر و مرتد ہے۔جس طرح مسلمان کو بے ایمان کافر و مشرک سمجھنا کفرو شرک ہے اسی طرح کافر کو کافر نہ کہنا بھی کفر ہے۔
سوال: کیا تبلیغی تحریک والوں کا مقام رائیونڈ کو تبلیغ کے نام سے نکلنا عبادت خداوندی ہو سکتا ہے؟	جواب: قاضی عبدالسلام صاحب نوشہروی فاضل دیوبند سہارنپور اپنی کتاب شاہراہ تبلیغ ص۳۸تا۵۳ مکمل دلائل کے ساتھ فتوی صادر فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کی عبادت قرآن و حدیث کے خلاف ہے لہذا یہ عبادت شیطان ہے۔ اس لئے قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: يَابَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (۶۰) وَأَنِ اعْبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ (يس ۶۱) ترجمہ: اے آدم کی اولاد نہ پوجیو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا اور یہ کہ پوجو مجھ کو یہ راہ ہے سیدھی۔[2]

[1] (مكالمة الصدرين ص ۸)
[2] (تفسیر شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی و شبیر احمد عثمانی دیوبندی)

	اس لئے موصوف قاضی صاحب نے شاہراہ تبلیغ ص ۱۲۱ پر فتویٰ صادر فرمایاہے کہ موجودہ عوامی رسم تبلیغ بظاہر نام سے تبلیغ دین ہے مگر در حقیقت دین رسول ﷺ کے بالکل الٹ ہے دینداری کی نیت سے بے دینی ہے اور انجان ہو کر دین دوستی کی نیت سے دین دشمنی زور شور سے پھیلائی جارہی ہے۔(العیاذباللہ تعالی) اس لئے غور کرنا چاہیئے کہ اسلام کا دشمن شیطان ہے یا نہیں اور دشمن اسلام کی عبادت عبادت شیطان ہے یا نہیں؟ ضرور ہے۔ اس لئے ارشاد خداوندی ہے کہ شیطان کو نہ پوجو، شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔تو ثابت ہوا کہ یہ وہابی تبلیغی تحریک والے ضرور بالضرور حزب الشیطان ہیں۔ جیسا کہ علّامہ شیخ عارف باللہ احمد الصاوی المالکیؒ تفسیرِ صاوی جلد دوم حصّہ اوّل ص ۲۵۵ آیت: أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ (المجادلة ۱۹) کی تفسیر میں فتویٰ دیتے ہیں کہ فرقہ خوارج وہابیہ گروہ شیطانی ہے تو ان کی عبادت خود بخود عبادتِ شیطان ہے۔
سوال: جب فرقہ وہابیہ مسلمانوں کو بے ایمان یعنی کافر و مشرک سمجھتے ہیں تو ان کے بارے میں حکمِ شرعی کیاہے؟	جواب: مسلمانوں کو کافر کہنے والا خود کافر ہے بقول رشید احمد گنگوہی دیوبندی۔[1]

[1](فتاوی رشیدیہ ص ۲۲۳، بحوالہ صحیح البخاری، ص ۹۰۱ جلد دوم مَنْ اَكْفَرَ اَخَاهُ بِغَيْرِ تَأْوِيلٍ فَهُوَ كَمَا)

سوال: وہابی تو ابنِ عبد الوہاب نجدی کے نام سے مشہور ہیں جیسا کہ خاص و عام اکابرین علمائے دیوبند اور خاص طور سے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ میں واضح کیا ہے لیکن عبد الوہاب نجدی سے پہلے کس نام سے مشہور تھے؟	**جواب:** کتاب عقائد علمائے دیوبند ص ۲۲۸ پر مذاہب اربعہ کے علمائے حرمین شریفین و جمہور اکابر دیوبند حاشیہ نسائی شریف جلد اوّل ص ۳۶۰ پر اور مولوی حمد اللہ فاضل دیوبند سہارنپور اپنی کتاب البصائر ص ۱۵۵ پر ابنِ عبد الوہاب نجدی اور جملہ وہابیوں کے متعلق فتویٰ تحریر کرتے ہیں کہ ابن عبد الوھاب اور اس کے جملہ معتقدین جو اپنے کو وہابی کہتے ہیں۔ جمہور علماء کے اتفاق پر خوارج میں سے ہیں۔ یقولون ان ابن عبدالوھاب من خوارج۔ یعنی ابن عبد الوھاب نجدی بہ اتفاق اکثر علماء خارجی ہے۔[1] محمد تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ اب تو کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش ہی نہ رہی کہ وہابیہ خوارج نہیں۔[2]
سوال: کیا خوارج وہابیہ کے لئے کوئی خاص عذاب الٰہی قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟	**جواب:** مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کی تفسیر معارف القرآن جلد دوم ص ۱۴۵ تا ص ۱۴۷ پر یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجوہٌ وَتَسْوَدُّ وُجوہٌ (آل عمران ۱۰۶) کے تحت لکھاہے: ابو امامہؓ کی مشہور حدیث کو امام ترمذیؒ نے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد خوارج ہیں، یعنی سیاہ چہرے خوارج کے ہوں گے اور سفید چہرے ان لوگوں کے ہوں گے جن کو وہ قتل کریں گے۔ یعنی سفید چہرے والے اہل سنّت اور سیاہ چہرے والے خوارج ہیں: ''فقال ابو امامۃ الخوارج کلاب النّار شر قتلی تحت ادیم السّماء و خیر قتلی من قتلوہ ثمّ قرءیَوْمَ تَبْیَضّ

[1] (البصائر ص ۱۵۴ تا ۱۵۷)

[2] (حاشیہ نسائی شریف ص ۳۶۰)

	وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ"۔ "ابو امامہؓ نے فرمایا کہ خوارج دوزخ کے کتّے ہیں۔ آسمان کی وسعت کے نیچے بدتر مقتولین ہیں۔ بہتر مقتول وہ ہے جس کو یہ قتل کریں۔ پھر پڑھا" کچھ منہ اس دن سفید ہوں گے اور کچھ منہ کالے ہونگے"۔ ابو امامہؓ سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے یہ حدیث حضور اکرم ﷺ سے سنی ہے؟ تو آپ نے جواب میں شمار کر کے بتادیا کہ "اگر حضور اکرم ﷺ سے میں نے سات مرتبہ یہ حدیث سنی ہوئی نہ ہوتی تو میں بیان نہ کرتا"۔[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو امامہؓ کے نزدیک قولِ مصطفٰے ﷺ کے مطابق خارجی لوگ مرتد خارج از اسلام اور کفّار ہیں۔
سوال: ابنِ عبدالوہاب نجدی اور اس کے معتقدین وہابیہ کس کے شاگرد اور تابعدار ہیں؟	**جواب:** مولوی حمد اللہ صاحب فاضل دیوبند سہارنپور اپنی کتاب **البصائر ص ۱۵۳** پر تحریر فرماتے ہیں کہ: ابنِ قیم اور ابنِ عبد الوھاب نجدی دونوں ابنِ تیمیہ کے تابعدار تھے، یعنی وہابیہ سب کے سب ابن تیمیہ کے معتقد ہیں۔
سوال: کیا تبلیغی پارٹی والے بھی ابن تیمیہ اور ابن قیم کی مدح کرتے ہیں؟ اور ان کے معتقد ہیں؟	**جواب:** مولوی الیاس بانی تحریک رسمی تبلیغ اپنی کتاب **دینی دعوت** (جو مکتبہ محمودیہ رائیونڈ سے شائع ہوئی) کے **ص ۷** پر فرماتے ہیں کہ: "متوسطین میں علامہ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیمؒ کو ناواقف باطن سے خالی سمجھتے ہیں"۔ ادھر ان دونوں کے نام کے بعد الیاس صاحب نے رحمہما اللہ تعالیٰ بھی لکھا ہے۔

---

[1] (ترمذی شریف)

سوال: جو لوگ ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام یا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کیا ان کے لیے کوئی برائی ہے؟	جواب: فاضلِ دیوبند مولوی حمد اللہ صاحب کی کتاب البصائر کے صفحہ ۱۵۳ پر ہے کہ: "امام سبکیؒ فرماتے ہیں کہ جس نے ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہا وہ کافر ہے"۔ اور مولوی الیاس نے شیخ الاسلام سے زیادہ درجے کا لقب رحمۃ اللہ علیہ اس کے لیے استعمال کیا ہے اس لیے مولوی حمد اللہ صاحب ص ۱۵۲ پر فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ثابت کیا تھا۔ لہٰذا وہ مجسمہ میں سے تھا اور مجسمہ کافر ہیں۔ اس لیے ابنِ تیمیہ کو رحمۃ اللہ علیہ یا شیخ الاسلام کہنے والا کافر ہے۔ کیونکہ ابن تیمیہ کافر تھا۔
سوال: کیا ابنِ عبد الوھاب نجدی، ابن تیمیہ اور ابن قیم کے عقائد کا خبث یکساں ہے؟	جواب: مولوی حمد اللہ صاحب فاضل دیوبند سہارنپور نے مولانا قطب الدّین غور غشتوی صاحب (مرحوم) کا قول نقل کیا ہے کہ اتباع ابن عبد الوھاب نجدی و ابن تیمیہ اور ابن قیم کے عقائد یکساں ہیں۔ تمام وہابیہ خبیثیہ کے عقائد یکساں ہیں یعنی یہ سب کے سب خوارج ہیں۔[1]
سوال: کیا پرانے اماموں میں سے کسی نے وہابیہ خوارج کی تکفیر کی ہے؟	جواب: علامہ قاضی عیّاض، مولانا احمد شہاب الدّین الخفاجی مصری نے نسیم الریاض فی شرح شفا جلد چھارم کے صفحہ ۴۷۶ پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ تحریر کیا ہے کہ خوارج کافر ہیں۔ جیسا کہ ص ۴۸۸ پر حدیث شریف موجود ہے: وان (وقال صلّ اللہ علیہ وسلّم) فی روایۃ رواہ شیخان عن ابی سعید الخدری (فاذا وجدتموھم فاقتلوھم قتل عاد) و فی روایۃ ثمود وھم کفرۃ کما فی القرآن (فظاھر ھذا الحدیث الکفر) ای کفر الخوارج ولذا ذھب الیہ اکثر العلماء کالطبری والسبکی۔

[1] (البصائر ص ۱۵۴)

سوال: مولوی الیاس بانئ تحریکِ تبلیغ نے مثلِ انبیاء ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا ایسا دعویٰ کسی صحابی یا تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا آئمہ مذاہب اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی مجدّد، ولی یا عالم نے کیا ہے؟ کیا ایسا دعویٰ جائز ہے یا نہیں؟	جواب: مثل کا معنی ہے مانند، کسرِ میم کے ساتھ مثل کا معنی ہے تمام صفات میں برابر ہونے والا۔[1] اس سے پتہ یہ چلا کہ جو کسی کی مثلیّت کا دعویدار ہو وہ اس کی تمام صفات کا دعویدار ہے جو دعویٰ نبوّت ہے۔ نتیجہ کے طور پر یہ کہا جائے گا کہ جو نبی اکرم ﷺ کا مماثل ہو گا۔ اس میں صفت نبوت بھی پائی جائے گی اور یہ ناممکن ہے کہ ایک عام آدمی اپنی زبانی یا شیطان کے دھوکہ میں آکر نبوّت کے منصب کی برابری کا دعویٰ کر کے ان کی مثل ہو جائے اور جو ایسا کرے گا وہ قطعاً یقیناً کافر ہے۔ جیسا کہ مولوی ابو القاسم رفیق دلاوری دیوبندی، مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت پاکستان (مطبع نعت علی پرنٹرز لاہور) نے کتاب رئیس قادیان کے ص ۱۷۰ تا ۱۷۳ تحریر کیا ہے کہ مرزا غلام قادیانی نے مثل و مثیل و مماثلتِ عیسیٰ کا دعویٰ کیا لہٰذا مثل و مثیل ہونے کے لیے باہمہ وجوہ اور پوری مشابہت کا ہونا شرط ہے۔ اور حضرت مسیح علیہ السّلام کا یہ حال تھا کہ وہ باذن اللہ مردوں کو زندہ کرتے تھے، مادرزاد اندھوں اور کوڑھوں کو اچھا کر دیتے تھے تو آپ (مرزا قادیانی) کیسے مسیح ہیں کہ اپنے آپ کو بھی اچھا نہیں کر سکتے۔ یعنی جب پیغمبر کے مثل و مثیل و مماثلت کا دعویٰ کرنا مکمل طور پر نبوّت کا دعویٰ ہے تو جب قادیانی یہ دعویٰ کرتے ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں میں سے کوئی معجزہ کیوں نہیں بتاتے۔[2] اس سے ثابت ہوا کہ مولوی الیاس کا دعویٰ مرزا غلام قادیانی سے لاکھوں درجہ بڑا دعویٰ نبوّت ہے کیونکہ اس نے

[1](بحوالہ غیاث اللغات ص ۴۵۲)

[2](رئیس قادیان ص ۱۷۱)

	مثل انبیاء کا دعویٰ کیا اور مثلِ انبیاء جمع ہے یعنی خاتم النّبیّین محمد رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کی برابری کا دعویٰ ہے۔
سوال: کیا تمام انبیاء علیہم السلام کے کل صفات مولوی الیاس میں موجود ہیں؟ اور وہ بھی اتنا بڑا نبی کہ سب انبیاء میں جو صفات موجود ہیں وہ اکیلے مولوی الیاس میں جمع ہیں؟	جواب: العیاذ باللہ تعالیٰ ایسا خبیث عقیدہ قادیانیوں کے بغیر نبی علیہ السلام کے زمانہ سے ابھی تک کسی مسلمان نے ظاھر نہیں کیا۔ صحیح بخاری شریف کے ص ۳۶۳ پر حدیث شریف ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کے سامنے اپنی مثل پیدا ہونے کی نفی فرماتے تھے: لَستُ کَاَحَدٍمِّنکُمْ (الحدیث) یعنی میں تم میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہوں۔ اِنّی لَستُ کَھَیْئَتِکُم۔ یعنی میں تم میں سے کسی کی صورت کا نہیں ہوں۔ انی لست مثلکم۔ یعنی میں تمھاری مثل نہیں ہوں۔ اَیّکُمْ مِثْلِیَ۔ تم میں میری مثل کون ہے؟ ان ارشادات کا خطاب صحابہ کرام سے تھا لیکن کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا کسی امام مجتہد مجدّد سے ابھی تک یہ ثابت نہیں ہوا کہ انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ (نعوذ باللہ) میں حضور نبی کریم ﷺ کا مثل ہوں، لہٰذا مثلِ

انبیاء کا دعویٰ کرنے والا اسلام سے خارج ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی جو مولوی الیاس کا استاد اور پیر و مرشد ہے اپنی کتاب فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۵۶ پر لکھتا ہے کہ فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام تمام مخلوق سے برتر و معزز، نہایت عزیز ہیں کوئی مثل ان کے نہ ہوا نہ ہوگا۔ یعنی نبی علیہ الصوۃ والسلام بے مثل بشر ہیں۔

جیسا کہ مولوی شاہ اسمٰعیل کی تصنیف تقویۃ الایمان جس کے متعلق رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ میں تحریر کیا ہے کہ یہ کتاب ہماری ایمانی کتاب ہے۔

اس ایمانی کتاب میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے متعلق لکھا ہے کہ:

" آپ کا کوئی مثل نہیں"۔ [1]

اسی طرح براہینِ قاطعہ میں مولانا صاحب پھولپوری دیوبندی خلیفہ ءمولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ جو لوگ بَشَرٌ مِثْلُکُمْ سے مثلیت کی دلیل پکڑتے ہیں یہ غلط ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا مماثل دونوں جہانوں میں نہیں ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور دیگر لوگ مخلوقِ خدا ہیں یعنی حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نہ خدا ہیں نہ ملائکہ اور نہ جن ہیں،(بلکہ) انسان اور بندۂ خدا ہیں۔

---

[1] (تقویۃالایمان،ص ۳۷۴)

سوال: تبلیغی جماعت میں اکثر جہلاء تبلیغ کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے یاناجائز؟ اور عوام کے لئے ایسے جہلاء کی تبلیغ سننا کیسا ہے؟	جواب: مجالس الابرار میں مولوی ابرار الحق دیوبندی اور مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی سے حکیم محمد اختر دیوبندی، مولوی عبدالغنی پھولپوری دیوبندی، مفتی محمد شفیع دیوبندی اور مولوی محمد یوسف بنوری دیوبندی یہ فتویٰ نقل کرتے ہیں کہ علم کی شرط ہونے سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ آج کل جو اکثر جاہل یا کالجاہل لوگوں کو وعظ کہتے پھرتے ہیں اور بے دھڑک غلط سلط روایات و احکام بلا تحقیق بیان کرتے ہیں۔ سخت گناہگار ہوتے ہیں اور سامعین کو بھی اُن کا ایسا وعظ سننا جائز نہیں ہے کہ اس سے بجائے ہدایت کے گمراہی کا اندیشہ قوی ہے۔[1] جیسا کہ شاہراہِ تبلیغ میں جناب قاضی عبدالسلام صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ تبلیغی پارٹی والے ضالّ وَ مُضلّ ہیں۔
سوال: جن کے عقائد میں مذکورہ خلل موجود ہو تو کیا کلمہ اور نماز پڑھنے کے باوجود گمراہ، بے دین خارج از اسلام ہیں؟	جواب: کتاب اشدّالعذاب کے مصنّف مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظمِ تعلیمات دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں: "مسلمان خوب سمجھ لے کہ اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں حالانکہ حکم یہی ہے کہ منکرِ ضروریاتِ دین کو کافر کہا جائے۔ ورنہ کیا منافق سب کچھ فرائض و واجباتِ دین ادا نہ کرتے تھے؟ منافقین بھی اہلِ قبلہ تھے، مسیلمہ کذّاب بھی اہلِ قبلہ تھا ورنہ دیانند سرسوتی اور گاندھی نے کیا قصور کیا۔ بس حکم یہی ہے، مسئلہ یہی ہے آسمان ٹلے زمین ٹلے یہ حکم نہیں ٹل سکتا۔ چاہے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے، حکم سنا دیا ہے تمہارا نفع اسی میں ہے کہ منافقین کو کافر و مرتد کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم چھپایا نہیں جا سکتا۔[2]

---

[1] (مجالس الابرار، ص ۱۰)

[2] (اشدّالعذاب، ص ۱۰، ۹)

توہینِ انبیاء، انکارِ ختمِ نبوّت، دعویٰ نبوّت، انکارِ ضروریاتِ دین یہ سب کفر ہے۔[1]

جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

إِذَا جَاءَکَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّکَ لَرَسُولُ اللهِ وَاللهُ يَعْلَمُ إِنَّکَ لَرَسُولُهُ وَاللهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ (المنافقون ۱)

ترجمہ: ''جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور ﷺ بے شک اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق بے شک جھوٹے ہیں''۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اس میں تو اُن کے قول کی تکذیب نہیں کی جاسکتی۔ اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین اس کہنے میں جھوٹے ہیں کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کیونکہ وہ گواہی محض زبانی ہے اعتقادِ قلب سے نہیں۔ ان لوگوں نے اپنی قسموں کو اپنی جان و مال کو بچانے کیلئے ڈھال بنا رکھا ہے کیونکہ اظہارِ کفر کرتے تو ان کی حالت بھی مثل دوسرے کفّار کے ہو جاتی کہ جہاد کیا جاتا اور قتل و غارت ہوتا۔ پھر اس لازمی خرابی کے ساتھ متعدی خرابی بھی ہے کہ یہ لوگ دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بیشک ان کے یہ اعمال بہت ہی برے

[1] (اشد العذاب، ص ۱۴)

ہیں۔ اور ہمارا یہ کہنا کہ ان کے اعمال بہت برے ہیں۔ اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ اوّل ظاہر میں ایمان لے آئے۔ پھر اپنے شیاطین کے پاس جاکر کلماتِ کفریہ اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَانَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ کہہ کر کافر ہو گئے۔ مطلب یہ کہ ان پر برے اعمال کا حکم کرنا ان کے نفاق کے سبب سے ہے کہ وہ بدترین عملِ کفر ہے۔"[1]	
جواب: یہ بات تو پہلے جناب عبد السلام صاحب فاضل دیوبند نے ظاہر کی ہے کہ ان کے ظاہری اعمال شیطانی ہیں۔ لیکن پھر بھی حسین احمد مدنی صدر مدرسین دیوبند کے منہ سے سنیئے: "وہابیہ امرِ شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزل عدم کے پہنچا دیتے ہیں"۔[2] جیسا کہ تحریر ہے کہ وہابیہ منکرِ شفاعت ہیں۔[3] مولوی حسین احمد مدنی صدر مدرسین دیوبند لکھتے ہیں کہ: " ابنِ عبد الوھاب نجدی کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم و تمام مسلمانان دیارِ مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال جائز بلکہ واجب ہے۔"[4] یہ ہر ایک عالم کو معلوم ہے کہ مسلمان کو کافر و مشرک کہنا اور اس کے مال و دولت کو لوٹنا حرام قطعی ہے اور پھر اس	سوال: کیا خوارج وہابیہ کے ایسے عقائد بھی ہیں جن کے سبب سے ان کی ظاہری کلمہ گوئی اور نماز، روزہ وغیرہ عبادات ظاہری وغیرہ سب بے کار ہیں؟

[1] (معارف القرآن، جلد ۸، ص ۷۴۴)
[2] (الشھاب الثاقب ص ۶۷)
[3] (نور الانوار قمر الاقمار ص ۲۴۷)
[4] (الشھاب الثاقب، ص ۴۳)

	کو حلال سمجھنا کفر، اور سمجھنے والا کافر ہے یعنی قطعی حرام کو حلال سمجھنے والا قطعی کافر ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: وَمَنْ یَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُہٗ جَھَنَّمُ خَالِدًا فِیھَا (النساء ۹۳) یہ ہے وہابیوں کا عقیدہ جس کے سبب سے ان کے سارے اعمال تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔
سوال: کیا ان کی کلمہ گوئی بھی جھوٹ ہے؟	جواب: ان لوگوں کی کلمہ گوئی کی حقیقت جھوٹ پر ہے کیونکہ یہ لوگ کلمہ طیّبہ اس طرح پڑھ کر بیان کرتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا سب کچھ اللہ کر سکتا ہے۔ بس اللہ تعالےٰ سے کرنے کا اور مخلوق سے نہ کر سکنے کا عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ ذرا غور فرمائے کلمہ طیّبہ کا اس طرح ترجمہ بیان کرنا اللہ تعالیٰ معبودِ برحق اور شانِ خداوندی کے بہت سخت خلاف ہے کیونکہ قرآن کریم و تفاسیر اور دینی مذہبی کتُب میں کلمہ طیّبہ کا معنی یہ ہے کہ پہلے جزو میں غیر اللہ یعنی معبودانِ باطلہ کی نفی ہے اور دوسرے جزو میں معبودِ برحق وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ کا اثبات ہے جس کا تفسیری معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو ان لوگوں نے پہلے جزو میں معبودانِ باطلہ کی نفی بھی نہ بیان کی اور دوسرے جزو میں معبودِ برحق وَحْدَہٗ لَا شَرِیْک کا اثبات بھی بیان نہ کیا بلکہ پہلے جزو میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا معنی یہ بیان کیا کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی اور دوسرے جزو کا یہ معنی بیان کیا کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے یعنی نہ کرنے والی مخلوق ہے۔ اور کرنے والا اللہ ہے پھر یہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں کہ ہم تبلیغ کرتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ کام کرنے کی نسبت، یہ تو فعل ہے اور عمل نیک یا بد ہے اور یہ صفتِ مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ صفت

مخلوق سے پاک ہے تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی شان میں کیوں نیکی و برائی کی نسبت کرتے ہیں۔

تیسرا یہ کہ جب کرنے والا ان کے عقائد میں اللہ تعالیٰ ہے تو پھر جب بھی مخلوق کو یہ نسبت راجع ہوتی ہے کہ فلاں نے یہ کام کیا اور فلاں نے یہ کام کیا تو تمام مخلوق ان کے عقائد کے مطابق اللہ اللہ ہے یعنی ہر ایک آدمی کو اللہ اللہ کی نسبت کرتے ہیں۔

چوتھا یہ کہ یہ عقائد جبریہ کے ہیں کہ انسانی مثال پتھر وغیرہ کی ہے وہ کچھ نہیں کر سکتا جو نیکی یا برائی کرتا ہے وہ مجبور محض ہے اس پر نیکی یا بُرائی کا فعل اللہ تعالیٰ کراتا ہے تو کفار و مشرکین کا بھی یہی کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو کافر کر دیا ہے اور ہم سے کفر کراتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ (نعوذُ باللّٰہ) ظلم کرتا ہے کہ ہم کو دوزخ میں بھیجتا ہے یا ہم کو عذاب دیتا ہے۔ پانچواں یہ کہ جب یہ لوگ معبودانِ باطلہ کی نفی نہیں کرتے تو اس بات پر بت پرستوں اور کفّار و مشرکین کو خوش کرتے ہیں کیونکہ کفار و مشرکین اپنے معبودانِ باطلہ کے رد کو بہت برا سمجھتے ہیں۔

چھٹا یہ کہ کفّار و مشرکین اور ان کے معبودانِ باطلہ کے مقابلے میں معبودِ برحق وحدہٗ لاشریک کا اثبات کرنا بھی بہت سخت کلام ہے کیونکہ کفّار و مشرکین نیا اپنے لئے بت مقرر کیے ہیں جس کی پوجا کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں کے لیے ایک سچا وحدہٗ لا شریک معبودِ برحق ایک ذاتِ پروردگارِ عالم ہے تو کفّار و مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان یہ بنیادی مخالفت ثابت ہے۔

ساتواں یہ کہ اس بات کو کفّار و مشرکین شیاطین کبھی بھی برا نہیں مانتے کہ اللہ وہ ہے جو سب کچھ کر سکتا ہے اور مخلوق کچھ نہیں کر سکتی بلکہ یہ کفّار کی طرف داری ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم خود کفر نہیں کرتے یہ ہم سے اللہ کراتا

ہے۔

الحاصل تبلیغی فرقہ وہابیہ کا مقصد نہ معبودانِ باطلہ کا رد ہے اور نہ معبودِ برحق کا اثباتِ معبودیت ہے بلکہ ان لوگوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بعد الوفات کچھ نہیں کر سکتے اور نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں نہ کرتے ہیں بلکہ ان وہابیہ کا اعتقاد یہ ہے۔

جیسا کہ صدر مدرسین حسین احمد دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

”وہابیوں کا بڑا مقولہ ہے **معاذاللہ ثم معاذاللہ** نقلِ کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات ﷺ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتّے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخر دوعالم ﷺ تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔(**العیاذباللہ تعالٰی**)۔“[1]

ثابت ہوا کہ وہابی لوگ نہ کر سکنے کی جو نسبت کرتے ہیں کہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا یہ نسبت رحمۃ للعٰلمین محمد رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ کی طرف کرتے ہیں یعنی یہ لوگ وہابیہ ظاہری دعویٰ میں اللہ تعالٰی سے مستغنی نہیں ہیں بلکہ یہ لوگ سید العالمین محمد رّسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ سے مستغنی ہیں جس طرح کفّار و مشرکین و منافقینِ مکّہ حضور اکرم ﷺ سے مستغنی تھے جیسا کہ سورہ عبس کی آیت **أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَى (عبس ۵)** کے معنی ہیں کہ وہ جو بے پرواہ بنتا ہے یعنی اس سے مراد ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیع ابی بن خلف، اُمیہ بن خلف اور شیبہ وغیرہ ہیں۔ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ سے مستغنی اور بے پرواہ ہونا کفّار و مشرکین کی پیروی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کو

---

[1] (الشھاب الثاقب، ص ۴۷)

حضور ﷺ سے بے پرواہ جاننا یعنی مستغنی جاننا کہ حضور ﷺ کچھ نہیں کرسکتے یہ بدترین کفر ہے جیسا کہ وہابیہ حضورِ اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے ایسے مستغنی اور بے پرواہ ہیں کہ حضور ﷺ کچھ نہیں کرسکتے۔ لہٰذا وہابیہ شفاعت کے بھی منکر ہیں جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔

اب اہلِ سنّت علماء کا اور عوام کا عقیدہ فاضلِ دیوبند سہارنپور مولانا احمد اللہ صاحب کی کتاب "البصائر" سے سنیئے:

وقَالَ الامام الغزالی من یستمد بہ فی حیاتہ یستمد بعد مماتہ۔

یعنی سب اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد ان سے استمداد طلب کرنے کے لئے اتنی دلیل کافی ہے کہ جو بحالِ حیات امداد کرسکتے ہیں تو بعد الوفات بھی وہ امداد کرسکتے ہیں۔ [1]

جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اس اُمّت کے ساتھ حضرت موسیٰؑ نے بعد الوفات یہ امداد اور احسان فرمایا تھا کہ شب معراج میں پچاس نمازوں کے بجائے پانچ کروادیں اگر صرف قرآن و حدیث کے دلائل اس مسئلہ کے لیے لکھنا چاہیں تو کافی دفتر بن جائے گا۔ عاقل اور اصیل کے لیے اتنا اشارہ کافی ہے۔

الحاصل: کلمہ طیّبہ بھی آیت قرآنی ہے اور اس میں معبودان باطلہ کی نفی ہے اور معبود برحق وحدہٗ لاشریک کا اثبات ہے اور تبلیغی وہابیہ جو خوارج میں سے ہیں وہ اس کا معنی اپنی رائے کے مطابق بخلافِ قرآن بلکہ بخلافِ وحدہٗ لاشریک کرتے ہیں جو کہ سخت ترین کفر ہے۔

امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ علیہ کے مکتوبات جلد دوم کے مکتوب ۲۳۴ میں قرآن کی تحریف کرنے والوں کے حق

[1] (البصائر، ص ۴۲)

میں فتویٰ صادر فرماتے ہیں:

مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَاْیِهٖ فَقَدْ کَفَرَ۔

یعنی جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ کافر ہو گیا۔

لیکن یہ لوگ معنی معبود وحدہ' لاشریک کو فاعل پر تبدیل کرتے ہیں کہ فعل کرنا ایک نسبتِ مجازی سب مخلوق کے لئے بولنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اس نسبتِ مجازی سے انکار بھی قرآن و حدیث کا انکار ہے اور یہ انکار کفر ہے۔

جیسا کہ آیت: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدة ۲)

ترجمہ: ''اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو''۔

دوسری آیت: فَإِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ (الأنفال ٦٢)

ترجمہ: ''تو بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں کافی ہے۔وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا''۔

تیسری آیت: فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ (آل عمران ۵۲)

ترجمہ: ''پھر جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کفر پایا (یعنی ارادہ کفر جو یہودیوں نے کر لیا تھا) فرمایا کہ کون ہے میری مدد کرنے والا اللہ کی طرف؟ حواریوں نے کہا ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں''۔

اس سے ثابت ہوا کہ مصیبت کے وقت اللہ کے بندوں سے مدد لینا سنّتِ پیغمبرؑ ہے۔

دوسرا یہ کہ نبی کی مدد گویا کہ خدا کی مدد ہے کہ ان لوگوں نے عیسٰی علیہ السلام کی مدد کی مگر انہیں انصار اللہ کہا گیا۔ اب بھی ان کے دین والوں کو نصارٰی کہتے ہیں۔ جیسے حضور ﷺ کے صحابہ کرام کی ایک جماعت کا نام انصار ہے۔الخ

زندوں کے ساتھ باقی انبیاء علیہم السلام کی بعد الوفات امداد اس آیت سے ثابت ہے:

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ(آل عمران ۸۱)

ترجمہ: ”تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا(یعنی حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر) اور ضرور بالضرور اس کی مدد کرنا“۔

یعنی بروز میثاق اللہ تعالٰی نے سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام سے نبی آخر الزماں ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی مدد فرمانے کا وعدہ لیا تھا۔

معلوم ہوا کہ صالحین بعد الوفات بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ دینِ محمد ﷺ کے زمانہ میں پچھلے تمام انبیاء علیہم السّلام وفات پا چکے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدد کی اس طرح کہ شبِ معراج میں پچاس نمازوں کو پانچ کرا دِیں۔ اگر وہابیہ انبیاء کرام کے بعدِوفات مدد کے منکر ہیں تو انہیں چاہیئے کہ پانچ نمازوں کے بجائے پچاس پڑھا کریں۔

سوال: کیا وہابیہ بھی ابنِ تیمیہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کرتے ہیں؟ اور کیا یہی عقیدہ رکھتے ہیں؟	جواب: صدر مدرسین حسین احمد دیوبندی الشہاب الثاقب میں تحریر کرتے ہیں مثلاً الرَّحمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی (طٰہٰ ۵) وغیرہ آیت میں طائفہ وہابیہ استویٰ ظاہری اور جہت وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے۔[1]
سوال: حرفِ ندا یا رسول اللہ ﷺ کے متعلق وہابیہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟	جواب: وہابیہ نجدیہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میں استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصَّلوٰۃ و السّلام علیک یا رسول اللہ ﷺ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہلِ حرمین شریفین پر سخت نفرتیں اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلماتِ ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے بزرگانِ دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب ونداء کیوں نہ ہو، مستحب و مستحسن جانتے ہیں۔[2] جیسا کہ مولوی گنگوہی اور مولوی نانوتوی بانیٔ دیوبند فرماتے ہیں: مدد کراے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامئ کار جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

[1] (الشہاب الثاقب، ص ۶۲)
[2] (الشہاب الثاقب ص ۶۵)

لیکن وہابیہ خبیثہ کثرت صلوۃ و سلام اور درود بر خیر الانام ﷺ اور قرأتِ دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے ااور ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور قصیدہ بردہ کے بعض اشعار شرک وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، مثلاً:

يَا اَشْرَفَ الْخَلْقِ مَالِيْ مِنْ اَلُوْذُبِهِ

سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعِمَمِ

معنٰی: اے افضل المخلوقات میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں بجز تیرے بروقت نزولِ حوادث۔[1]

الحاصل کتاب الشہاب الثاقب میں صدر مدرسین حسین احمد صاحب دیوبندی نے تقریباً دس جگہ وہابیہ کے لیے لفظ خبیث و خبیثہ استعمال کیا ہے اور خبیث اور خبیثہ قرآن و حدیث میں ابلیس علیہ اللعنت مشرکین، کفّار، حرام زادوں، ولد زنا، لوطیوں، منافقین، خنازیر اور پلید نجسوں کے لئے تقریباً چوبیس آیتوں سے ثابت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ چونکہ صدر مدرسین دیوبند حسین احمد صاحب قرآن کو اچھی طرح جانتے تھے اور یہ آیتیں جن میں لفظِ خبیث شیاطین، کفار، حرام زادوں، ولد زنا، لوطیوں، خنازیر نجس اور پلیدوں کے لئے ثابت ہے وہ خوب جانتے تھے کہ جب انہوں نے یہ جملہ صفات خبیثہ عقائد اور اعمال خبیثہ وہابیوں میں دیکھ لئے تو اس بنا پر انھوں نے وہابیہ کے لئے ایسا جامع لفظ بار بار استعمال کیا ہے کہ یہ سب خبائث کا مجموعہ ہے۔

سب خبائث اس لفظِ خبیث و خبیثہ میں جمع ہیں تو بقول حسین احمد صاحب صدر مدرسین دیوبند وہابیہ سب خبائثوں

---

[1] (الشھاب الثاقب، ص ٦٦)

کا مجموعہ ہیں یعنی ان لوگوں میں سب خبائث جمع ہیں، کوئی ایسا خبیث اعتقاد اور عمل نہیں ہے کہ وہابیہ میں موجود نہ ہو۔ اب وہابیوں کو چاہئے کہ مولانا حسین احمد صاحب صدر مدرسین سے دریافت کریں۔

جیسا کہ قرآن کریم میں سے بطور نمونہ ایک آیت تحریر کی جاتی ہے:

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ (النور ۲۶)

یعنی ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں۔

دوسری آیت میں خبیثوں کے لئے عذاب ملاحظہ کیجئے:

لِيَمِيزَ اللهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (الأنفال ۳۷)

ترجمہ: ''اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جدا فرمادے خبیث کو طیّب سے، یعنی خبیثوں کو تلے اوپر رکھ کر سب ایک ڈھیر بنا کر جہنّم میں ڈال دے یہی نقصان پانے والے ہیں''۔

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ:

''کافر لوگوں کو دوزخ کی طرف لے جانے کے لئے قیامت میں جمع کیا جائے گا تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک لوگوں کو پاک لوگوں سے الگ کر دیں کیونکہ جب دوزخیوں کو دوزخ کی طرف لائیں گے ظاہر ہے کہ اہل جنّت ان سے علیحدہ رہ

جائیں گے اور ان سے الگ کر کے ناپاک (خبیث) کافروں کو ایک دوسرے سے ملادے گا یعنی ان سب کو جہنم میں ڈال دے گا۔ ایسے ہی لوگ پورے خسارے میں ہیں جس کا کہیں منتہیٰ نہیں"۔ [1]

ثابت ہوا کہ وہابیوں کو صدر مدرسین حسین احمد صاحب نے بار بار خبیث و خبیثہ لکھا ہے اور خبیث و خبیثہ اور خبیث و خبیثہ کی تفسیر آیتِ قرآنی کے تحت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے یہ ثابت کیا ہے کہ خبیث و خبیثہ کفّار و مشرکین ہیں۔ خبیث و خبیثہ کو قرآن وحدیث کافر ومشرک قرار دیتے ہیں۔

پھر مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی معارف القرآن جلد ۸، ص ۶۷۱ پر تحریر کرتے ہیں کہ لوح محفوظ تحت العرش ہے۔ (کما فی در المنثور سورة البروج)

اور وہ مقدس ہے، شیاطین خبیثہ کی وہاں رسائی نہیں۔ یعنی صفت خبیث اوّل صفت شیطان ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَعُوْ ذُبِکَ مِنَ الْخُبثِ وَ الْخَبَائِثِ یعنی شیاطین بھی خبیثہ ہیں اور شیاطین کے اعمال بھی خبیثہ ہیں تو جب صدر مدرسین حسین احمد نے وہابیہ کے لیے لفظ خبیث بار بار استعمال کیا ہے تو اس نے خوب تجربہ سے معلوم کیا ہے کہ وہابیہ واقعی شیاطین اور کفار و مشرکین میں سے ہیں اور ان کے اعمال وعقائد بھی خبیثہ ہیں اور سب مسلمانوں کو معلوم ہے۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ:

الشَّیْطَانِ إِنَّهُ لَکُمْ عَدُوٌّ مُبِینٌ (البقرة ۱۶۸)

---

[1] (تفسیر معارف القرآن، جلد چہارم ص ۲۲۷)

کہ بے شک تمہارے لئے شیطان کھلا دشمن ہے۔

تو ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے آپ کو اور اپنے ایمان واسلام کو وہابیہ خبیثہ سے بچائے۔ کیونکہ شیاطین ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کی ایمانی دولت کو لوٹتے ہیں اور مسلمانوں کو کافر، مشرک، دشمنِ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ اور دشمنِ اولیاء اللہ اور دشمنِ موءمنین بناتے ہیں اور مسلمانوں میں تفرقہ اور فساد ڈالتے ہیں۔ اسی طرح یہ تمام صفات خبیثہ وہابیہ میں موجود ہیں۔

قولِ خداوندی ہے:

كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ (الأنبياء ۷۴)

ترجمہ: "جو کرتے تھے گندے کام وہ تھے لوگ بڑے نافرمان"۔

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی اپنی تفسیر معارف القرآن میں آیت شریف مذکورہ کی تفسیر کرتے ہیں تعمل الخبث خبائث جمع خبیثہ کی ہے۔ بہت سی خبیث اور گندی عادتوں کو خبائث کہا جاتا ہے۔ یہاں کی سب سے بڑی خبیث عادت جس سے جنگلی جانور بھی پرہیز کرتے ہیں، وہ لواطت تھی (جو قومِ لوط علیہ السّلام نے کی تھی اور اس کو ابلیس لعین نے بتایا تھا) یعنی مرد کے ساتھ شہوت پورا کرنا۔[1]

اب علماء دیوبند کی لغات کا فیصلہ یہ ہے:

خبیث معنی: ناپاک پلید، بد باطن (یعنی بدعقیدہ) شریر (یعنی فسادی) نجس وناپاک (یعنی مشرک) اِنَّمَاالْمُشْرِكُوْنَ

[1] (معارف القرآن، جلد ٦، ص ۲۰۴)

	نَجَسٌ بحوالہ فیروز اللغات، قائد اللغات، لغاتِ سعیدی وغیرہ سے ثابت ہوا کہ جب حسین احمد صاحب نے کلی طور پر جمیع خبائث یعنی کلی شیطانی کفر شرک کے منافقانہ عقائد اور اقوالِ خوارج وہابیہ میں ملاحظہ کئے تو اس وقت فتویٰ دے دیا کہ وہابیہ خبیث و خبیثہ ہیں۔[1]
سوال: بے شک لفظِ خبیث و خبیثہ تو جامع سب خبائث و کفریات نجاستوں کا ہے لیکن جب مولوی حسین احمد صاحب نے خوارج وہابیہ کو خبیث و خبیثہ کہا ہے اور ان پر ایسا سخت فتویٰ لگایا ہے تو خوارج وہابیہ نے ان کو کوئی تعزیر نہیں دی کیونکہ جس کسی نے کسی کو فاسق یا کافر یا خبیث کہا اور وہ ایسا نہیں تھا تو اس کو تعزیر دینا چاہئے۔[2] زندیق، فاجر، منافق، لوطی، دیّوث کہنے پر ایک ہی تعزیر ہے یعنی سب ایک ہی ہیں۔	**جواب:** نسبتِ خبیث و خبیثہ جو جامع سب خبائث و کفریات نجاستوں کا ہے یہ تو اس وقت ان لوگوں نے اپنے لئے قبول کیا کہ جب ان لوگوں نے خارجیّت وہابیت کو قبول کیا۔ اُمرائے تبلیغ نے یہ سب کچھ بہت خوشی سے قبول کیا اور لکھا: "ہم خود بھی اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بہت بڑے وہابی ہیں۔" دوسرے مخاطب نے جواب دیا: "مولوی صاحب! میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں"۔[3] جب ان لوگوں نے خود خارجیّت وہابیت بہت فخر سے منظور کر لی تو خبیث و خبیثہ کہنے پر حسین احمد صاحب کو تعزیر کس طرح دی جا سکتی ہے۔ **اَلرِّضَاءُ بِالْکُفْرِ کُفْرٌ** یہ لوگ خوارج وہابیہ خود اپنے کفر پر رضا مند ہیں اور ان لوگوں نے بخوشی اس کو قبول کیا

---

[1] (الشھاب الثاقب، ص ۴۳، ۵۱، ۵۴، ۶۲، ۶۵، ۶۶ مطبوعہ دیوبند)
[2] (فتوی در ودیہ، ص ۷۶۴، شامی، درمختار، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق جلد ۳، ص ۲۰۸)
[3] (سوانح محمد یوسف امیر تبلیغ ص ۱۹۱، ۱۹۳)

	ہے یعنی ان لوگوں نے عقائد و افعال فاسدہ، شیطانیہ، کفریہ، منافقانہ، خارجیہ، جبریہ، وہابیہ، کو قبول کیا ہے۔ جب ایک آدمی اپنا نام ابلیس لعین رکھ لے پھر لوگ اس کو ایسا کہیں کہ ''او لعین ابلیس'' تو اس کہنے والے پر کوئی جرم ہے کہ نہیں؟ نہیں، پھر اگر وہ خود اس نام پر خفا ہوتا ہے تو وہ خود سزا کا لائق ہے، اوروں کا کیا قصور ہے۔
سوال: یہ ٹھیک ہے کہ ان تبلیغی فرقہ والوں نے خود اپنے کو بڑا سخت وہابی کہا ہے اور کہتے ہیں اور یہ بھی میں نے تسلیم کیا کہ جمہور علماء محققین فضلاء علماء خصوصاً اکابر حضرات دیوبند نے بھی تحریر کیا ہے کہ وہابی ابنِ عبدالوہاب نجدی اور ابن تیمیہ کے معتقدین اور مقلدین کو کہتے ہیں اور ابن تیمیہ اور ابن عبد الوہاب نجدی اور ان کے معتقدین سب کے سب خوارج ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اتنا بڑا گروہ جو کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں دنیا سے رائیونڈ میں جمع ہو جاتے ہیں یہ کیسے خبیث و خبیثہ ہیں یہ سب ناممکن ہے اتنا بڑا گروہ خبیث و خبیثہ کیسے بن گیا؟	جواب: قولِ خداوندی ہے: قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (المائدۃ ۱۰۰) مفسر محمد شفیع دیوبندی صاحب ترجمہ: تو کہہ دے کہ برابر نہیں ناپاک یعنی خبیث اور پاک اگرچہ تجھ کو بھلی لگے خبیث کی کثرت سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقلمندو تا کہ تمہاری نجات ہو۔ مفتی صاحب تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اے دیکھنے والے تجھ کو ناپاک (یعنی خبیث) کی کثرت (جیسا کہ دنیا میں یہی واقع ہوتا ہے) تعجّب میں ڈالتی ہے جو کہ باوجود ناپسندیدہ ہونے کے یہ کثیر کیوں ہیں مگر یہ سمجھ لو کہ کثرت جو کسی حکمت کی دلیل ہے حق ہونے کی نہیں۔ یعنی کثرت دلیل صداقت اور حق مقبولیت کا نہیں۔ [1] آگے ارشاد فرمایا: وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ (المائدۃ ۱۰۰)

[1] (معارف القرآن جلد ۳، ص ۳۳۷)

یعنی اگرچہ دیکھنے والوں کو بعض اوقات خراب چیزوں کی کثرت مرغوب کر دیتی ہے۔اور گردوپیش میں خبیث اور خراب چیزوں کے پھیل جانے اور غالب آجانے کے سبب انھی کو اچھا سمجھنے لگتے ہیں مگر یہ انسانی علم وشعور کی بیماری اور احساس کا قصور ہوتا ہے۔[1]

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ (المائدۃ ۱۰۰)

یہ آیت اگرچہ ایک خاص واقعہ میں نازل ہوئی کہ اعداد وشمار کی کمی، زیادتی کوئی چیز نہیں کثرت وقلّت سے کسی چیز کی اچھائی یا برائی کو نہیں جانچا جاسکتا۔ انسانوں کے سر اور ہاتھ شمار کر کے اکیاون ۵۱ ہاتھوں کو انچاس ۴۹ کے مقابلے میں حق و صداقت کا معیار نہیں کہا جاسکتا، بلکہ اگر دنیا کے ہر طبقہ کے حالات پر ذرا بھی نظر ڈالی جائے تو سارے عالم میں بھلائی کی مقدار اور تعداد کم اور برائی کی تعداد میں کثرت نظر آئے گی۔ ایمان کے مقابلہ میں کفر، تقویٰ وطہارت اور دیانت و امانت کے مقابلے میں جہل، عقل کے مقابلہ میں بے عقلی کی کثرت کا مشاہدہ ہو گا۔ جس سے اس کا یقین لازمی ہو جاتا ہے، کسی چیز یا کسی جماعت کی تعداد کی کثرت اس کے اچھے یا حق پر ہونے کی قطعاً دلیل نہیں ہو سکتی بلکہ کسی چیز کی اچھائی اور بہتری اس چیز اور اس جماعت کے ذاتی حالات و کیفیات پر دائر ہوتی ہے۔ حالات و کیفیات اچھی ہیں تو وہ اچھی اور اگر وہ بُری ہیں تو وہ چیز خود بھی بُری ہے۔ یہ ہرگز نہیں کہ جس چیز (یا جس جماعت) کو زیادہ تعداد کے لوگوں نے اختیار کر لیا ہے وہی چیز حلال اور جائز ہے یا کسی جماعت کو زیادہ تعداد کے لوگوں نے اختیار کر لیا وہی جماعت اچھی اور برحق ہے۔ آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا: فَاتَّقُوا اللّٰہَ

[1] (معارف القرآن جلد ۳، ص ۲۴۲)

	يَاأُولِي الْأَلْبَابِ (المائدة ۱۰۰) (یعنی: اے عقل والو! اللہ سے ڈرو)۔ جس چیز میں اشارہ فرمایا کہ کسی چیز (کسی جماعت) کی تعداد کی کثرت کا مرغوب ہونا یا کثرت کو مقابلہ قلّت کے حق و صحیح کا معیار قرار دینا عقلاء کا کام نہیں ہے اسی لئے عقلاء کو خطاب اور ان کو اس غلط رویّہ سے روکنے کے لئے فَاتَّقُوْ اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔ [1]
سوال: کیا صدر مدرسین دیوبند حسین احمد کے علاوہ اور حضراتِ دیوبند نے کچھ ایسا فتویٰ دیا ہے کہ واقعی ابن عبد الوھاب نجدی اور ان کے معتقدین وہابیہ خوارج میں سے ہیں۔اس بناء پر یہ لوگ خبیث و خبیثہ ہیں؟	جواب: فتویٰ علماء سرحد ہے کہ ”ابن عبد الوہاب نجدی بہ اتفاق جمہور علماء وفقہا خارجی ہے اور اس کے جملہ معتقدین نام نہاد موحدین وہابی خارجی ہیں“۔ [2]

مزید تفصیلات کے لئے انگریزی جاسوس ہمفرے کے اعترافات شائع کردہ مجلس اہل سنّت والجماعت ملاحظہ فرمائیں۔

حنفی المسلک علمائے دیوبند تحصیل صوابی ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۵ء بمقام جامع مسجد اکرم خان میں عظیم الشّان دینی اجتماع میں متّفقہ طور پر فتویٰ مذکورہ شائع ہوا۔

وَ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

[1] (معارف القرآن، جلد ۳، ص ۲۴۳، مفتی محمد شفیع دیوبندی)

[2] (عقائد علمائے دیوبند ص ۲۲۸ و سنن النسائی شریف ص ۲۶۰ بر حاشیہ شیخ محمد تھانوی دیوبندی صاحب حصّہ اوّل ”البصائر ص ۱۵۷ مولوی، حمد اللہ دیوبندی فاضل مظاھر العلوم سہارنپور)

استفتاء

علماء اسلام کی خدمت میں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کیا فرماتے ہیں علماء دین ایسے افراد کے متعلق جو تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں مندرجہ ذیل بیانات کرتے ہیں:

۱۔ قرآن وحدیث اور پورا دین اس تبلیغ کے مقابلے میں ایک قطرے کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ ہمارا یہ تبلیغی عمل سمندر ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ذکر یا علم حاصل کرنے کے لئے نہیں پیدا کیا۔ امت مسلمہ کو صرف اس مقام کے لئے پیدا کیا گیا ہے لہذا جو فردِ امت بھی یہ کام نہیں کرے گا وہ ظالم ہوگا۔

۳۔ ایک بزرگ نے خواب دیکھا ہے کہ جہاد کا حکم اب منسوخ ہو چکا ہے اب امت کی اصلاح صرف اس رائے ونڈ والے عمل سے ہوگی۔

۴۔ تبلیغی جماعت کا یہ عمل کشتیٔ نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا وہ بچ گا اور جو اس میں شامل نہ ہوا تو اس کا انجام خراب ہوگا۔

۵۔ اور علماء اور مشائخ اپنے مقامات پر قرآن و سنت کے درس و تصنیف و تالیف تحریر و تقریر وعظ و اصلاح کے ذریعے جو کام کر رہے ہیں، وہ ظالم ہیں، ان کے اس کام کی کوئی وقعت نہیں، جب تک کہ وہ بستر سر پر اٹھا کر رائے ونڈ کے طریقے پر تبلیغ میں عمل انجام نہ دیں۔

۶۔ قرآن حکیم انفرادی عمل ہے اور تبلیغی نصاب اجتماعی عمل ہے۔

۷۔ قرآن حکیم مشکل کتاب ہے۔ اسی طرح حدیث بھی مشکل ہے۔ قرآن وحدیث کے درسوں میں شرکت سے فائدہ نہیں ہوتا۔فائدہ تبلیغی نصاب میں ہے۔

۸۔ جو آئمہ کرام مشائخ محدثین گزرے ہیں اور انہوں نے اپنی ساری زندگیاں قرآن وحدیث کے درس فقہ ودیگر علوم میں صرف کی ہے، لیکن بستر سرپر اٹھاکر در بدر سفر نہیں کیاان کی نجات نہیں ہوگی۔

۹۔ آپ صرف لوگوں کو نماز کی دعوت دیں اور چھ نمبروں کا بیان کریں، کسی کو برائی سے منع نہ کریں، برائی خود بخود ختم ہو جائے گی۔

۱۰۔ روانہ ہونے والی ملکی اور غیر ملکی جماعتوں کو ہدایت دی جاتی ہے کہ آپ صرف مسلمانوں کو دعوت دیں گے کسی کافرکو دعوت نہ دینا۔ جب پوچھا گیا کہ کافرکو دعوت کیوں نہ دیں توجواب دیا گیا کہ ہم موجودہ مسلمانوں کو نہیں سنبھال سکتے، اگر مزید لوگ مسلمان ہوگئے توان کو کون سنبھالے گا۔

۱۱۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عدالتیں قائم کرنے، لوگوں کے درمیان فیصلے کرانے، مسئلے مسائل بیان کرنے، درس دینے، حکومت قائم کرنے، کافروں سے جنگ کرنے نہیں آئے تھے، بلکہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کا صرف ایک مقصد تھا، تبلیغ۔

۱۲۔ اسلام نہ کتاب نہ تقریر نہ تلوار (جہاد) سے پھیلا ہے۔ اسلام صرف تبلیغ کے عمل سے پھیلا ہے۔

۱۳۔ اللہ کا راستہ صرف یہ ہے، دوسرا نہیں۔

۱۴۔ علماء و مشائخ یا کوئی اور حضرات چاہے ساری دنیا میں تبلیغ کے لئے دورہ کریں جب تک رائے ونڈ کے راستے سے نہ ہو، وہ عند اللہ قبول نہیں۔

۱۵۔ یورپ کے کفار اللہ کے محبوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو جائیں لیکن ہمارے اس عمل کے محتاج ہیں۔

۱۶۔ گھر کے سب افراد کو خدا کے آسرے پر چھوڑ کر ایک سال کے لئے نکل جائیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ ایک سال کے لئے تبلیغ کے لئے جانا ماں باپ سے اجازت لئے بغیر یا بال بچوں کے نفقہ وغیرہ کا انتظام کیئے بغیر صحیح نہیں وہ ظالم ہے۔

۱۷۔ جو شخص پہلے مرحلے میں چار مہینے اور پھر ہر سال ایک چلہ مہینے میں تین دن اور ہر جمعہ مرکز میں حاضر نہیں ہوتا وہ ظالم ہے، اس کی نجات نہیں ہو گی۔

۱۸۔ نیز، گزارش ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متعلق بتایا جائے کہ یہ انسان کے ساتھ ہمہ وقت لازم ہے یا صرف چلے کے ایام میں یا تبلیغ کرے گا وہ بھی صرف دعوتِ نماز اور چھ نمبر کی۔

۱۹۔ کتابوں میں دین نہیں ہے، نہ کتابوں سے دین حاصل ہوتا ہے، حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم سے کسی نے ایک عالمِ دین کی تصانیف کے متعلق ذکر کیا کہ بڑی مفید اور بے شمار کتابیں انہوں نے تحریر کی ہیں تو حضرت جی نے فرمایا کہ اس دور میں دین کے متعلق تصانیف کرنا دین کی توہین ہے کیونکہ پھر لوگ کہتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں جو ہے ان پر ان کا عمل نہیں۔

۲۰۔ علماء اور اہل مدارس سنانے والے ہیں جبکہ ہم تبلیغی جماعت والے بدلوانے والے ہیں ہم انسان کی زندگی کو بدل دیتے ہیں۔

۲۱۔ علماء ومشائخ اور مدارس والوں کے پاس صرف ایک فیصد لوگ فیض حاصل کرتے ہیں اور ۹۹ فیصد لوگوں کو ہم ہدایت دیتے ہیں۔

۲۲۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تین جگہ پر اپنے پیغمبر ﷺ کو فرمایا ہے کہ نکلو۔

پھر یہ آیت پڑھی: رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلاً مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتَابَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ۔

آیت کے پہلے حصے کا معنی ہے نکلو اور پھر علم وذکر بعد کی چیزیں ہیں جس کا ذکر یزکیھم میں کیا گیا ہے اور یہ بھی موجودہ طرق اربعہ والا ذکر نہیں۔ کیا آیات کے پہلے حصے والحکمۃ تک یہ معنی ہیں کہ نکلو، کیا یہ تحریف نہیں؟

۲۳۔ ایک ذمہ دار فرد نے رائے ونڈ میں کہا اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ مجھ جیسا ایک طالب علم بھی اس کے پاس بیٹھا ہوا ہے، علماء کا زور و دبدبہ ختم کر دیا گیا ہے، صرف درس وتدریس کا دبدبہ رہ گیا ہے، یہ تدریس بھی عنقریب ختم کر دیا جائے گا۔

احقر نے پوچھا کہ ذرا مجھے بتادیں کہ کیسے آپ نے علماء کا دبدبہ ختم کر دیا ہے اور تدریس بھی کیسے ختم کریں گے؟

میرے سوال پر ذرا پریشان ہوئے اور پھر جواب میں کہا کہ اب وقت نہیں۔ وقت آنے پر بتادوں گا۔ میں نے عرض کیا کہ وہ وقت کب ہو گا؟ اس کا جواب نہیں دیا۔ (یہ مشتے نمونہ خروارے)

برائے کرم اللہ اس سلسلہ میں قرآن و سنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ کیا ایسے بیانات کرنا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو پھر ایسا بیان کرنے والوں کے لئے شرعاً کیا سزا ہے؟

مولانا ابوالحسن استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ، عید گاہ روڈ، پشاور

رائیونڈیوں کے کُفریہ عقائد اور اُن کے جوابات

وجہ تصنیف

دیوبندی مولوی ابو الحسن (جامعہ اشرفیہ عید گاہ روڈ، پشاور) نے ایک کتابچہ شائع کیا۔ جس میں مولوی موصوف نے ایک استفتاء بعنوان "علماءِ اسلام کی خدمت میں" دریافت کیا۔

اس استفتاء میں دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت کے عقائد کا بیان ہے، جو وہ اپنے تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں کرتے ہیں۔ جو قطعی کفریات ہیں، جس سے رائیونڈیوں کے کفریہ عقائد کا برملا اظہار ہوتا ہے۔

میں نے اس کتاب میں تبلیغی جماعت (رائیونڈی) کے ان کفریہ عقائد کے قرآن و حدیث کی روشنی میں جوابات تحریر کئے ہیں۔

امید ہے کہ آپ اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں گے، اور اپنے ایمان اور ضمیر کی روشنی میں صحیح فیصلہ کریں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از ندائے اسلام پشاور عقائد تبلیغیان اور جواباتِ سنیان

جواب	عقیدہ نمبر ۱
اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی عظمت اپنی تمام خلق (مخلوقات) پر۔[1] روافض کا عقیدہ یہ ہے کہ آئمہ اطہار رحمہم اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔ یہ عقیدہ رکھنا بالاجماع کفر ہے کہ غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا ہے۔ بھلا تبلیغی نصاب قرآن کریم سے کیسے افضل ہو سکتا ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن عظیم الشان پر تبلیغی نصاب کو فضیلت دینا بعینہٖ عقیدۂ کفر ہے۔	قرآن وحدیث اور پورا دین ہماری اس تبلیغ کے مقابلہ میں ایک قطرے کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ ہمارا یہ تبلیغی عمل سمندر ہے۔
جواب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے جن وانس کو اپنی عبادت، ذکر اور معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر کوئی جن وانس عبادت اور ذکر نہیں کرے گا اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کرے گا تو وہ ظالم ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے طریقہ اور راستہ پر چلنا ظلم نہیں ہے۔ تبلیغی جماعت کے راستہ اور طریقے پر چلنا خلافِ حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح میں ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دِينَار أنفقته فِي سَبِيل الله ای فی الجهاد و الحج و طلب العلم۔	**عقیدہ نمبر ۲** اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انسان کو اپنے علم وذکر (ذکر وعلم) حاصل کرنے کے لئے پیدا نہیں پیدا کیا۔ بلکہ اُمتِ مسلمہ کو صرف اور صرف اس مقامِ تبلیغ کے لئے پیدا کیا گیا ہے، لہٰذا جو فرد اُمت بھی یہ کام نہیں

[1] (ترمذی شریف، دارمی، بیہقی فی شعب الایمان)

کرے گاوہ ظالم ہوگا۔	اس سب میں سے اس کا اجر زیادہ ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔(مسلم شریف) کیونکہ وہ خیراتیں نفل ہیں اور یہ خرچ فرض ہے اور اکثر فرض نفل سے بہتر ہوتا ہے۔
عقیدہ نمبر ۳ ایک بزرگ نے خواب دیکھا ہے کہ جہاد کا حکم اب منسوخ ہو چکا ہے اب اُمت کی اصلاح صرف اس رائے ونڈ والے عمل سے ہو گی۔	جواب ابوداؤد شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد جاری ہے جب سے مجھ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا یہاں تک کہ میری پچھلی اُمت دجال سے لڑے گی۔ اس کو باطل نہ کرے گا ظالم کا ظلم اور عادل کا عدل، انتھی۔ اور اس پر اجماع قائم ہے، تو جہاد کا فسخ بعد از زمانِ رسالت متصور نہیں۔لعنت اللہ علی الکاذبین جہاد کے نسخ کا عقیدہ رکھنا کُفر ہے۔
عقیدہ نمبر ۴ تبلیغی جماعت کا یہ عمل کشتیٔ نوح علیہ السلام کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو وہ بچے گا اور جو اس میں شامل نہ ہوا تو اس کا انجام خراب ہو گا۔	جواب یہ حکم قرآن کریم کے لئے ہے نہ کہ تبلیغی نصاب کے لئے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میں بہترین اور نجات والا وہ ہے جو کہ قرآن خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔(صحیح بخاری) علماء کا قرآن احکام بذریعہ حدیث وفقہ سیکھنا اور سکھانا یہ سب قرآن ہی کی تعلیم ہے۔صرف الفاظِ قرآنی کی تعلیم مراد نہیں،اس لئے یہ حدیث فقہاء کے خلاف نہیں کہ فقہ سیکھنا قرآن سے افضل ہے،یعنی تلاوت قرآن سے افضل ہے کیونکہ فقہ احکامِ قرآن ہے اور تلاوت میں الفاظِ قرآن۔چونکہ کلام اللہ تمام کلاموں سے افضل ہے لہٰذا اس کی تعلیم تمام کاموں سے بہتر اور افضل ہے اور اسرارِ قرآن الفاظِ قرآن سے افضل ہیں۔(مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

عقیدہ نمبر ۵ جو علماء اور مشائخ اپنے مقامات پر قرآن وحدیث کے درس وتصنیف وتالیف، تحریر وتقریر، وعظ واصلاح کے ذریعہ کام کر رہے ہیں وہ ظالم ہیں، ان کے اس کام کی وقعت نہیں جب تک وہ بستر سر پر اٹھا کر رائے ونڈ کے طریقہ پر تبلیغ میں عمل انجام نہ دیں۔	جواب تبلیغی جماعت نے جو علماء ومشائخ کی توہین وتخفیف کی ہے، وہی عقیدۂ کفر ہے۔ اور اگر توہین وتخفیف نہ کی ہو تو ان پر تعذیر واجب ہے۔ (کذا فی الطحطاوی) تبلیغی جماعت جو بستر سر پر اٹھا کر رائے ونڈ کے طریقہ پر تبلیغ میں عمل سرانجام دے رہی ہے یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا طریقہ وسنت نہیں ہے۔ کما قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم: لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، اھ [1] اور اگر ہو تو پھر صحیح حدیث پیش کرنا ضروری ہے۔
عقیدہ نمبر ٦ قرآن کریم انفرادی عمل ہے اور تبلیغ نصاب اجتماعی عمل ہے۔	جواب تبلیغی جماعت کا عقیدہ قلب مشروع ہے۔ مشروع یہ ہے کہ قرآن پاک اجتماعی عمل ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیعًا (آل عمران ۱۰۳) اور تبلیغی نصاب انفرادی عمل ہے۔

[1] (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۴۷۵، المکتبۃ الفاروقیۃ)

عقیدہ نمبر ۷ قرآن کریم مشکل کتاب ہے اور حدیث بھی مشکل ہے اور قرآن کریم اور حدیث کے درس میں بیٹھنے سے فائدہ نہیں، فائدہ تبلیغی نصاب میں ہے۔	جواب قرآن عظیم الشان کی شرح حدیث شریف ہے اور مشکل نہیں۔ اور حدیث شریف کی شرح فقہ ہے اور مشکل نہیں۔ اور قرآن عظیم الشان وضاحتِ کاملہ ہے کچھ مشکل نہیں جو لوگ تبلیغی نصاب کو قرآن عظیم الشان پر فضیلت اور ترجیح دیتے ہیں تو وہی لوگ خوارج میں سے ہیں۔ فلہٰذا قرآن کریم کے درس سے بہت فوائد اٹھاسکتے ہیں نہ کہ تبلیغی نصاب سے۔ یعنی تبلیغی نصاب کے درس میں کوئی فائدہ نہیںُ۔ وھذااظھر من الشمس
عقیدہ نمبر ۸ جو آئمہ کرام ومشائخ، مفسرین اور جتنے محدثین گزرے ہیں، اور انہوں نے اپنی ساری زندگی قرآن وحدیث، فقہ و دیگر علوم میں صرف کی، لیکن بستر سرپر اٹھا کر در بدر سفر نہیں کیا اُن کی نجات نہیں ہوگی۔	جواب جو آئمہ کرام اور مشائخ کرام عظام اور محدثین گزرے ہیں اور انہوں نے اپنی ساری زندگی قرآن کریم وحدیث کے درس اور فقہ میں و دیگر علوم میں صرف کی وہ عنداللہ درجات والے ہیں اور کامیاب ہیں اور جو لوگ سرپر بستر اٹھا کر در بدر سفر کررہے ہیں اُن کے لئے ہرگز نجات نہیں اور یہ طرز پیغمبرِ خدا کا نہیں بلکہ شیطانی طرز ہے۔[1] سراسر تبلیغ والوں کی بدعت اور بے دینی ہے۔

[1] (کذافی روح البیان، ج ۲، ص ۴۵۲)

عقیدہ نمبر ۹ آپ صرف لوگوں کو نماز کی دعوت دیں اور چھ نمبر ان کو بیان کریں کسی کو برائی سے منع نہ کریں، بُرائی خود بخود ختم ہو جائے گی۔	جواب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں فرض کفایہ ہیں، ایک پر عمل کرنا اور دوسرے پر عمل نہ کرنا یعنی بعض قرآن پر ایمان لانا اور بعض پر نہ لانا صریح کُفر ہے۔
عقیدہ نمبر ۱۰ روانہ ہونے والی ملکی و غیر ملکی جماعتوں کو ہدایت دی جاتی ہے کہ آپ صرف مسلمان کو دعوت دیں گے کسی کافر کو دعوت نہ دینا۔ جب پوچھا گیا کہ کافر کو دعوت کیوں نہ دیں تو جواب دیا گیا کہ ہم موجودہ مسلمانوں کو نہیں سنبھال سکتے اگر مزید لوگ مسلمان ہو گئے تو اُن کو کون سنبھالے گا؟	جواب قولہ تعالیٰ: یَاأَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَاأُنْزِلَ إِلَیْکَ (المائدۃ ٦٧) کافۃً یعنی تمام خلق کو ہے (تفسیر حُسینی) نہ صرف مسلمان کو اور کافر کو دعوت دینا واجب اور ضروری ہے، تاکہ ذمہ فارغ ہو جائے اس میں کوئی نقصان نہیں اور یہ عقیدہ تبلیغیان خلاف شریعت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۱ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم عدالتیں قائم کرنے، لوگوں کے درمیان فیصلے کرانے، مسئلے مسائل بیان کرنے، درس دینے، حکومت کرنے، کافروں سے جنگ کرنے نہیں آئے تھے۔ بلکہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بعثت کا صرف ایک مقصد تھا، اور وہ تھا تبلیغ!	**جواب** حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم عدالتیں قائم کرنے، لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے اور مسئلے مسائل بیان کرنے اور کافروں کے ساتھ جہاد وجنگ کرنے کے لئے آئے تھے اور یہ تبلیغِ قرآن ہے۔
عقیدہ نمبر ۱۲ اسلام نہ کتاب، نہ تقریر، نہ تلوار (جہاد) سے پھیلا ہے۔ اسلام صرف تبلیغ کے عمل سے پھیلا ہے۔	**جواب** اسلام کتاب اللہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی تقریر، تحریر، تلوار اور جہاد سے پھیلا ہے، تبلیغی عمل سے نہیں پھیلا ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۳ اللہ تعالیٰ کا راستہ صرف یہ ہے، دوسرا نہیں۔	**جواب** **قولہ تعالیٰ: أَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ اھ (الأنعام ۱۵۳)** اللہ تعالیٰ کا راستہ صراط مستقیم ہے نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جو شہروں میں چلتے پھرتے ہیں (جو کہ تبلیغی لوگ ہیں)۔
عقیدہ نمبر ۱۴ جو علماء ومشائخ یا کوئی اور حضرات ساری دنیا میں تبلیغ کے لئے دورہ کریں جب تک وہ رائے ونڈ کے راستے نہ ہو وہ عند اللہ مقبول نہیں۔	**جواب** جو علماء ومشائخ اور دیگر حضرات ساری دُنیا میں صحیح تبلیغ کا دورہ کریں تو وہ عند اللہ مقبول وماجور ہیں اور رائیونڈ والوں کا راستہ شیطانی راستہ ہے۔[1]

[1] (کمافی روح البیان، ج ۲، ص ۴۵۲، سورۃ المائدۃ)

جواب	
قولہ تعالی: یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡیَھُوۡدَ وَ النَّصٰرٰۤی اَوۡلِیَآءَ بَعۡضُھُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّھُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاِنَّہٗ مِنۡھُمۡ (المائدۃ ۵۱) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان دونوں کی گفتگو سُن کر اس منافق (عبد اللہ بن ابی) سے فرمایا کہ یہودیوں سے دوستی رکھنا تیرا ہی کام ہے اور عبادہ کا کام نہیں ہے۔ اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہود و نصاریٰ سے دوستی و محبت وبلا سخت ضرورت ان کی مدد کرنا، یااُن سے مدد لینا یہ بھی حرام ہے۔ دوسرا یہ کہ کفار سے محبت رکھنا منافقوں کی علامت ہے۔ تیسرا یہ کہ اہل کتاب سے محبت حرام تو مشرکین سے بدرجہ اُولیٰ حرام کیونکہ یہ اُن سے بدترین ہیں۔ (خازن شریف) ایسے خبیثوں کا حشر و نشر نصاریٰ کے ساتھ ہوگا۔	عقیدہ نمبر ۱۵ یورپ کے کفار اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو جائیں لیکن وہ بس ہمارے عمل کے محتاج ہیں۔

عقیدہ نمبر۱۶ گھر کے سب افراد کو خدا کے آسرے پر چھوڑ کر ایک سال کے لئے نکل جائیں جو شخص یہ کہتا ہے کہ ایک سال کے لئے تبلیغ کے لئے جانا ماں باپ سے اجازت لئے بغیر یا بال بچوں کے نفقہ وغیرہ کا انتظام کئے بغیر صحیح نہیں، وہ ظالم ہے۔	**جواب** گھر کے سب افراد اہل وعیال کو چھوڑ کر فی سبیل اللہ یعنی طلب علم کے لئے نہیں جائے، ماں باپ کی اجازت کے بغیر اور بچوں کے نفقہ کا انتظام کئے بغیر اجازت جانا سراسر ظلم، ناجائز اور گمراہی ہے۔ صحیح مسلم میں ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ۔[1] گھر والوں پر خرچ ان خیراتوں سے بہتر ہے کیونکہ وہ خیراتیں نفل ہیں اور یہ خرچ فرض ہے اور اکثر فرض نفل سے بہتر ہوتا ہے۔[2]

[1] (صحیح مسلم، ج۵، ص۱۶۰، المکتبۃ الفاروقیۃ)

[2] (مرأۃ شرح مشکوۃ، ج۳)

عقیدہ	جواب
عقیدہ نمبر ۱۷ جو شخص پہلے مرحلے میں چار مہینے اور پھر ہر سال میں ایک چلہ، مہینے میں تین دن اور ہر جمعہ مرکز میں حاضر نہیں ہوتا وہ ظالم ہے اس کی نجات نہیں ہوگی۔	جواب جو شخص پہلے چار مہینے اور پھر سال میں ایک چلہ اور مہینے میں تین دن (سہ روزہ) اور ہر شب جمعہ مرکز میں ہوتا ہے یہ نظم ونسق سراسر غلط ہے، پیغمبر خدا اور صحابہ سے مروی نہیں ہے۔ یہ خرافات اور خود ساختہ ہیں، بلکہ ان سے احتراز کرنا واجب اور لازم ہے۔
عقیدہ نمبر ۱۸ کتابوں میں دین نہیں ہے، نہ کتابوں سے دین حاصل ہوتا ہے۔ دیوبندیوں کے مولوی محمد یوسف صاحب سے کسی نے ایک عالم دین کی تصنیفات کے متعلق ذکر کیا کہ بڑی مفید اور بے شمار کتابیں انہوں نے تحریر کی ہیں۔ تو حضرت جی نے فرمایا کہ اس دور میں دین کے متعلق تصنیفات کرنا دین کی توہین ہے کیونکہ پھر لوگ کہتے ہیں کہ ان کتابوں میں جو ہے ان پر ان کا عمل نہیں۔	جواب دین کی کتابوں میں علم ہے اور دین کی کتابوں سے علم حاصل ہوتا ہے اور جو علماء موجودہ دور میں تصانیف کرتے ہیں تو وہ اس پر اجر عظیم پاتے ہیں اور یہ عمل کرنا بالکل توہین نہیں ہے۔ پروپیگنڈا عقیدہ دار نہ سخت گنہگار اور نہ قابلِ جہنم میں سے ہے (یعنی یہ عقیدہ رکھنے والا نہ گنہگار ہے اور نہ جہنم والا)

عقیدہ نمبر ۱۹ علماء ومشائخ اور مدارس والوں کے پاس صرف ایک فیصد لوگ فیض حاصل کرتے ہیں اور ننانوے (۹۹) فیصد لوگوں کو ہم ہدایت دیتے ہیں۔	جواب علماء، مشائخ اور مدرسہ والوں کے پاس ہزارہا لوگ فیض حاصل کر رہے ہیں اور تبلیغی جماعت میں اتنا فیض نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث قدسی میں ہے: إِنَّکَ لَاتَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ۔ [1] اس لئے تبلیغی جماوت کا یہ عقیدہ کفریہ ہے اور غلط ہے کیونکہ ہدایت اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے اور دوسروں کی طاقت میں نہیں ہے۔
عقیدہ نمبر ۲۰ علماء اور اہل مدارس سنانے والے ہیں جبکہ ہم (تبلیغی جماعت والے) بدلنے والے ہیں، ہم انسان کی زندگی کو بدل دیتے ہیں۔	جواب تبلیغی جماعت دعویٰ کرتی ہے کہ وہ انسان کی زندگی بدلتے ہیں، یہ دعویٰ کرنا غلط ہے۔ اور قرآن کریم سے باہر ہے۔ کیونکہ ہدایت موصلہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے انسان کی قدرت میں نہیں ہے، توبہ تائب ہونا ضروری ہے۔

[1] (صحيح مسلم، ج ۱، ص ۵۴، الناشر: دار إحياء التراث العربي -بيروت)

جواب	عقیدہ نمبر ۲۱
میں نے تفاسیر کا بغور مطالعہ کیا، کسی جگہ میں نے نہیں دیکھا کہ آیت مذکورہ کا یعنی رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيهِمْ کا مفسر نے یہ معنی کیا ہے کہ نکلو! یہ تبلیغ والوں کا تحریف نہیں تو کیا ہے؟ اور یہ عقیدہ رکھنا کفر ہے اور دوسرا یہ کہ دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے "تفسیر بیان القرآن" میں صفحہ ۱۲۸ میں لکھا ہے کہ آج کل جو جاہل یا کا لجاہل وعظ کرتے چلتے پھرتے ہیں اور غلط روایات واحکام بلا تحقیق بیان کرتے ہیں، سخت گنہگار ہوتے ہیں اور پھر سامعین کو ان کا وعظ سننا جائز نہیں۔	اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن پاک میں تین جگہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو فرمایا ہے کہ نکلو! پھر یہ آیت پڑھی: رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (البقرۃ ۱۲۹) آیت کے پہلے حصہ کا معنی ہے نکلو! اور پھر علم وذکر بعد کی چیزیں ہیں جن کا ذکر يُزَكِّيهِمْ میں کیا گیا ہے اور یہ بھی موجودہ طرق اربعہ والا ذکر نہیں۔

عقیدہ نمبر ۲۲:ایک ذمہ دار فرد نے رائیونڈ میں کہا اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ مجھ جیسا ایک طالب علم بھی اُس کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ علماء کا دور ودبدبہ ختم کر دیا گیا ہے صرف درس وتدریس کا دبدبہ رہ گیاہے۔یہ تدریس بھی عنقریب ختم کر دی جائے گی، احقر نے پوچھا کہ ذرا مجھے بتا دیں کہ کیسے آپ نے علماء کرام کا دبدبہ خرم کر دیا ہے اور ان کی تدریس کیسے ختم کر دیں گے ؟ میرے سوال پر ذرا پریشان ہوئے، اور جواب میں کہا کہ ابھی وقت نہیں وقت آنے پر بتا دوں گا۔ میں نے عرض کیا وہ وقت کب ہوگا؟ تو اس کا جواب نہیں ملا، یعنی جواب نہیں دیا۔

جواب

قولہ تعالی:وَالَّذِینَ أُوتُواالْعِلْمَ دَرَجَاتٍ(المجادلة ۱۱)

علماء کا دبدبہ اور درجات کتاب اللہ سے ثابت ہے اور کسی کی طاقت میں نہیں کہ بغیر حکمِ خداوندی علماء کا دبدبہ اور درجات ختم کر دے اور نہ درس وتدریس ختم کر دے،اوریہ تبلیغی جماعت کا اختراع اور خودساختہ بات ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗاتم

روح البیان میں ہے:

وهم الذين يدورون في البلاد مسيبين خليعي العذار يرتعون في مراتع البهيمية والحيوانية بلا لجام الشريعة وقيد الطريقة وهم يدعون أنهم أهل الحق قد لعب الشيطان بهم فاتخذوا إلههم هواهم۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم!

---

[1](تفسیر روح البیان،ج۲،ص۳۶۱،دار إحیاء التراث العربی)

فتدبر وو لاتکن من الغافلین

براہِ کرم لِلّٰہ اس سلسلہ میں قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ کیا ایسے بیانات کرنا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو پھر ایسا بیان کرنے والوں کے لئے شرعاً کیا حکم اور کیا سزا ہے؟

منجانب:

مولانا محمد یوسف قریشی

مہتمم دارالعلوم جامعہ اشرفیہ

و

خطیب جامع مسجد مہابت خان

چوک یادگار، پشاور

استاد الحدیث ابوالحسن

جامعہ اشرفیہ، پشاور

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi